نذر

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

کامل

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
استاذ حدیث و دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی







بیت العمار کراچی

نذر

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

جلد اول

مؤلف

مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

0333-3136872 | 0302-2205466

0333-3845224

فہرست

آ

الف

ب

پ

ت

ذ

ز

ص

ض

ط

ظ

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ

وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ

عرض مؤلف

نذر ایک قدیم عبادت ہے، اور یہ اسلام سے پہلے سابقہ انبیاء کرام کے زمانہ سے جاری ہے، اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید میں اس کے بارے میں متعدد آیات نازل ہوئی ہیں، اور دین اسلام میں اس کے بارے میں بہت سارے احکامات ہیں، لیکن نذر کی بات روز روز پیش آنے والی نہیں ہے، بلکہ کبھی کبھار پیش آجاتی ہے، اس لئے عام طور پر اس کے مسائل اور احکام یاد نہ ہونے کی وجہ سے پریشانی ہوتی ہے، اس لئے بندہ نے نذر کے بارے میں عام طور پر پیش آنے والے مسائل کو حروف تہجی کی ترتیب سے ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ اس کے شرائط، مسائل اور احکام کم سے کم وقت میں معمولی توجہ سے معلوم کرنے میں آسانی ہو، اور عمل کرنے میں دشواری نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو بھی اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائے اور آخرت میں میرے لئے اور قارئین کرام کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

آخر میں ان تمام حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، تصحیح، تخریج اور سیٹنگ میں حصہ لیا ہے، خاص طور پر مفتی محمد ولی اللہ حسین، مولوی شاہ نور اور مفتی محمد مرزوق انعام سلمہم اللہ کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو اپنی شان کے مطابق اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

بحرمة سيد المرسلين صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین۔

کتبہ

محمد انعام الحق قاسمی

دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۱۲/ ۱۲/ ۱۴۴۲ھ، ۲۲/ ۷/ ۲۰۲۱ء

مقدمہ

نذر کا معنی

نذر کا لغوی معنی ہے: وعدہ کرنا خواہ خیر کا ہو یا شر کا، اور نذر کو اردو میں "منت" کہا جاتا ہے، اور نذر کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے طور پر زبانی الفاظ کے ساتھ کسی جائز کام کو اپنی ذات پر واجب کرنا۔

بعض نے نذر کی یہ تعریف کی ہے کہ آدمی کا کسی بات کے پیش آنے کی وجہ سے اپنے اوپر ایسی بات یا کام واجب کرنا جو پہلے سے واجب نہیں تھا۔[1]

نذر کے ارکان

نذر کے تین ارکان ہیں:

❶ نذر کے الفاظ۔ ❷ نذر کرنے والا۔ ❸ منذور۔[2]

---

(۱) النذر لغة: الوعد بخير أو شر، وشرعاً: الوعد بخير خاصة، وقال بعضهم: هو التزام قربة لم تتعين۔ (الفقه الإسلامي وادلته: (۳/۴۶۸)، الباب السادس، الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثاني: النذور، ط: دار الفكر)

▭ النذر... إيجاب الفعل المشروع على النفس بالقول تعظيماً لله تعالى۔ (معجم لغة الفقهاء: (ص: ۴۷۷)، حرف النون، ط: دار النفائس)

▭ النذر أن توجب على نفسك ماليس بواجب لحدوث أمر۔ (المفردات في غرائب القرآن للاصفهاني: (ص: ۴۸۹)، كتاب النون: نذر، ط: قديمي)

(۲) اعلم أن أركان النذر ثلاثة: الناذر، والصيغة، والمنذور (رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۲)، الرسالة الخامسة والثلاثون في النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

▭ الفقه الإسلامي وادلته: (۳/۴۶۸)، الباب السادس، الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثاني، النذور، ط: دار الفكر۔

▭ تحفة المحتاج في شرح المنهاج: (۱۰/۶۸)، كتاب النذر، ط: دار احياء التراث العربي۔

نذر کامدار ظاہری الفاظ پر ہوتا ہے

نذر کامدار ظاہری الفاظ پر ہوتا ہے، نیت کا اعتبار نہیں ہوتا، لہذا اگر نذر کے الفاظ مطلق ہیں، اور نیت میں کسی قید کا خیال رکھا ہے تو نیت کا اعتبار نہیں ہوگا اور اگر الفاظ میں قید موجود ہے اور نیت میں مطلق ہے تو لفظی قید کا اعتبار ہوگا، مطلق نیت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

مثال کے طور پر کسی نے کہا کہ "اگر مجھے فلاں چیز مل گئی تو اتنی رقم خیرات کروں گا" حالانکہ دل میں یہ نیت تھی کہ اگر وہ چیز صحیح ہو تو اتنی رقم خیرات کروں گا لیکن الفاظ میں یہ قید نہیں تھی تو مذکورہ چیز ملنے کے بعد اتنی رقم خیرات کرنا پڑے گی، چاہے وہ چیز خراب ہو یا صحیح ہو، اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔ (۱)

نذر کے الفاظ کی تین شرائط ہیں

نذر منعقد ہونے کے لئے نذر کے الفاظ کی تین شرائط ہیں:

❶ التزام یعنی نذر کے الفاظ میں غیر لازم چیز کو لازم کرنے کا معنی پایا جائے۔ (۲)

(۱) ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بالشرط و كان من جنسه واجب أو فرض وهو عبادة مقصودة، ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر كصوم وصلوة وصدقة۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۳/۷۳۵)، كتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعيد)

وان علق النذر بشرط فوجد فعليه الوفاء بنفس النذر، الهداية: (۲/۴۸۰)، كتاب الأيمان، فصل فی الكفارة، ط: رحمانيه)

ومثله فی شرح الوقاية: (۲/۳۴۰)، كتاب الأيمان، ط: سعيد۔

قلت: إنما ذكروا النذر فی الأيمان لما يأتی فی أنه قال: علیّ نذر ولا نية له، لزمه كفارة... الخ۔ (شامی: (۳/۷۳۵)، كتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعيد)

الأيمان مبنية على الألفاظ لا على الأغراض۔ (وقوله: لا على الأغراض) أی المقاصد والنيات، احترز به عن القول ببنائه على النية۔ (الدر مع الرد: (۳/۷۴۳)، كتاب الأيمان: مبحث مهم فی تحقيق قولهم: الأيمان مبنية على الألفاظ لا على الأغراض، ط: سعيد)

(۲) ولا يشترط للنذر صيغة خاصة، فيلزم بكل لفظ دال على الالتزام ولو لم يذكر فيه لفظ النذر۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۲/۱۴۴)، كتاب اليمين، مباحث النذر، ط: دار إحياء التراث العربی)=

❷ نذر کے الفاظ زبان سے ادا کرنا ضروری ہے، صرف دل میں اردہ اور نیت کرنے سے نذر منعقد نہیں ہوگی۔ (۱)

❸ نذر کے الفاظ ''ان شاء اللہ'' سے خالی ہوں، اگر کسی نے نذر کے الفاظ زبان سے ادا کرتے ہوئے ساتھ ساتھ ''ان شاء اللہ'' بھی کہا ہے تو نذر منعقد نہیں ہوگی، مثلاً زید نے کہا کہ ''اگر مجھے نوکری مل جائے گی تو ان شاء اللہ میں بکری ذبح کروں گا'' اس سے نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ ''ان شاء اللہ'' کا معنی ہے ''اگر اللہ چاہے'' اور اللہ تعالیٰ کے چاہنے اور نہ چاہنے کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے۔

اور اگر ''ان شاء اللہ'' کے الفاظ کو نذر کے الفاظ زبان سے ادا کرنے کے بعد کچھ وقفہ کر کے کہا ہے تو اس صورت میں نذر منعقد ہو جائے گی۔ (۲)

= اعتبر الفقهاء في صيغة النذر أن تكون باللفظ ممن يتأتى منهم التعبير به، وأن يكون هذا اللفظ مشعراً
بالإلتزام بالمنذور، وذلك لأن المعول عليه في النذر هو اللفظ... فلا يكفي في ذلك النية وحدها
بدونه۔ (الموسوعة الفقهية: (۱۴۰/۴۰)، حرف النون، نذر، ط: وزارة الأوقاف والشؤن الإسلامية)

لأن النذر ليس له صيغة معينة بل ينعقد بكل قول دل عليه۔ (كشاف القناع: (۲۷۸/۶)، كتاب
الأيمان، باب النذر، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) ومنها انه عمل اللسان لا القلب فقط وصيغته صيغة الشرط والجزاء (العرف الشذى على هامش
جامع الترمذى، (۲۷۹/۱)، ابواب النذور والأيمان، ط: سعيد)

كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۱۴۴/۲)، كتاب اليمين، مباحث النذر، ط: دار احياء التراث العربى۔

ويشترط لصحة النذر بأنواعه شروط: أن يكون الناذر مكلفاً... وأن يكون بالقول۔ (كتاب الفقه
على المذاهب الأربعة: (۱۴۳/۲)، كتاب اليمين، مباحث النذر، ط: دار احياء التراث العربى)

(۲) ابو هريرة ﷺ رفعه: من حلف فقال ان شاء الله لم يحنث، للنسائى والترمذى۔ وفى اعذب الموارد:
رواه ايضاً احمد وابن ماجة وابن حبان كذا فى النيل: (۲۲۸/۸)، (جمع الفوائد مع أعذب الموارد: (۲/
۵۶۱)، كتاب النذور، ط: إدارة القرآن)

وأما الذى يرجع إلى نفس الركن فخلوه عن الاستثناء فإن دخله أبطله۔ (بدائع الصنائع: (۹۰/۵)،
كتاب النذر، قبيل فصل وأما حكم النذر، ط: سعيد)

وإن وصل الاستثناء بنذره لم يلزمه شئ، لأن الاستثناء يخرج الكلام من أن يكون عزيمة۔
(المبسوط للسرخسى: (۱۳۳/۴)، كتاب المناسك، باب النذر، ط: دار المعرفة) =

نذر میں سب سے اہم شرائط

نذر صحیح ہونے اور صحیح نہ ہونے کے بارے میں زیادہ تر دو شرائط اہم ہیں، اور ان دونوں شرطوں کو معیار بنایا جاتا ہے، اور وہ دو شرائط یہ ہیں:

ایک شرط تو یہ ہے کہ منذور بہ قربت اور عبادت مقصودہ ہو عبادت غیر مقصودہ نہ ہو جیسے نماز، روزہ، حج، صدقہ، اعتکاف وغیرہ۔

دوسری شرط یہ کہ منذور بہ کی جنس سے کوئی فرد فرض یا کم از کم کوئی فرد واجب ہو، فرض کی مثال جیسے نماز، روزہ اور حج کرنے کی نذر ماننا، مثلاً کسی نے پندرہ دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تو یہ درست ہے، کیونکہ اس کی جنس سے رمضان کا روزہ فرض ہے۔

اور واجب کی مثال جیسے جانور ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کرنے کی نذر ماننا، یا نفلی قربانی کرنے کی نذر ماننا، کیونکہ اس کی جنس سے قربانی واجب ہے۔(۱)

= ولو وصل بحلفه إن شاء الله تعالى بر)... إلا أنه لابد من الاتصال: لأنه بعد الفراغ رجوع ولا رجوع في اليمين... واشار المصنف إلى أن النذر كذلك ايضاً إذا وصله بالمشيئة لم يلزمه شئ وظاهر كلامهم أن كل شئ تعلق بالقول فالمشيئة المتصلة به مبطلة له عبادة۔(البحر الرائق: (۴/ ۵۰۰)، كتاب الأيمان، ط: سعيد)

(۱) ومنها أن يكون قربة مقصودة۔ فلا يصح النذر بعيادة المرضى... ويصح النذر بالصلاة والصوم والحج والعمرة... والإعتكاف ونحو ذلك: لانها قرب مقصودة۔ (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فانواع۔ ط: سعيد)

ويشترط لصحة النذر سبعة شروط: الأول أن يكون من جنس المنذور فرض أو واجب اصطلاحي على الأصح كالصوم والصلاة والصدقة۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۲/ ۱۴۵)، كتاب اليمين، مباحث النذر، ط: دار احياء الكتب العربية)

ولو قال: إن برئت من مرضي هذا ذبحت شاة أو على شاة أذبحها فبرئ لا يلزمه شئ، لأن الذبح ليس من جنسه فرض بل واجب كالأضحية (فلا يصح إلا إذا زاد وأتصدق بلحمها فيلزمه) لأن الصدقة من جنسها فرض وهي الزكاة۔ وفي الرد: فيتعين حمل ما ذكره المصنف على القول بانه لابد أن يكون من جنسه فرض وحمل ما في الخانية والدرر من صحة قوله: لله على أن أذبح شاة، على القول بانه يكفي أن يكون من جنسه واجب، وسيأتي في آخر الأضحية عن الخانية: لو نذر عشر اضحيات لزمه ثنتان لمجئ=

عبادت غیر مقصودہ

☆ ......عبادت غیر مقصودہ وہ عبادت ہے جو دوسری عبادت کے لئے شرط یا فرض یا واجب یا سنت ہو، خود اس کا نفلی طور پر ادا کرنا مشروع نہ ہو جیسے وضو، قبلہ کو سامنے لینا، تکبیر تحریمہ، بدن، جگہ اور کپڑے کا پاک ہونا نماز صحیح ہونے کے لئے شرائط ہیں، خود ان کا الگ کر کے نفلی طور پر ادا کرنا مشروع نہیں ہے، البتہ تکبیر نفلی طور پر ادا کرنا مشروع ہے۔ (۱)

☆ ......جس عبادت میں کسی مخلوق کا حق ادا کرنا شامل ہو وہ عبادت مقصودہ

=الأمر بهما، وفى شرح الوهبانية: الأصح وجوب الكل لايجابه ما لله من جنسه إيجاب ونقل الشارح هناك عن المصنف أن مفاده لزوم النذر بما من جنسه واجب اعتقادى أو اصطلاحى اهـ. ويؤيد أيضاً ما قدمناه عن البدائع وبه يعلم أن الأصح أن المراد بالواجب مايشمل الفرض والواجب الاصطلاحى لا خصوص الفرض فقط۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۹، ۷۴۰)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان، ط: سعيد)

(۱) ومن نذر نذراً مطلقاً او معلقاً بشرط وكان من جنسه واجب) أى فرض... (وهو عبادة مقصودة) خرج الوضوء وتكفين الميت (ووجد الشرط... لزم الناذر...) ولو نذر التسبيحات دبر الصلاة لم يلزمه۔ (قوله: خرج الوضوء) لأنه وإن كان عبادة لكنه ليس بعبادة مقصودة لذاتها وإنما هو شرط لعبادة مقصودة وهى الصلاة، قوله: ولو نذر التسبيحات)... وفيه اشارة إلى أنه ليس من جنسها واجب ولا فرض۔ وفيه أن تكبير التشريق واجب على المفتى به وكذا تكبير الإحرام وتكبيرات العيدين فينبغى صحة النذر به بناء على أن المراد بالواجب هو المصطلح عليه۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۲/ ۳۳۸، ۳۳۹)، كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة)

الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۸، ۷۳۵)، كتاب الأيمان، مطلب فى أحكام النذر، ط: سعيد۔

(فلا يلزم الوضوء بنذره)... لكون الوضوء ليس مقصوداً لذاته، لأنه شرع شرطاً لغيره كحل الصلاة... (ولا عيادة المريض) إذ ليس من جنسها واجب... وفى ظاهر الرواية عيادة المريض وتشييع الجنازة وإن كان فيه معنى حق الله تعالى فالمقصود حق المريض والميت والناذر إنما يلتزم بنذره ما يكون مشروعاً حقاً لله تعالى مقصوداً۔ (قوله: ولا عيادة المريض) وكذا لا يصح بتكفين الميت والصلاة عليها۔ (حاشية الطحطاوى على المراقى: (ص: ۶۹۳، ۶۹۴)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمى)

المبسوط للسرخسى: (۳/ ۱۲۹)، كتاب نوادر الصوم، ط: دار المعرفة۔

نہیں، جیسے مریض کی عیادت کرنا، جنازہ کے ساتھ چلنا، جنازہ کی نماز، میت کو غسل دینا اور میت کو کفن دینا وغیرہ، یہ سب عبادات مقصودہ نہیں ہیں، بلکہ سب عبادات غیر مقصودہ ہیں۔ (۱)

☆...... جس عبادت میں کسی مخلوق کو فائدہ پہنچانے کا عنصر شامل ہو وہ عبادت مقصودہ نہیں ہے، جیسے مسجد، پل اور مسافر خانہ بنانا یہ عبادات مقصودہ نہیں، بلکہ عبادات غیر مقصودہ ہیں۔ (۲)

☆...... وہ عبادت جس میں اپنی یا کسی اور کی حاجت روائی مقصود ہو جیسے دعا، میت کو ثواب پہنچانا، خواہ وہ کسی بھی صورت میں ہو، یہ بھی عبادات غیر مقصودہ ہیں۔ (۳)

نذر کا ثبوت

نذر ماننا جائز ہے اور یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے، قرآن کریم کی مختلف جگہوں میں نذر کو پورا کرنے کا حکم آیا ہے:

❶ وَمَآ أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ۔ (۴)

ترجمہ: اور تم جو کوئی خرچ کرو یا کوئی منت مانو اسے اللہ جانتا ہے۔

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة، رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔ (ومن نذر نذرا مطلقاً أو معلقاً)

(۲) ومنها أن يكون قربة مقصودة، فلا يصح النذر بعيادة المرضى... والأذان وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلک وإن كانت قرباً، لأنها ليست بقرب مقصودة۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۸۲)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعید)

🗀 البحر الرائق: (۵۸/۲)، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید۔

🗀 الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، کتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعید۔

(۳) وفی القنية: لایصح النذر بالتصدق على الأغنياء ،، ولا بدعاء معین، (فتاوی ابن نجیم: (ص: ۳۹۴)، الرسالة الخامسة والثلاثون فی النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

🗀 جامع الرموز: (۳۵۱/۲)، کتاب الأيمان، ط: مظهر العجائب، كلكته۔

🗀 البحر الرائق: (۲۹۷/۴)، کتاب الأيمان، ط: سعید۔

(۴) سورة البقرة، آیت: ۲۷۰۔

⑫ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔ (۱)

ترجمہ: پھر (حج کرنے والے) لوگوں کو چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کریں، اوراپنی منتیں پوری کریں، اور بیت عتیق کا طواف کریں۔

⑬ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا۔ (۲)

ترجمہ: یہ لوگ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں، اوراس دن کا خوف دل میں رکھتے ہیں جس کے برے اثرات ہر طرف پھیلے ہوئے ہوں گے۔

بخاری اور مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"من نذر ان يطيع الله فليطعه و من نذر ان يعصيه فلا يعصه۔" (۳)

ترجمہ: جو شخص اللہ کی اطاعت کی نذر کرے تو اسے اطاعت کرنی چاہئے اور جو شخص گناہ کی نذر کرے وہ (نذر کی وجہ سے) گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔ (۴)

نذر قربت

نذر پوری کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں:

① نذرِ قربت۔ ② نذر اباحت۔ ③ نذر معصیت۔

نذر قربت: وہ نذر ہے جس میں کسی عبادت کی نذر مان لی جائے، مثلاً نماز، روزہ، حج، صدقہ وغیرہ کی نذر مان لی جائے، ایسی نذر عبادت ہے، اوراس کو پورا کرنا ضروری ہے، شریعت کی رو سے اصل نذر بھی یہی ہے، اوراس میں نذر کا پورا اثر پڑتا

(۱) سورۃ الحج، آیت: ۲۹۔

(۲) سورۃ الدھر، آیت: ۷۔

(۳) الصحیح للبخاری: (۲/۹۹۱)، کتاب الأیمان والنذور، باب النذر فی الطاعۃ، ط: قدیمی۔

(۴) مظاہر حق: (۳/۵۵۵)، ط: مکتبۃ العلم۔

ہے کہ نذر کرنے سے پہلے وہ عبادت واجب نہیں تھی نذر کرنے سے واجب ہوئی ہے، لہٰذا اس کو پورا نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ (۱)

نذرِ مبہم کے احکام

☆...... نذرِ مبہم خواہ مطلق ہو یا کسی شرط کے ساتھ مقید ہو، دونوں صورتوں میں نذر ماننے والے کی نیت کا اعتبار ہے، اگر اس نے کسی چیز کی نیت کی ہو تو اس کے مطابق عمل کیا جائے گا، مثلاً کسی نے کہا تھا کہ "اللہ کے لئے مجھ پر نذر ہے" اور اس نے نذر سے نماز کی نیت کی تھی تو نماز اس پر لازم ہو جائے گی، اور اگر اس نے حج کی نیت کی تھی تو اس پر حج لازم ہو جائے گا۔

اور اگر نذرِ مبہم مطلق ہے تو فوری طور پر منعقد ہو جائے گی، اور اگر نذرِ مبہم معلق

(۱) قال اللہ تعالیٰ: واوفوا بعهد الله اذا عاهدتم۔ (سورة النحل: ۹۱)

اوفوا بالعهد ان العهد کان مسئولا۔ (سورة الاسراء: ۳۴)

اوفوا بعهدی اوف بعهدکم وایای فارهبون۔ (سورة البقرة: ۴۰)

یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شره مستطیرا۔ (سورة الدهر: ۷)

یاایها الذین آمنوا لم تقولون مالاتفعلون کبر مقتا عند الله ان تقولوا مالاتفعلون۔ (سورة الصف: ۲،۳)

ومنهم من عاهد الله لئن اتانا من فضله لنصدقن ولنکونن من الصالحین، فلما اتاهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون۔ (سورة التوبة: ۷۶)

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من نذر ان یطیع الله فلیطعه، الحدیث، رواه البخاری، واحمد، واصحاب السنن الاربعة۔ (مرقاة المفاتیح: (۶/۵۴۴، ۵۴۵)، کتاب العتق، باب فی النذور، الفصل الأول، ط: رشیدیه)

عمران بن حصین یذکر ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: خیر کم قرنی ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم، ثم ذکر اقواماً یخونون ولایؤتمنون، ویشهدون ولایستشهدون، وینذرون ولایوفون ویظهر فیهم السمن۔ (سنن النسائی: (۲/۱۴۶)، کتاب الأیمان والنذور، باب الوفاء بالنذر، ط: قدیمی)

ونذر التبرر: بأن یلتزم الإنسان قربة إن حدثت نعمة أو ذهبت نقمة مثل إن شفی الله مریضی فلله علیّ صوم أو نحوه، ففی هذا النوع یلزم الناذر بالوفاء بنذره إذا حصل الشرط المعلق علیه۔ (الفقه الإسلامی وادلته: (۳/۴۷۷)، الباب السادس: الأیمان والنذور والکفارات، الفصل الثانی: النذور، ط: دار الفکر)

ہے تو شرط پائے جانے کے وقت نذر منعقد ہوگی۔

☆......اور اگر نذر ماننے والے نے نذر کے لفظ سے کسی چیز کی نیت نہیں کی تو ایسی صورت میں قسم کا کفارہ دینا ہوگا، نذر مطلق میں فی الحال کفارہ دیا جا سکتا ہے، اور نذر معلق میں شرط پائے جانے کے وقت دینا ضروری ہوگا۔ (۱)

حدیث شریف میں ہے ”جس نے ایسی نذر مانی جس کی تعیین نہیں کی مبہم چھوڑ دیا تو اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہے۔ (۲)

☆......اگر نذر مبہم میں نماز کی نیت کی اور تعداد کی نیت نہیں کی تو اس پر دو رکعتیں واجب ہوں گی۔

☆......اور اگر اس نے روزوں کی نیت کی (جمع کے ساتھ) لیکن تعداد کی

(۱) وأما النذر الذی لاتسمية فيه فحكمه وجوب مانوى إن كان الناذر نوى شيئاً سواء كان مطلقاً عن شرط أو معلقاً بشرط، بأن قال: لله علىّ نذر أو قال: إن فعلت كذا فلله علىّ نذر، فإن نوى صوماً أو صلاةً أو حجاً أو عمرة لزمه الوفاء به فى المطلق للحال، وفى المعلق بالشرط عند وجود الشرط، ولاتجزيه الكفارة فى قول أصحابنا على ما بينا وإن لم تكن له نية فعليه كفارة اليمين، غير أنه إن كان مطلقاً يحنث للحال، وإن كان معلقاً بشرط يحنث عند الشرط لقوله عليه الصلاة والسلام: ”النذر يمين وكفارته كفارة يمين“ والمراد منه النذر المبهم الذى لا نية للناذر فيه۔ (بدائع الصنائع: (۹۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما حكم النذر، ط: سعيد)

🗀 البحر العميق: (۲۲۳۵/۴)، الباب السابع عشر، فى النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان، المكتبة المكية۔

🗀 شامى: (۷۴۲/۳)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان... الخ، ط: سعيد۔

🗀 عن أبى الخير عن عقبة بن عامر عن رسول الله ﷺ قال: كفارة النذر كفارة اليمين، (الصحيح لمسلم: (۴۵/۲)، كتاب النذر، ط: قديمى)

🗀 سنن أبى داؤد: (۱۱۶/۲)، كتاب الأيمان والنذور، باب من نذر نذراً لم يسمه، ط: رحمانيه

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول الله ﷺ قال: من نذر نذراً لم يسمه فكفارته كفارة يمين۔ (سنن ابى داود: (۱۱۷/۲)، كتاب الأيمان والنذور، باب من نذر نذراً لايطيقه، ط: رحمانيه)

🗀 سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۴)، ابواب الكفارات، باب من نذر نذراً ولم يسمه، ط: قديمى۔

🗀 مشكاة المصابيح: (ص: ۲۹۸)، كتاب العتق، باب فى النذور، الفصل الثانى، ط: قديمى۔

تعیین نہیں کی تو تین روزے لازم ہوں گے، اور اگر اس نے روزے کی نیت کی (واحد کے ساتھ) تو صرف ایک روزہ لازم ہوگا۔

☆……اور اگر نذر مبہم میں کھانا کھلانے کی نیت کی اور فقراء کی تعداد کی نیت نہیں کی تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے گا، اور اگر کھانا کھلانا نہیں چاہتا تو ہر مسکین کو ایک صدقہ فطر کے برابر گندم یا آٹا دیدے۔

☆……اور اگر نذر مبہم سے صدقہ کی نیت کی تو ایک صدقۂ فطر کے برابر (دو کلو) گندم یا آٹا فقراء کو دیدے۔

ان تمام صورتوں کی علت یہ ہے کہ جب اس نے ایک عبادت کی نذر مانی، اور اس کی مقدار اور تعداد متعین نہیں کی تو ایسی صورت میں اس پر کم از کم مقدار واجب ہوگی جو شریعت سے ثابت ہے، مثلاً اس نے نماز کی نذر مانی اور تعداد کی نیت نہیں کی، تو اس پر دو رکعتیں واجب ہوں گی، کیونکہ شریعت میں دو رکعت سے کم نماز کا تصور نہیں ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے روزہ کی نذر مانی اور تعداد کی نیت نہیں کی، تو اس پر ایک دن کا روزہ رکھنا واجب ہوگا، کیونکہ شریعت میں کم از کم روزہ ایک دن کا ہوتا ہے۔(1)

---

(1) ولو نوى في النذر المبهم صياماً ولم ينو عدداً، فعليه صيام ثلاثة أيام في المطلق للحال وفي المعلق إذا وجد الشرط وإن نوى طعاماً ولم ينو عدداً، فعليه طعام عشرة مساكين لكل مسكين نصف صاع من حنطة، لانه لو لم يكن له نية لكان عليه كفارة اليمين، لما ذكرنا أن النذر المبهم يمين وأن كفارته كفارة يمين بالنص، فلما نوى به الصيام انصرف إلى صيام الكفارة، وهو صيام ثلاثة ايام، وانصرف الإطعام إلى طعام الكفارة، وهو إطعام عشرة مساكين۔ ولو قال: لله علیٰ صدقة، فعليه نصف صاع، ولو قال: لله علیٰ صوم، فعليه صوم يوم۔ ولو قال: لله علیٰ صلاة، فعليه ركعتان۔ لان ذلك أدنى ما ورد الأمر به والنذر يعتبر بالأمر فإذا لم ينو شيئاً ينصرف إلى ادنى ما ورد به الأمر في الشرع۔ (بدائع الصنائع: (٥/ ٩٢، ٩٣)، كتاب الصوم، فصل وأما حكم الركن، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (٢/ ٣٤١)، كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة۔

الدر المختار مع رد المحتار: (٣/ ٧٤٢)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد۔

نذر پوری کرنا واجب ہے

اگر نذر شریعت کے مطابق درست ہے تو پوری ہونے کے بعد نذر کے مطابق عمل کرنا واجب ہے مثلاً کسی مریض نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے فلاں مرض سے شفاء دیدیں تو میں حج کروں گا یا روزہ رکھوں گا، تو اس مرض سے شفا ہونے کے بعد نذر کے مطابق روزہ رکھنا واجب ہوگا۔ (۱)

نذر پوری کرنے کی طاقت نہ ہو

اگر کسی نے کسی کام کی نذر مانی، پھر اس کو پورا کرنے کی طاقت نہ ہو تو بعض صورتوں میں دم دینا واجب ہوتا ہے، مثلاً پیدل چل کر بیت اللہ کے حج کرنے کی نذر مانی اور اس میں پیدل حج کے لئے جانے کی طاقت نہیں ہے تو سوار ہو کر حج کرے اور دم دیدے، اسی طرح اپنے بچے کو ذبح کرنے کی نذر مانی تو بچہ کو ذبح کرنا جائز نہیں البتہ اس کی جگہ پر بکرا یا دنبہ ذبح کر کے فدیہ ادا کرنا لازم ہے اور جانور ذبح کرنا نذر کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوگا، اور بعض صورتوں میں قسم کا کفارہ دینا کافی ہوتا ہے۔ (۲)

---

(۱) ولیوفوا نذورهم۔ (الحج ۲۹)

و كذا لو قال: علىَّ حجة سواء كان النذر مطلقا او معلقا بشرط بأن قال: ان فعلت كذا فلله علىَّ أن احج حتى يلزمه الوفاء اذا وجد الشرط۔ (الفتاوى الهندية: (۱/ ۲۶۲)، كتاب الحج، الباب السابع عشر في النذر بالحج۔ ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (۲/۲۲۳)، كتاب الحج، فصل ثم الحج كما هو واجب بإيجاب الله تعالى، ط: سعيد۔

(۲) عن كريب عن ابن عباس رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من نذر نذراً لم يسمه فكفارته كفارة يمين۔ ومن نذر نذراً في معصية فكفارته كفارة يمين، ومن نذر نذراً لايطيقه فكفارته كفارة يمين، ومن نذر نذراً أطاقه فليف به۔ قال ابو داود روى هذا الحديث وكيع وغيره عن عبد الله بن سعيد بن ابى الهند أوقفوه على ابن عباس رضي الله عنهما (سنن ابى داود: (۲/ ۱۱۷)، كتاب الأيمان والنذور، باب من نذر نذرا لا يطيقه، ط: رحمانية)

(ومن نذر نذراً مطلقاً لايطيقه) كحمل جبل او رفع حمل أو المشى إلى بيت الله ونحوه، (فكفارته كفارة يمين) (مرقاة المفاتيح: (۶/ ۵۵۱)، كتاب العتق، باب في النذور، الفصل الثاني، ط: رشيديه)=

نذر پوری کرنے سے پہلے انتقال کر گیا

اگر کسی شخص نے نذر مانی، اور پوری کرنے سے پہلے انتقال کر گیا، تو اس پر فدیہ دینے کی وصیت کرنا واجب ہے یا نہیں، اور ورثاء پر اس کے ترکہ کے مال سے فدیہ دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اس شخص نے معین ایام کے روزوں کی نذر مانی ہوگی یا غیر معین ایام کی۔

(الف) اگر اس نے غیر معین ایام کی نذر مانی مثلاً یوں کہا کہ "میں ایک ماہ روزہ رکھوں گا" تو اس کے احکام یہ ہیں:

☆ ...... اگر نذر ماننے والا مریض تھا، اور مرض کی حالت میں نذر مانی، اور بیماری سے تندرست ہونے سے پہلے فوت ہوگیا تو اس پر فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا لازم نہیں ہے۔

☆ ...... اور اگر بیماری کی حالت میں نذر ماننے کے بعد تندرست ہوا، خواہ ایک دن کے لئے ہو یا زیادہ دنوں کے لئے اور کوئی روزہ نہ رکھا تو اس پر پورے مہینے کے روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا لازم ہے۔

اس کی دو وجوہات ہیں:

❶ پہلی وجہ یہ ہے کہ اس کو ایک دن مہلت مل گئی تھی، اور اس ایک دن میں نذر کے ایام کے تیس دنوں میں سے ہر دن کا روزہ رکھنے کی صلاحیت موجود تھی، یعنی اگر وہ آدمی چاہتا تو اس دن میں پہلا روزہ بھی رکھ سکتا تھا اور اگر وہ چاہتا تو پانچواں روزہ بھی رکھ سکتا تھا، اور اگر وہ چاہتا تو دسواں رزوہ بھی رکھ سکتا تھا، لیکن اس نے کوئی ایک روزہ بھی نہیں رکھا، تو گویا وہ سب روزوں پر قادر تھا لیکن رکھے نہیں،

= عن ابن عباس ﷺ قال: من نذر أن ينحر نفسه أو ولده، فليذبح كبشاً. مصنف عبدالرزاق: (۸/ ۴۶۰)، رقم الحديث: ۱۵۹۰۵، كتاب الأيمان والنذور، باب من نذر لينحرن نفسه، ط: إدارة القرآن)

اس لئے تمام روزوں کے فدیہ دینے کی وصیت کرنا لازم ہے، اور یہ ایسا ہے جیسے پورے مہینے تندرست رہتا اور روزہ نہ رکھتا تو سب روزوں کے فدیہ دینے کی وصیت کرنا لازم ہوتا۔

❷ دوسری وجہ یہ ہے کہ نذر ماننے سے وہ اسی وقت ذمہ میں لازم ہو جاتی ہے اور اس کے لئے ادا کرنے کا امکان ہونا شرط نہیں ہے، اس لئے ایک ماہ کی نذر مانتے ہی اس پر نذر لازم ہو گئی تھی اگر چہ ادا کرنے کا موقع نہ ملا ہو۔

(ب) اور اگر معین روزوں کی نذر مانی مثلا یوں کہا کہ "میں رجب کے مہینے میں روزہ رکھوں گا، تو اس کے احکام یہ ہیں:

☆...... چند دن کے بعد رجب آنے سے پہلے فوت ہو گیا، تو بھی پورے مہینے کا فدیہ دینا کی وصیت کرنا ضروری ہے، کیوں کہ نذر سے کسی شرط کے بغیر فی الحال لزوم کا تحقق ثابت ہو جاتا ہے، ہاں اگر ادائیگی ممکن نہ ہو تو اس کا بدل فدیہ موجود ہے، اور اس صورت میں فدیہ ادا کرنا اس لئے واجب ہے کہ رجب سے پہلے بھی روزہ رکھنا جائز تھا۔

☆...... فدیہ دینے کے لئے وصیت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مرض الموت میں مبتلا ہونے کے بعد فدیہ دینے کی وصیت کرنا ضروری ہے، اگر اچانک موت واقع ہو گئی تو فدیہ دینے کے لئے وصیت کرنا ممکن نہیں ہو گا البتہ اگر ورثاء اس کی طرف سے فدیہ ادا کر دیں گے تو میت پر احسان ہو گا۔ (1)

(۱) (ولو قال مريض: لله علي أن أصوم شهرا فمات قبل أن يصح لا شيء عليه، وإن صح) ولو (يوما) ولم يصمه (لزمه الوصية بجميعه) على الصحيح كالصحيح إذا نذر ذلك ومات قبل تمام الشهر لزمه الوصية بالجميع بالإجماع كما في الخبازية، بخلاف القضاء فإن سببه إدراك العدة.

[فروع] قال: والله أصوم لا صوم عليه بل إن صام حنث كما سيجيء في الأيمان. نذر صوم رجب فدخل وهو مريض أفطر وقضى كرمضان أو صوم الأبد فضعف لاشتغاله بالمعيشة أفطر وكفر كما مر۔ قال ابن عابدين: (قوله ولم يصمه) أما لو صامه فيأتي قريبا (قوله على الصحيح) هو قولهما، وقال محمد لزمه=

=الوصية بقدر ما فاته كما في قضاء رمضان وأوضحه في السراج حيث قال إذا نذر شهرا غير معين ثم أقام بعد النذر يوما أو أكثر يقدر على الصيام فلم يصم، فعندهما يلزمه الإيصاء بالإطعام لجميع الشهر، ووجهه على طريقة الحاكم أن ما أدركه صالح لصوم كل يوم من أيام النذر، فإذا لم يصم جعل كالقادر على الكل فوجب الإيصاء كما لو بقي شهرا صحيحا ولم يصم، وعلى طريقة الفتاوى النذر ملزم في الذمة الساعة ولا يشترط إمكان الأداء، وثمرة الخلاف فيما إذا صام ما أدركه على الأول لا يجب عليه الإيصاء بالباقي وعلى الثاني يجب وكذا فيما إذا نذر ليلا ومات في الليلة لا يجب على الأول لعدم الإدراك ويجب على الثاني الإيصاء بالكل اهـ ملخصا، واقتصر في البدائع وغيره على طريقة الحاكم، ثم اعلم أن هذا كله في النذر المطلق، أما المعين ففي السراج أيضا: ولو أوجب على نفسه صوم رجب، ثم أقام يوما أو أكثر ومات ولم يصم ففي الكرخي إن مات قبل رجب لا شيء عليه، وهو قول محمد خاصة لأن المعين لا يكون سببا قبل وقته، وعندهما على طريقة الحاكم يوصي بقدر ما قدر لأن النذر سبب ملزم في الحال إلا أنه لا بد من التمكين؛ وعلى طريقة الفتاوى يوصي بالكل لأن النذر ملزم بلا شرط لأن اللزوم إذا لم يظهر في حق الأداء يظهر في خلفه وهو الإطعام، وأما إن صام ما أدركه أو مات عقيب النذر فعلى الأول لا يجب الإيصاء بشيء وعلى الثاني يجب الإيصاء بالباقي، ولو دخل رجب وهو مريض ثم صح بعده يوما مثلا فلم يصم ثم مات فعليه الإيصاء بالكل، أما على الثاني فظاهر وكذا على الأول لأن بخروج الشهر المعين وصحته بعده يوما مثلا وجب عليه صوم شهر مطلق فإذا لم يصم فيه وجب الإيصاء بالكل كما في النذر المطلق إذا بقي يوما أو أكثر وقدر على الصوم ولم يصم. (الدر مع الرد: ٢/٤٣٧، ٤٣٨)، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ط: سعيد)

أن المريض إذا قال: لله علي أن أصوم شهرا، فإن مات قبل أن يصح لا يلزمه شيء، وإن صح يوما واحدا يلزمه أن يوصي بالإطعام لجميع الشهر في قول أبي حنيفة وأبي يوسف، وعند محمد لا يلزمه إلا مقدار ما يصح على ما ذكره القدوري، وإن كان مسألة القضاء على الاتفاق على ما ذكره القدوري فوجه هذا القول ظاهر لأن القدرة على الفعل شرط وجوب الفعل إذ لو لم يكن لكان الإيجاب تكليف ما لا يحتمله الوسع، وأنه محال عقلا وموضوع شرعا ولم يقدر إلا على صوم بعض الأيام فلا يلزمه إلا ذلك القدر، فإن صام ذلك القدر فقد أتى بما عليه فلا يلزمه شيء آخر، وإن لم يصم فقد قصر فيما وجب عليه فيلزمه أن يوصي بالفدية لذلك القدر لا غير إذ لم يجب عليه من الصوم إلا ذلك القدر، وإن كانت المسألتان على الاختلاف على ما ذكره الطحاوي فوجه قول محمد في المسألتين ما ذكرنا وهو لا يحتاج إلى الفرق بينهما، لأن قوله فيهما واحد وهو أنه لا يلزمه من صوم القضاء والصوم المنذور به إلا قدر أيام الصحة حتى لا يلزمه الوصية بالإطعام فيهما إلا لذلك القدر، وأما وجه قولهما فهو أن قدر ما يقدر عليه من الصوم يصلح له الأيام كلها على طريق البدل، لأن كل يوم صالح للصوم فيجعل كأنه قدر على الكل فإذا لم يصم لزمته الوصية بالفدية للكل، وإذا صام فيما قدر وصار قدر ما صام مستحقا للوقت فلم يبق صالحا لوقت آخر فلم يكن القول بوجوب الكل على البدل فلا يلزمه الوصية بالفدية للكل، ومنها أن لا يكون في القضاء حرج لأن الحرج منفي بنص الكتاب. (بدائع الصنائع: (٢/ ١٠٣)، كتاب الصوم، فصل حكم الصوم المؤقت إذا فات عن وقته، ط: سعيد)=

نذر پسندیدہ نہیں ہے

نذرِ معلق پسندیدہ عمل نہیں ہے، احادیث میں اس سے ممانعت آئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''نذر نہ مانو، کیونکہ نذر اللہ تعالیٰ کی تقدیر نہیں بدل سکتی، نذر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بخیل کا مال نکالتے اور خرچ کراتے ہیں''(۱) ایک روایت میں ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں نہیں لکھی نذر اسے آدمی کے قریب نہیں کرسکتی، لیکن نذر جب تقدیر کے موافق ہو تو اس کے سبب سے بخیل کا وہ مال خرچ

= يقول المريض لله علي صوم هذا الشهر فصح يوما ثم مات يلزمه قضاء جميع الشهر عندهما وعند محمد قضاء ما صح فيه والفرق لهما أن النذر سبب فظهر الوجوب في حق الخلف وفي هذه المسألة السبب إدراك العدة فيتقدر بقدر ما أدرك فيه وإنما لم يلزمه القضاء قبل الصحة ليظهر في الإيصاء؛ لأنه معلق بالصحة وإن لم يذكر أداة التعليق تصحيحا لتصرف المكلف ما أمكن فينزل عند الصحة وأجاب عنه في غاية البيان بأن الجماعة الذين أنكروا الخلاف نشئوا بعد الطحاوي بكثير من الزمان باعتبار أن الخلاف لم يلغهم وهو ليس بحجة عليه؛ لأن جهل الإنسان لا يعتبر حجة على غيره وقد ذكره بعدما ثبت عنده وهو ممن لا يتهم لأوصافه الجميلة۔ والحاصل أن الصحيح لو نذر صوم شهر معين ثم مات قبل مجيء الشهر لا يلزمه شيء بلا خلاف، وإن مات بعدما صح يوما يلزمه الإيصاء بالجميع عندهما وعند محمد بقدر ما صح وفصل الطحاوي فقال إن لم يصم اليوم الذي صح فيه لزمه الكل وإن صامه لا يلزمه شيء كالمريض في رمضان إذا صح يوما فصامه ثم مات لا يلزمه شيء اتفاقا؛ لأنه بالصوم تعين أنه لا يصح فيه قضاء يوم آخر بخلاف ما إذا لم يصمه حيث لا يلزمه الكل كما قدمناه على قول الطحاوي لأن ما قدر فيه صالح لقضاء اليوم الأول والوسط والأخير فلما قدر على قضاء البعض فكأنه قدر على قضاء الكل إليه أشار في البدائع وغاية البيان۔ (البحر الرائق: (۲/۲۸۳، ۲۸۴)، كتاب الصوم، فصل فى العوارض، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۱/۲۱۰)، كتاب الصوم، الباب السادس فى النذر، ط: ماجديه۔

(۱) ابو هريرة رضی اللہ عنہ رفعه، لاتنذروا فان النذر لايغنى من القدر شيئاً وانما يستخرج به من البخيل۔ وفى رواية: ان النذر لايقرب من ابن آدم شيئاً لم يكن الله قدره، ولكن النذر يوافق القدر فيخرج بذلك من البخيل مالم يكن البخيل يريد ان يخرج، للستة الا مالكا بلفظ مسلم (جمع الفوائد: (۲/۵۶۴)، كتاب النذور، ط: إدارة القرآن)

فيض القدير للمناوى: (۲/۴۰۱، ۴۰۲)، رقم الحديث: ۳۷۴۴، ۳۷۴۵، حرف الهمزة، ط: المكتبة التجارية الكبرى۔

ہو جاتا ہے جسے وہ خرچ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ (۱)

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نذر ماننے سے منع فرمایا ہے اور نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔ (۲)

واضح رہے کہ نذر مطلق جائز ہے اور نذر معلق کے بارے میں ممانعت ہے اگرچہ نذر ماننے سے نذر کو پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ (۳)

قدیم عبادت

نذر ایک قدیم اور پرانی عبادت ہے، گزشتہ امتوں میں بھی جائز تھی، قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کی نذر کا ذکر ہے:

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (۴)

مریم علیہا السلام کی والدہ کی نذر

سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعت میں عبادت کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ اپنی اولاد میں سے کسی بچے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت، اللہ کے گھر کی خدمت اور دین و شریعت کی اشاعت کے لئے مخصوص کر دیتے تھے، اس سے دنیا کی کوئی خدمت نہیں

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة، رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

(۲) ابن عمر رضی اللہ عنہ نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن النذر وأمر بالوفاء به "للكبير" (جمع الفوائد)، وفي أعذب الموارد: رواه الطبرانی فی الکبیر باسنادین رجال احدهما رجال الصحیح کذا فی مجمع الزوائد: (۴/ ۱۸۵)، جمع الفوائد مع اعذب الموارد: (۲/ ۵۶۴)، کتاب النذور: ط: إدارة القرآن)

فیض القدیر للمناوی: (۶/ ۳۲۴)، رقم الحدیث: ۹۴۳۴، باب المناهی، ط: المکتبة التجاریة۔

(۳) النذر المعلق غیر مرضی وان کان النذر قربة ولو نذر لزم و اما النذر المنجز فحسن و مرضی۔ (العرف الشذی علی جامع الترمذی: (۱/ ۲۱۸)، ابواب النذور و الأیمان، باب کراهیة النذر، ط: سعید)

(۴) (سورة آل عمران: ۳۵)

لیتے تھے، حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ، حضرت عمران کی بیوی ''حنہ بنت فاقوذ'' نے اسی دستور کے مطابق یہ نذر مانی کہ میرے پیٹ سے جو بچہ ہوگا وہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے مخصوص ہوگا، میں اسے دنیا کے کاموں میں نہیں لگاؤں گی۔

قرآن مجید میں ہے:

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (۱)

اس وقت کی شریعت کا مسئلہ یہ تھا کہ اللہ کے گھر کی خدمت کے لئے لڑکے کو وقف کیا جاتا تھا لڑکی کو نہیں، عجیب بات یہ ہوئی کہ حضرت مریم کی والدہ کے حمل سے لڑکی حضرت مریم پیدا ہوئیں، لڑکا پیدا نہیں ہوا، حضرت حنہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حسرت کی کہ میں نے لڑکے کو وقف کرنے کی نذر مانی تھی یہ تو لڑکی ہے لڑکا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بیت المقدس کی خدمت کے لئے بیٹی کو بھی قبول فرمالیا، اور حکم دے دیا کہ یہ بیت المقدس کی خدمت کرے گی (۲) مزید تفصیل کے لئے تفاسیر کا مطالعہ کرلیا جائے۔

---

(۱) (سورۃ آل عمران، آیت: ۳۵)

(۲) قوله: عزوجل (إذ قالت امرأة عمران) هى حنة بنت فاقوذ أم مريم (رب إنى نذرت لك مافى بطنى محرراً) اى جعلت الحمل الذى فى بطنى نذراً محرراً منى لك... والمعنى محرراً أى عتيقاً خالصاً مفرغاً لعبادة الله وخدمة الكنيسة لا أشغله بشئ من أمور الدنيا... ولم يكن أحد من أنبياء بنى اسرائيل ومن علمائهم إلا ومن اولاده محرر لخدمة بيت المقدس، ولم يكن يحرر إلا الغلمان ولا تصلح الجارية لخدمة بيت المقدس لما يصيبها من الحيض والأذى، فحررت أم مريم مافى بطنها... فمات عمران قبل أن تضع حنة حملها ثم قال حاكيا عنها (فتقبل منى) يعنى فتقبل نذرى (انك أنت السميع العليم، فلما وضعتها قالت رب إنى وضعتها انثى) تريد بذلك اعتذاراً إلى الله من إطلاقها النذر المتقدم فذكرت ذلك على سبيل الاعتذار، (والله أعلم بما وضعت، وليس الذكر كالانثى... فتقبلها ربها بقبول حسن) يعنى إن الله تعالى تقبل مريم من حنة مكان الذكر المحرر بمعنى قبل ورضى۔ (تفسير الخازن: (۱/ ۲۳۹، ۲۴۰)، سورة آل عمران، الآية: ۳۵، ط: دار الكتب العلمية، بيروت) =

عبدالمطلب کی نذر

نبی کریم ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو جب زمزم کے کنویں کی نئے سرے سے تعمیر کرنے میں قریش کی جانب سے کچھ تکلیف کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق ایک نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے دس بیٹے دیدے اور وہ میری زندگی میں جوان ہوجائیں تو میں ان میں سے ایک بیٹے کو اللہ کے نام پر قربان کروں گا، جب اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی نذر کے مطابق دس بیٹے دے دیئے تو عبدالمطلب اپنے دس جوان بیٹوں کو خانہ کعبہ کے قریب ایک کنواں تھا وہاں لے آئے، یہ وہ کنواں تھا جہاں لوگ اپنے ہدیہ کے جانور لے کر آتے تھے اور اس کے قریب ایک ''ہبل'' نامی بت بھی تھا، اور اس کے قریب ایک مجاور پجاری ہوتا تھا جس کے پاس سات قسم کے تیر تھے، جن میں مختلف قسم کی پرچیاں ہوا کرتی تھیں، جن میں سے بعض تیروں پر ''نعم'' (ہاں) اور بعض تیروں پر ''لا'' (نہ) لکھا ہوتا تھا، لوگ آکر ان کے پاس فال نکالا کرتے تھے، مثلاً اگر کسی کام کے بارے میں کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے تردد ہوتا تو اگر ''نعم'' والا تیر فال میں نکل آتا تو وہ کام کرتے اور اگر ''لا'' والا تیر فال میں نکل آتا تو وہ کام چھوڑ دیتے تھے، رواج کے اعتبار سے عبدالمطلب بھی قسمت آزمائی کے لئے ان کے پاس آئے اور اپنی نذر کا پورا واقعہ ان کو سنایا اور فال نکالنے کی درخواست کی جبکہ ان کی خواہش یہ تھی کہ ان کے پیارے لاڈلے بیٹے عبداللہ نام کا قرعہ اور فال میں نہ نکلے، لیکن قدرت کا کرشمہ یہ ظاہر ہوا کہ قرعہ اور فال میں عبداللہ کا نام نکل آیا، تو عبدالمطلب نذر پوری کرنے کے لئے چھری لے کر اساف اور نائلہ نامی دو بتوں کے پاس لے گئے، لیکن قریش نے آپ کو اس طرح کرنے سے روکا، خاص طور پر عبداللہ

= التفسیر الوسیط لطنطاوی: (۸۲/۲)، سورۃ آل عمران، الآیۃ: ۳۵، ط: دار نهضة، مصر۔ تفسیر جلالین: (۱/ ۲۰۶، ۲۶۷)، سورۃ آل عمران، ط: مکتبۃ البشری۔

کے ننھیال میں سے مغیرہ نامی ایک شخص نے کہا کہ ہم اس کے بدلے میں فدیہ دینے کے لئے تیار ہیں، مگر ان کو قربان ہونے نہیں دیں گے، پھر انہوں نے عبدالمطلب کو مشورہ دیا کہ آپ ان کو حجاز کے ماہرین کے پاس لے جائیں، وہ جس طرح مشورہ دیں آپ اسی طرح کریں تو حجاز کے ماہرین نے عبدالمطلب سے کہا کہ آپ عبداللہ اور دس اونٹوں کے نام قرعہ ڈالیں، اور جب تک اونٹوں کا نام نہ نکلے دس اونٹ بڑھاتے جائیں اور جب اونٹوں کے نام کا قرعہ نکل آئے تو گویا آپ کے رب عبداللہ کے بدلے اتنے اونٹوں کی قربانی پر راضی ہوگئے، جب مشورہ کے مطابق قرعہ اندازی کی تو نو مرتبہ عبداللہ کے نام قرعہ نکلنے کے بعد دسویں مرتبہ اونٹوں کے نام قرعہ نکلا تو سب بڑے خوش ہوئے لیکن عبدالمطلب نے مزید تاکید اور اطمینان کے لئے تین مرتبہ قرعہ ڈالا اور تینوں مرتبہ اونٹوں کے نام قرعہ نکلنے کے بعد انہوں نے عبداللہ کے بدلے میں سو اونٹوں کی قربانی کر کے نذر پوری کی۔ (١)

(١) قال ابن اسحاق: وكان عبدالمطلب بن هاشم، فيما يزعمون والله اعلم۔ قد نذر حين لقي من قريش ما لقي عند حفر زمزم، لئن ولد له عشرة نفر، ثم بلغوا معه حتى يمنعوه، لينحرن أحدهم لله عند الكعبة، فلما توافى بنوه عشرة، وعرف أنهم سيمنعونه، جمعهم ثم أخبرهم بنذره، ودعاهم إلى الوفاء لله بذلك، فأطاعوه وقالوا: كيف نصنع؟ قال: ليأخذ كل رجل منكم قدحا ثم يكتب فيه اسمه، ثم ائتوني، ففعلوا، ثم أتوه، فدخل بهم على هبل في جوف الكعبة، وكان هبل على بئر في جوف الكعبة، وكانت تلك البئر هي التي فيها مايهدى للكعبة، وكان عند هبل قداح سبعة، كل قدح منها فيه (كتاب، قدح فيه) "العقل" إذا اختلفوا في العقل من يحمله منهم، ضربوا بالقداح السبعة، فإن خرج العقل فعلى من خرج حمله، وقدح فيه "نعم" للأمر إذا أرادوا يضرب به في القداح، فإن خرج قدح "نعم" عملوا به، وقدح فيه "لا" إذا أرادوا أمرا ضربوا به في القداح، فإن خرج ذلك القدح لم يفعلوا ذلك للأمر . . . فقال عبدالمطلب بصاحب القداح: اضرب على بني هؤلاء بقداحهم هذه واخبره بنذره الذي نذر، فاعطاه كل رجل منهم قدحه الذي فيه اسمه، وكان عبدالله بن عبدالمطلب أصغر بني أبيه . . . قال ابن اسحاق: وكان عبدالله، فيما يزعمون، احب ولد عبدالمطلب إليه، فكان عبدالمطلب يرى أن السهم إذا اخطاه فقد اشوى، وهو ابو رسول الله ﷺ فلما أخذ صاحب القداح القداح ليضرب بها، قام عبدالمطلب عند هبل يدعو الله، ثم ضرب القداح، فخرج القدح على عبدالله، فاخذه عبدالمطلب بيده واخذ الشفرة، ثم اقبل به إلى اساف ونائلة=

= ليذبحه، فقامت إليه قريش من انديتها، فقالوا: ماذا تريد يا عبد المطلب؟ قال: أذبحه، فقالت له قريش وبنوه: والله لاتذبحه أبداً حتى تعذر فيه، لئن فعلت هذا لايزال الرجل يأتي بابنه حتى يذبحه، فما بقاء الناس على هذا! وقال له المغيرة بن عبدالله ابن عمرو بن مخزوم بن يقظة، وكان عبدالله بن أخت القوم: والله لاتذبحه أبداً حتى تعذر فيه، فإن كان فداؤه بأموالنا فديناه، وقالت له قريش وبنوه: لاتفعل، وانطلق به إلى الحجاز، فإن به عرافة لها تابع، فسلها، ثم أنت على رأس أمرك إن أمرتك بذبحه ذبحته، وإن أمرتك بأمر لك وله فيه فرج قبلته. فانطلقوا حتى قدموا المدينة، فوجدوها فيما يزعمون بخيبر، فركبوا حتى جاءوها، فسألوها، قص عليها عبدالمطلب خبره وخبر ابنه، وما أراد به ونذره، فقالت لهم: ارجعوا عني اليوم حتى تأتيني تابعي فأسأله، فرجعوا من عندها، فلما خرجوا عنها، قام عبدالمطلب يدعوا الله، ثم غدوا عليها، فقالت لهم: قد جاء الخبر، كم الدية فيكم؟ قالوا: عشر من الإبل وكانت كذلك، قالت: فارجعوا إلى بلادكم، ثم قربوا صاحبكم، وقربوا عشراً من الإبل، ثم اضربوا عليها وعليه بالقداح، فإن خرجت على صاحبكم فزيدوا من الإبل حتى يرضى ربكم، وإن خرجت على الإبل فانحروها عنه، فقد رضي ربكم، ونجا صاحبكم، فخرجوا حتى قدموا مكة، فلما أجمعوا على ذلك من الأمر، قام عبدالمطلب يدعو الله، ثم قربوا عبدالله وعشراً من الإبل، وعبدالمطلب قائم عند هبل يدعو الله عزوجل، ثم ضربوا فخرج القدح على عبدالله فزادوا عشراً من الإبل، فبلغت عشرين وقام عبدالله يدعوا الله عزوجل، ثم ضربوا فخرج القدح على عبد الله، فزادوا عشراً من الإبل، فبلغت الإبل ثلاثين، وقام عبدالمطلب يدعو الله، ثم ضربوا، فخرج القدح على عبدالله، فزادوا عشراً من الإبل، فبلغت الإبل أربعين، وقام عبدالمطلب يدعو الله، ثم ضربوا، فخرج القدح على عبدالله، فزادوا عشراً من الإبل، فبلغت الإبل خمسين، وقام عبدالله يدعو الله ثم ضربوا فخرج القدح على عبدالله، فزادوا عشراً من الإبل، فبلغت الإبل ستين وقام عبدالمطلب يدعو الله، ثم ضربوا فخرج القدح على عبدالله، فزادوا عشراً من الإبل فبلغت الإبل سبعين. وقام عبدالمطلب يدعو الله، ثم ضربوا فخرج القدح على عبدالله فزادوا عشراً من الإبل، فبلغت الإبل ثمانين، وقام عبدالمطلب يدعو الله ثم ضربوا، فخرج القدح على عبدالله، فزادوا عشراً من الإبل، فبلغت الإبل تسعين، وقام عبدالمطلب يدعو الله، ثم ضربوا فخرج القدح على الإبل، فقالت قريش ومن حضر: قد انتهى رضاربك يا عبدالمطلب! فزعموا أن عبدالمطلب قال: لا والله حتى أضرب عليها ثلاث مرات، فضربوا على عبدالله وعلى الإبل، وقام عبدالمطلب يدعو الله، فخرج القدح على الإبل، ثم عادوا الثالثة، وعبدالمطلب قائم يدعو الله فضربوا، فخرج القدح على الإبل، فنحرت، ثم تركت لايصد عنها إنسان ولايمنع. (السيرة النبوية لابن هشام: (١/ ١٥١، ١٥٥)، ذكر نذر عبدالمطلب ذبح ولده، ط: مطبعه مصطفى البابي الحلبي)

السيرة النبوية لابن اسحاق: (٣٢/١)، نذر عبدالمطلب، ط: دار الفكر، بيروت.

البداية والنهاية: (٢٤٨/٢)، ذكر شئ مما وقع من الحوادث في زمن الفترة، ذكر نذر عبدالمطلب ذبح أحد ولده، ط: دار الفكر.

کعبہ کے نام نذر و نیاز

خود کعبہ غیر اللہ ہے، اس کے نام کی نذر و نیاز صحیح نہیں ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کے نام نذر کی جائے اور کعبہ کے اطراف کو جانور ذبح کرنے کے لئے متعین کیا جائے تو درست ہے، ہدی کے جانور کی نسبت کعبہ کی طرف مجازاً کی جاتی ہے، کیونکہ کعبہ بیت اللہ ہے اس لئے کعبہ کے نام نذر و نیاز اصل میں رب کعبہ کی نذر ہے۔

بیت اللہ کی طرف جو سجدہ کیا جاتا ہے وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کیا جاتا ہے، اور سجدہ کرنے کی جہت اور سمت بیت اللہ ہوتا ہے۔ (۱)

جاہلیت کے زمانہ میں نذر

اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں اپنے معبودوں اور بتوں کی قربت اور

(۱) قال الرافعي: واعلم أن الذبح للمعبود وباسمه نازل منزلة السجود وكل واحد منهما من أنواع التعظيم والعبادة المخصوصة بالله تعالى الذي هو المستحق للعبادة فمن ذبح لغيره من حيوان أو جماد كالصنم على وجه التعظيم والعبادة لم تحل ذبيحته وكان فعله كفرا كمن يسجد لغير الله تعالى سجدة عبادة، فكذا لو ذبح له أو لغيره على هذا الوجه فأما إذا ذبح لغير الله لا على هذا الوجه بأن ضحى أو ذبح للكعبة تعظيما لها لكونها بيت الله تعالى أو لرسول الله ﷺ لكونه رسول الله ﷺ فهو لا يجوز أن يمنع حل الذبيحة وإلى هذا المعنى يرجع قول القائل: أهديت للحرم أو الكعبة، (المجموع شرح المهذب (۳۸۵/۸)، كتاب الحج، باب الأضحية، ط: مكتبة الإرشاد)

ولما كان استقبال القبلة شرطاً إنما أريد به تكميل الصلاة، وليس شرطاً لا يتأتى أصل فائدة الصلاة إلا به تلا رسول الله ﷺ فيمن تحرى في ليلة مظلمة وصلى لغير القبلة قوله تعالى: فأينما تولوا فثم وجه الله (حجة الله البالغة: (۳۳۰/۱) القسم الثاني: في بيان اسرار ماجاء عن النبي ﷺ تفصيلاً، القبلة، ط: دار الجيل)

والخائف يصلي إلى أي جهة قدر) لأن استقبال القبلة شرط زائد يسقط عند العجز والفقه فيه أن المصلي في خدمة الله تعالى۔ ولابد من الاقبال عليه والله سبحانه منزه عن الجهة فابتلاه بالتوجه إلى الكعبة: لأن العبادة ليست لها، ولهذا لو سجد للكعبة نفسها كفر، فلما اعتراه الخوف تحقق العذر فاشبه حالة الاشتباه في تحقق العذر فيتوجه إلى أي جهة قدر: لأن الكعبة لم تعتبر لعينها بل للابتلاء وهو حاصل بذلك۔ (البحر الرائق (۲۸۶/۱)، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: سعيد)

حاشية الشلبي على التبيين: (۱۰۱/۱)، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: امداديه ملتان۔

رضامندی حاصل کرنے کے لئے نذر مانا کرتے تھے، قرآن مجید میں ہے:

وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (۱)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مواشی پیدا کئے ہیں ان (مشرک) لوگوں نے ان میں سے کچھ حصہ اللہ (کے نام) مقرر کیا، اور بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے پھر جو چیز ان کے معبودوں (کے نام) ہوتی ہے وہ تو اللہ (کے نام کے حصہ) کی طرف نہیں پہنچتی اور جو اللہ (کے نام) کی ہوتی ہے وہ ان کے معبودوں (کے نام کے حصہ) کی طرف پہنچ جاتی ہے، انہوں نے کیا بری تجویز نکال رکھی ہے۔ (۲)

ان کی نذر یہ تھی کہ وہ زمینی پیداوار اور مال مویشیوں میں سے کچھ حصہ اللہ کے لئے اور کچھ حصہ اپنے بنائے ہوئے بتوں کے لئے مختص کردیتے تھے، اللہ تعالیٰ کے لئے مختص کئے ہوئے حصے کو مہمانوں، فقراء، مساکین وغیرہ پر خرچ کرتے، اور بتوں کے حصے کو بتوں کے مجاورین اور پجاریوں پر خرچ کرتے تھے۔

ان کے عدل وانصاف کا اصول یہ تھا کہ اگر بتوں کے حصے میں کوئی کمی آتی تو اللہ کے حصے میں سے کچھ نکال کر اس میں شامل کر لیتے تھے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے لئے مقرر کئے ہوئے حصے میں کمی آتی تو بتوں کے حصے میں سے کچھ بھی اللہ کے حصے میں شامل نہ کرتے تھے، اور دلیل یہ دیتے کہ اللہ تعالیٰ تو غنی اور بے نیاز ذات ہے، اس کو ضرورت نہیں۔ یہ کفار ومشرکین کا عدل وانصاف تھا۔ (۳)

(۱) سورۃ الأنعام، آیت نمبر: ۱۳۶۔

(۲) بیان القرآن۔

(۳) قال ابن عباس رضی اللہ عنہ: کان المشرکون یجعلون للہ من حروثهم وأنعامهم نصيباً وللأوثان نصيباً فما =

بتوں کے نام جانور چھوڑنے والا

سب سے پہلے بتوں کے نام جانور چھوڑنے کی رسم کی ابتداء کرنے والا عمرو بن عامر خزاعی ہے، نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ "میں نے اسے جہنم میں انتڑیاں کھینچتے ہوئے دیکھا ہے"۔ (۱)

غیر اللہ کے نام نیاز دینا

اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیر اللہ کے نام کی جو نیاز دی جاتی ہے، اگر اس سے مقصود اس بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو صدقہ خیرات کیا جائے، اس کا ثواب بزرگ کو بخش دینا مقصود ہو تو یہ صورت جائز ہے، (۲) اور اگر

= كان للصنم انفقوه عليه وما كان لله اطعموه الصبيان والمساكين ولا يأكلون منه البتة، ثم إن سقط مما جعلوه لله في نصيب الأوثان تركوه وقالوا: إن الله غني عن هذا وإن سقط مما جعلوه للأوثان في نصيب الله اخذوه ورده إلى نصيب الصنم وقالوا: إنه فقيره۔ (تفسير الرازي: (۱۵۸/۱۳)، سورة الأنعام، الأية: ۱۳۶، ط: دار احياء التراث العربي)

وجعلوا لله مما ذرأ من الحرث والأنعام نصيباً) أي جعل مشركوا قريش لله مما خلق من الزرع والأنعام نصيباً ينفقونه على الفقراء ولشركائهم نصيباً يصرفونه إلى سدنتها، قال ابن كثير: هذا ذم وتوبيخ من الله للمشركين الذين ابتدعوا بدعاً وكفراً وشركاً، وجعلوا لله شركاء وهو خالق كل شئ سبحانه۔ (صفوة التفاسير: (۳۹۰/۱)، الأنعام: ۱۳۶، ط: قديمي)

تفسير ابن كثير: (۳۰۸/۳)، الانعام: ۱۳۶، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) وقال ابوهريره رضي الله تعالى: قال رسول الله ﷺ: رأيت عمرو بن عامر الخزاعي يجر قصبه في النار، كان أول من سيب السوائب۔ (صحيح بخاري: (۶۶۵/۲)، كتاب التفسير، باب قوله: ماجعل الله من بحيرة ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (۳۸۳/۲)، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب جهنم اعاذنا الله منها، ط: قديمي۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۵۶)، كتاب الرقاق، باب البكاء والخوف، الفصل الأول، ط: قديمي۔

(۲) صرح علمائنا في باب الحج عن الغير بأن للإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوماً أو صدقة أو غيرها، كذا في الهداية۔ (شامي: (۲۴۳/۲)، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في القراءة للميت واهداء ثوابها له، ط: سعيد)

الهداية: (۲۹۶/۱)، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ط: رحمانية۔ =

محض اس بزرگ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اس کے نام کی نیاز دی جائے تاکہ وہ خوش ہوکر ہمارے کام بنائے تو یہ ناجائز اور شرک ہے۔[1]

غیر اللہ کی نذر کیا ہے؟

غیر اللہ کی نذر یہ ہے کہ کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے پر شکرانے کے طور پر یا کسی بھی سبب کے بغیر غیر اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے کچھ دے دیا جائے مثلاً کسی نے کہا کہ ''اگر میرا بیٹا پیدا ہوا تو میں فلاں بزرگ یا پیر کے نام پر بکرا ذبح کروں گا، یا کھانا دوں گا'' یا بیمار تھا یوں کہا کہ ''اگر میں تندرست ہوا تو فلاں ولی کے نام ایک ہزار روپے دوں گا'' یا وہ کسی بلاء ومصیبت میں پھنسا ہوا تھا اور یوں کہا کہ ''اگر مجھ سے فلاں بلا ٹل جائے تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام بکرا دوں گا'' یا وہ امتحان دے رہا تھا تو یوں کہا کہ ''اگر میں امتحان میں کامیاب ہوا تو شکرانے کے طور پر کسی مزار کے نام کوئی چیز دے دوں گا'' وغیرہ یہ سب غیر اللہ کی نذر ہے، اور یہ جائز نہیں ہے۔[2]

= الفتاوی الهندية: (۱/ ۲۵۷)، كتاب المناسک، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ط: رشيديه۔

(۱) واعلم أن النذر الذی يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام۔ (قوله: باطل وحرام) لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز: لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق، ومنها أن المنذور له ميت والميت لا يملک، ومنها أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالى، واعتقاد ذلک كفر۔

(الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۹)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲/ ۲۹۸)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل عقد: لبيان ما يوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوی على المراقي: (ص: ۶۹۳)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمی۔

(۲) أما النذر الذی ينذره أكثر العوام على ما هو المشاهد كأن يكون للإنسان غائب أو مريض أو له حاجة ضرورية، فيأتي بعض الصلحاء، فيجعل ستره على رأسه، فيقول: يا سيدی فلان! إن رد غائبی أو عوفی مريضی أو قضيت حاجتی، فلک من الذهب ومن الفضة كذا، أو من الطعام كذا، أو من الماء، أو من الشمع كذا، أو من الزيت كذا، فهذا النذر باطل بالإجماع لوجوه: منها: أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق =

جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی کہانی سننے کی نذر ماننا

''جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی کہانی'' کے نام سے ایک چھوٹی سی کتاب ہے، اس کتاب کے فوائد میں یہ ذکر کرتے ہیں کہ اگر کسی کی کوئی حاجت پوری نہ ہوتی ہوتو وہ یہ نذر مان لے کہ جب میری فلاں حاجت پوری ہوگی تو میں'' جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی کہانی سنوں گا'' اس کی وہ مراد پوری ہوجائے گی، خاص کر عورتوں میں یہ فوائد بیان کرکے اس کی ترغیب دی جاتی ہے، اور پھر اس کتاب میں کہانی ایسی ہی ہے جس کی وجہ سے عورتوں پر ایک خاص اثر ہوتا ہے اور سب نذر ماننا شروع کردیتی ہیں کہ میری فلاں حاجت پوری ہوگئی تو جناب سیدہ کی کہانی سنوں گی، تو'' جناب سیدہ کی کہانی'' کے بارے میں حقیقت یہ ہے کہ یہ کہانی واقعتہً بنائی ہوئی من گھڑت کہانی ہے، بے اصل اور بے دلیل باتوں پر مشتمل ہے، اہل سنت والجماعت کے کسی مخالف دشمن آدمی نے مسلمان مردوں کو عام طور پر اور مسلمان عورتوں کو خاص طور پر گمراہ کرنے کے لئے یہ کہانی گھڑی ہے، اس کہانی کو سننے کی نذر ماننا لغو اور بے کار ہے[1]

=لا یجوز، لأنه عبادة والعبادة لا تکون لمخلوق، ومنها أن المنذور له میت والمیت لا یملک، ومنها أنه إن ظن أن المیت یتصرف فی الأمور دون الله تعالی، واعتقاد ذلک کفر۔(البحر الرائق: (۲/ ۲۹۸)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، فصل عقد: لبیان مایوجبه العبد علی نفسه، ط: سعید)

الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۹)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات من اکثر العوام... الخ، ط: سعید۔

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۳)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی۔

(۱) عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم، قال: لا نذر إلا فی مایبتغی به وجه الله، ولا یمین فی قطیعة الرحم۔(إعلاء السنن: (۱۱/ ۴۸۳)، کتاب الأیمان، باب اشتراط کون المنذور عبادةً مقصودة، ط: إدارة القرآن)

ومنها أن یکون قربة، فلا یصح النذر بما لیس بقربة رأساً کالنذر بالمعاصی۔(بدائع الصنائع: (۵/ ۸۲)، کتاب النذر، فصل: وأما شرائط الرکن، ط: سعید)=

اور اس کو سننا اپنے قیمتی اوقات کو برباد کرنا اور غلط باتوں کو ذہن نشین کرنا ہے، عورتوں کو سمجھا دینا چاہئے کہ یہ مسلمانوں کے ایمان اور عقائد کو خراب کرنے کی چال ہے، کہانی کی باتوں پر ہرگز یقین نہ کریں۔

جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے صحیح فضائل اور حالات معتبر کتابوں میں موجود ہیں ان کو پڑھیں اور سنیں اس سے ایمان تازہ ہوگا، اور اہل بیت کی محبت میں اضافہ ہوگا[1] اور اس کہانی کا حکم یہ ہے کہ جو بھی اس کہانی کو سننے کی نذر مانے تو اسے نہ سنے بلکہ اس کو توبہ کرنی چاہئے۔[2]

خاتون جنت کی کہانی سننے کی نذر ماننا

بعض لوگ اس طرح منت مانتے ہیں کہ ''میرا فلاں کام پورا ہوگیا تو خاتون جنت کی کہانی'' سنوں گا، تو اس بارے میں حکم یہ ہے کہ ''خاتون جنت کی کہانی'' من گھڑت ہے، لوگوں کی بنائی ہوئی کہانی ہے، اس کی نذر اور منت ماننا درست نہیں

= ولم يلزم الناذر ما ليس من جنسه فرض كعيادة مريض، وتشييع جنازة، ودخول مسجد... أن لا يكون معصية لذاته۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۶)، كتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعيد)

النذر إن كان فی المباح أو فی المعصية، فلا يلزمه كما إذا قال: لله عليّ أن أذهب إلى السوق أو أشتمه أو أضربه۔ (الفتاوی التاتار خانيه: (۵/ ۳۱)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: قديمی)

(۱) قال الشيخ الإمام صدر الإسلام أبو اليسر: نظرت فی الكتب التی صنفها المتقدمون فی علم التوحيد... وجدت أيضا تصانيف كثيرة فی هذا الفن للمعتزلة، فلا يجوز إمساك تلك الكتب والنظر فيها كيلا تحدث الشكوك، فلا يتمكن الوهن فی العقائد۔ (الفتاوی الهندية: (۵/ ۳۷۷)، كتاب الكراهية، المتفرقات، ط: رشيديه)

الفتاوی التاتار خانية: (۱۸/ ۷۷)، كتاب الكراهية، الفصل الثانی والثلاثون فی المتفرقات، ط: مكتبه فاروقيه۔

(۲) اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصی واجبة، وأنها واجبه على الفور، ولا يجوز تاخيرها سواء كانت صغيرة أو كبيرة۔ (روح المعانی: (۲۸/ ۴۸۹)، سورة التحريم الآية: ۸، ط: رشيديه)

شرح النوری على المسلم: (۲/ ۳۵۴)، كتاب التوبة، ط: قديمی۔

ہے،اوراس کو پورا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۱)

غیر ارادی نذر

☆......اگر کسی کا نذر ماننے کا ارادہ نہیں تھا،کوئی اور بات کہنا چاہتا تھا،لیکن اس کی زبان سے نذر کے الفاظ نکل گئے تو بھی نذر منعقد ہو جائے گی،اس کا پورا کرنا ضروری ہوگا،شریعت میں کچھ معاملات ایسے ہیں کہ اگر وہ ارادہ اور قصد کے بغیر زبان سے نکل جائیں تو بھی ان کا شرعی حکم لاگو ہو جاتا ہے جیسے طلاق،نکاح اور غلام آزاد کرنا وغیرہ۔

☆......اگر کسی نے دل میں ایک دن روزہ رکھنے کی نیت کی تھی لیکن نذر کے الفاظ بولتے وقت زبان سے ایک دن کے بجائے ایک مہینہ یا ایک سال نکل گیا تو اس پر زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کے مطابق ایک مہینہ یا ایک سال کا روزہ لازم ہوگا۔ (۲)

(۱) ''جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی کہانی سننے کی نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) وافاد انه يلزمه ولو لم يقصده كما لو اراد ان يقول كلاماً فجرى على لسانه النذر؛لان هزل النذر كالجد كالطلاق كما فى صيام الفتح۔ (ردالمحتار: (۳/ ۷۳۵)،كتاب الأيمان،مطلب فى احكام النذر،ط:سعيد)

فتح القدير: (۲/ ۳۰۱)،كتاب الصوم،فصل فيما يوجبه العبد على نفسه،ط:رشيديه۔

حاشية الشبلى على التبيين: (۱/ ۳۴۵)،كتاب الصوم،فصل فيمن نذر الصوم يوم النحر الخ،ط: امداديه ملتان۔

آ

آٹھ رکعات ظہر پڑھنے کی نذر

''ظہر کی آٹھ رکعات پڑھنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

آج حج یا عمرہ ہے

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''مجھ پر آج حج یا عمرہ ہے'' تو اسی دن حج یا عمرہ کا احرام باندھنا ضروری نہیں بعد میں کسی بھی دن حج یا عمرہ کرلے۔ (1)

آج روزہ رکھتا ہوں

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے یوں کہا کہ ''میں آج روزہ رکھتا ہوں'' تو اس نے یہ بات کس وقت کہی اس کو دیکھا جائے گا:

1. اگر اس نے یہ بات صبح صادق ہونے سے پہلے کہی ہے تو اس پر اس دن روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔
2. اور اگر اس نے یہ بات صبح صادق کے بعد زوال سے پہلے کہی تو اگر ابھی تک اس نے کچھ کھایا پیا نہیں ہے تب بھی اس پر اس دن کا روزہ رکھنا لازم ہوگا، اسی وقت سے روزہ رکھ لے، اور اگر کچھ کھا پی چکا ہے تو نذر منعقد نہیں ہوگی، اور اگر اس نے

---

(۱) لو قال: علی حجة الیوم "إنما تلزمه فی ذمته یحرم بها متی شاء۔ (غنیة الناسک: (ص: ۳۲۹)، باب النذر بالحج أو العمرة، فصل فی النذر الصریح، ط: إدارة القرآن)

لو قال: علی حجة الیوم، کانت واجبة علیه یحرم بها متی شاء۔ (کتاب الاصل للشیبانی: (۲/ ۴۸۲) کتاب المناسک، باب النذر، ط: إدارة القرآن)

المبسوط للسرخسی: (۴/ ۱۳۳) کتاب المناسک، باب النذر، ط: دار المعرفة۔

یہ بات زوال کے بعد کہی ہے تو بھی نذر منعقد نہیں ہوگی اگر چہ کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ (۱)

آج عمرہ ہے

''آج حج یا عمرہ ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

آج میں نماز پڑھوں گا

''نماز پڑھوں گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

آدھا حج ہے

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''مجھ پر آدھا حج ہے'' تو اس پر پورا حج واجب ہوجائے گا۔ (۲)

آدھی رکعت نماز کی نذر مانی

اگر کسی نے آدھی رکعت نماز پڑھنے کی نذر مانی تو نذر منعقد ہوجائے گی اور

(۱) ولو قال: "لله علی أن أصوم هذا اليوم غداً" فان كان قبل الزوال ولم يأكل ولم يشرب فعليه صوم ذلک اليوم وإن قال هذا القول بعد الزوال أو أكل أو شرب فلاشئی عليه۔ (المبسوط للشيبانی: (۲/ ۳۳۴)، کتاب الصوم، باب ما يجب منه افطار الصوم وما يجب فيه القضاء والكفارة... الخ" ط: ادارة القرآن)

وإذا قال "لله علی أن أصوم هذا اليوم غداً" فإنه ينظر إن كان قال هذه المقالة قبل الزوال وقبل الأكل لزمه صوم هذا اليوم، وإن كان قال هذه المقالة بعد الزوال وبعد الأكل فلا شئی عليه۔ (الفتاوی التاتارخانية: (۲/ ۴۰۰)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر: فی النذور، ط: دار المعارف العثمانية)

المحيط البرهانی: (۳/ ۳۷۱)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر: فی النذور، ط: إدارة القرآن۔

(۲) ولو قال: "علیّ نصف حجة، قال محمد: تلزمه حجة كاملة۔ (الفتاوی التاتارخانيه: (۲/ ۵۶۶)، کتاب الحج، الفصل الثامن عشر فی التزام الحج والتزام الهدی والبدنة ومايتصل بذلک، ط: دار المعارف العثمانية)

الفتاوی الهندية: (۱/ ۲۶۳)، کتاب المناسک، الباب السابع عشر فی النذر بالحج، ط: رشيديه۔

فتاوی قاضيخان علی هامش الهندية: (۱/ ۳۰۴)، کتاب الحج، فصل فی القران، ط: رشيديه۔

اس پر دو رکعت لازم ہو جائیں گے۔ (۱)

آدھی رکعت نماز واجب ہے

''نصف رکعت نماز واجب ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

آدھے دن کا روزہ

اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ ''میں آدھا دن روزہ رکھوں گا'' تو نذر منعقد نہیں ہوگی کیونکہ شریعت کی رو سے آدھے دن کا روزہ رکھنا ممکن نہیں ہے۔ (۲)

آمین کی نذر

''آمین'' کی نذر درست نہیں کیونکہ وہ عبادت مقصودہ میں سے نہیں ہے۔ (۳)

آیت کریمہ ختم کرنے کی نذر ماننا

آیت کریمہ کا ختم کرانے کی نذر ماننا صحیح نہیں ہے، اس لئے ایسی نذر کو پورا

---

(۱) ولو نذر نصف ركعة لزمه ركعتان عند أبي يوسف رحمه الله وهو المختار كما في الخلاصة والتجنيس۔ (البحر الرائق: (۵۸/۲)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

ولو قال: لله علي أن أصلي نصف ركعة أو ركعة يلزمه ركعتان، وهذا قول أبي يوسف رحمه الله وهو المختار۔ (الفتاوى الهندية: (۱۱۵/۱)، كتاب الصلوة، الباب التاسع في النوافل، قبيل فصل في التراويح، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۴۳/۲)، كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، مطلب في القادر بقدرة غيره، ط: سعيد۔

لو قال: لله علي نصف ركعة يلزمه تامة وهذا قول أبي يوسف رحمه الله وهو المختار۔ (كتاب التجنيس والمزيد: (۱۲۲/۲) كتاب الصلوة، باب النوافل، فصل في النذر، ط: إدارة القرآن)

(۲) ولو قال: "لله علىّ صوم نصف يوم" لا يصح۔ (الفتاوى الهندية: (۲۰۹/۱)، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۲۹۷/۲)، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ط: سعيد)

(۳) قوله: (أو علي أن أقرأ القرآن إن فعلت كذا لا يلزمه شئي) لعل وجهه أن هذه الأشياء وإن كانت عبادة إلا أنها ليست مقصودة فإن القصد بالطواف تعظيم الكعبة وبالقراءة التدبر في معانيها لا مجرد=

کرنالازم نہیں ہے، مثلاً کسی نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو آیت کریمہ یعنی "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنتَ سُبحَانَکَ اِنِّی کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِین" ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ پڑھوں گا تو یہ نذر صحیح نہیں ہوگی اور اس کا پورا کرنا بھی لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

= اجراء الحروف على اللسان وعلل في شرح الاشباه لعدم صحة نذر التسبيحات وقراءة القرآن بأنها ليست بقربة مقصودة۔ (تقريرات الرافعي على حاشية ابن عابدين: (۱۵/۲)، كتاب الأيمان، ط: سعيد)

ولو نذر التسبيحات دبر الصلاة لم يلزمه۔ (الدر مع الرد: (۷۳۸/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط: سعيد)

إذا نذر شيئاً) من القربات (لزمه الوفاء به إذا اجتمع فيه ثلاثة شروط، أن يكون من جنسه واجب وأن يكون مقصوداً) لذاته۔ (مراقي الفلاح مع حاشية الطمطاوي: (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي)

وفي القنية: لايصح النذر بالتصدق على الاغنياء، ولابد عاء معين (رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۴)، الرسالة الخامسة والثلاثون في النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

(۱) ولم يلزم الناذر ما ليس من جنسه فرض الخ۔ (الدر مع الرد: (۷۳۶/۳)، كتاب الايمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمي۔

وفي القنية: لا يصح النذر بالتصدق على الأغنياء، ولا بدعاء معين ۔ (رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۴)، الرسالة الخامسة والثلاثون في النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

الف

اپنے آپ کو ذبح کرنے کی نذر ماننی

اگر کسی نے اپنے آپ کو ذبح کرنے کی نذر مانی تو اپنے آپ کو ذبح کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اپنی جگہ پر ایک بکرے یا مینڈھے کو ذبح کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

اپنے فعل کی نذر

جس طرح اپنے فعل کی نذر منعقد ہوتی ہے، اسی طرح دوسرے سے کوئی فعل کرانے کی نذر بھی منعقد ہوتی ہے، مثلاً کسی نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے مجھے بیٹا دیا تو میں مسجد کے امام صاحب کو حج کے لئے بھیجوں گا، تو یہ نذر منعقد ہوجائے گی اور بیٹا پیدا ہونے کے بعد اس کو پورا کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) عن محمد بن المنتشر قال ان رجلاً نذر أن ينحر نفسه إن نجاه الله من عدوه، فسأل ابن عباس رضي الله عنهما فقال له سل مسروقاً، فسأله فقال له لا تنحر نفسك فإنك إن كنت مؤمناً قتلت نفساً مؤمنةً وإن كنت كافراً تعجلت الى النار، واشتر كبشاً فاذبحه للمساكين، فان استحق خير منك وفدى بكبشين فأخبر ابن عباس رضي الله عنهما فقال: هكذا كنت اردت أن أفتيك۔ رواه رزين۔ (مشكوة المصابيح: (۲۹۹/۲)، كتاب العتق، باب النذور، الفصل الثالث، ط: قديمى)

عن علی فی رجل نذر أن ينحر ابنه، قال: يهدى ديته۔ (مصنف ابن ابی شيبة: (۱۰۵/۳۰)، رقم الحديث: ۱۲۵۱۷، كتاب الأيمان والنذور والكفارات، فی الرجل يقول هو ينحر ابنه، ط: مكتبة الرشد)

نذر أن يذبح ولده فعليه شاة . . . ولغا لو كان يذبح نفسه أو عبده وأوجب محمد الشاة۔ (الدر مع الرد: (۷۳۹/۳)، كتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذور، ط: سعيد)

(۲) ولو قال: إن فعلت كذا فأنا أحج بفلان، فلا يخلو إما أن ينوی به الحج مع فلان، أو ينوی به إحجاج فلان، أو لا نية له، فإن لم تكن له نية، أو نوی الحج معه، فعليه أن يحج، وليس عليه أن يحج بفلان۔ وإن نوی إحجاج فلان لزمه أن يحجه؛ لأن الباء للتعدية به، نحو: ذهبت به، فإن أرسله فأحجه جاز، وإن أحجه معه، جاز أيضاً، ولو قال: فعلیّ أن أحج فلاناً، لزمه ذلك۔ (البحر العميق: (۲۲۱۳/۴، ۲۲۱۴) الباب السابع عشر: فی النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان)=

اپنے فعل کی نذر درست ہے

اپنے فعل کی نذر درست ہے، دوسرے کے فعل، قول اور عمل کی نذر درست نہیں ہے، اس سے نذر منعقد نہیں ہوگی، مثلاً کسی نے یہ نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میرا والد اتنا صدقہ کرے گا، یا میری والدہ روزہ رکھے گی، یا میری بیوی نفل نماز پڑھے گی، تو یہ نذر منعقد نہیں ہوگی، اور والد، والدہ اور بیوی پر اس کا پورا کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

= ومن قال: إن فعلت كذا فعلي أن أحج بفلان، فإن نوى أحج وهو معي فعليه أن يحج، وليس عليه أن يحج به، وإن نوى أن يحجه، فعليه أن يحجه؛ لأن الباء للإلصاق فقد ألصق فلاناً بحجة۔ وهذا يحتمل معنيين: أن يحج فلان معه في الطريق وأن يعطي فلاناً ما يحج به من المال۔ والتزام الأول بالنذر غير صحيح والثاني صحيح؛ لأن الحج يؤدي بالمال عند الياس من الاداء، فكان هذا في حكم البدل وحكم البدل حكم الأصل فيصح التزامه بالبدل كما يصح التزامه بالأصل، فإذا نوى الوجه الأول عملت نيته لإحتمال كلامه ولكن المنوي لا يصح التزامه بالنذر، فلا يلزمه شيء وإنما عليه أن يحج بنفسه خاصة۔ وإن نوى الثاني لزمه، فإما أن يعطيه من المال ما يحج به أو يحجه مع نفسه ليحصل الوفاء بالنذر، فإن لم يكن له نية أصلاً فعليه أن يحج وليس عليه أن يحج فلاناً، لأن لفظه في حق فلان يحتمل الوجوب وعدمه والمعين للوجوب فيه ليس إلا النية وقد فقدت۔ ولو كان قال: فعلي أن أحج فلاناً فهذا محكم والنذر به صحيح۔ (فتح القدير (۸۹/۳، ۹۰) كتاب الحج، مسائل منثورة، ط: رشيديه قديم)

المبسوط للسرخسي رحمه الله (۱۳۳/۴) كتاب المناسك، باب النذر، ط: دار المعرفة۔

كتاب الأصل للشيباني (۴۸۶/۲، ۴۸۷) كتاب المناسك، باب النذر، ط: إدارة القرآن۔

(۱) النذر ايجاب الفعل المشروع على النفس تعظيماً لله تعالى۔ (معجم لغة الفقهاء: (ص: ۴۷۷)، حرف النون، ط: دار النفائس)

(نذر) الشئ نذراً او نذوراً أوجبه على نفسه يقال: نذر ماله لله ونذر على نفسه أن يفعل كذا... (النذر) ما يقدمه المرء لربه أو يوجبه على نفسه من صدقة أو عبادة أو نحوهما۔ (المعجم الوسيط: (ص: ۹۱۲)، باب النون، ط: دار الدعوة)

قوله: ولم يوجد الخ) أي وشرط صحة النذر أن يكون المنذور ملكاً للناذر أو مضافاً الى السبب كقوله: ان اشتريتك فلله على أن أعتقك، ط، (شامي (۷۴۲/۳) كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد) =

احرام باندھنے کی نذر ماننی

اگر کسی نے حج کے احرام باندھنے کی نذر مانی تو اس پر حج اور اگر عمرہ کے احرام باندھنے کی نذر مانی تو عمرہ واجب ہے۔ (۱)

احرام کی نذر

احرام کی نذر درست نہیں، اس لئے اگر کسی نے احرام باندھنے کی نذر مانی تو وہ منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ نفلی طور پر احرام باندھنا شریعت سے ثابت نہیں، لہذا وہ عبادت مقصودہ نہیں۔ (۲)

= ولو قال أنا أحج على جمل فلان أو بمال فلان، لزمه، ولغت الزيادة ۔(غنية الناسک: (ص: ۳۴۹)، باب النذر بالحج أو العمرة، فصل في النذر الصريح، ط: ادارة القرآن)

وليس في اختيار الناذر أن يفعل غيره فعلاً فلا ينعقد النذر۔(حاشيه بيان القرآن: (۱/ ۲۳۲)، ملحقات الترجمة، حاشيه نمبر: ۲، سورة آل عمران) ط: دار الاشاعت)

وليس في وسع الناذر أن يفعل غيره فعلاً، فلا ينعقد النذر فافهم۔ (أحكام القرآن للشيخ ظفر احمد العثماني: (۲/ ۱۷)، سورة آل عمران: ۳۵، لا يصح النذر بجعل الولد خادماً للمسجد، ط: ادارة القرآن)

(۱) وقال الحسن بن زياد عن أبي حنيفة رحمه الله: إذا قال: أنا محرم بحجة إن فعلت كذا، ففعل فعليه حجة، وكذا لو ذكر عمرة۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/ ۵۶۷)، كتاب الحج، الفصل الثامن عشر في التزام الحج، ط: دار المعارف العثمانية)

المحيط البرهاني: (۳/ ۴۹۱)، كتاب المناسک، الفصل الثامن عشر في التزام الحج، ط: ادارة القرآن۔

المبسوط للسرخسي: (۸/ ۱۳۸)، كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة۔

(۲) ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط و كان من جنسه واجب... وهو عبادة مقصودة) خرج الوضوء وتكفين الميت (و وجد الشرط... لزم الناذر) قوله: (خرج الوضوء) لأنه عبادة ليست مقصودة لذاتها وإنما هو شرط لعبادة مقصودة وهي الصلاة۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۵)، كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط: سعيد)

ومنها أن يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المرضى وتشييع الجنائز والوضوء والاغتسال ودخول المسجد ومس المصحف والأذان وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلک وإن كانت قرباً لأنها ليست بقربة مقصودة۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۸۲)، كتاب النذور، فصل وأما شرائط الركن فأنواع) ط: سعيد) =

احسان کیا تو وہ پیسے صدقہ ہیں

ایک آدمی نے دوسرے سے کہا کہ "اگر میں نے تجھ پر پیسے دے کر احسان کیا تو وہ پیسے صدقہ ہیں" پھر کہا کہ یہ پیسے تمھارے ہو گئے، تو ان پیسوں کے صدقہ کرنے کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ پیسے اسی کہنے والے کے قبضہ میں ہیں تو انہیں یا ان کے برابر رقم صدقہ کرنا ضروری ہے، اور اگر دوسرے شخص کے قبضہ میں دے دیئے ہوں تو نذر کرنے والے پر صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔ (۱)

اچھا ہو جاؤں

اگر کسی نے کہا کہ "اگر میں اچھا ہو جاؤں تو سو روپے کی مٹھائی لڑکوں میں تقسیم کر دوں گا" تو اگر اس جملہ سے عام لڑکوں میں تقسیم کرنے کی نیت تھی تو اس سے نذر منعقد نہیں ہوگی، اور مٹھائی تقسیم کرنا لازم نہیں ہوگا (۲) اور اگر مذکورہ الفاظ کے ساتھ

= البحر الرائق: (۵۸/۲)، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ط: سعید۔

والأصل فی ذلک أن کل ما کان له أصل فی الفروض لزم الناذر بنذره، وکل مالم یکن له أصل فی الفروض لا یلزم الناذر بنذره۔ (الفتاوی التاتارخانیة: (۶ / ۲۸۱)، کتاب الأیمان، الفصل السادس والعشرون: فی النذور) ط: مکتبه فاروقیة)

(۱) وفی البقالی: وفیه ایضا "ان وصلتک بدرهم فهو صدقة" ثم قال له: هذا الدرهم صلة لک، فان کان الدرهم فی ید الحالف: تصدق به أو بمثله، وان کان فی ید ذلک لم یلزمه التصدق بشئی۔ (الفتاوی التاتارخانیه: (۲۹۵/۶)، کتاب الأیمان والنذور، الفصل السادس والعشرون فی النذور، (ط: مکتبه فاروقیه)

المحیط البرهانی: (۳۶۲/۶)، کتاب الأیمان والنذور، الفصل الخامس والعشرون فی النذور، ط: ادارة القرآن۔

(۲) قال: ان برئت من مرضی هذا ذبحت شاةً، فبرأ لا یلزمه شئی الا ان یقول: ان برائت فلله علی ان اذبح شاة وهی عبارة متن الدرر، وعللها فی شرحه بقوله: لأن اللزوم لا یکون إلا بالنذر، والدال علیه الثانی لا الأول، فافاد أن عدم الصحة لکون الصیغة المذکورة لا تدل علی النذر: ای لأن قوله: ذبحت شاة وعد لا نذر۔ (الدر المختار مع الرد: (۷۴۰/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی أحکام النذر، ط: سعید)

درر الحکام شرح غرر الأحکام: (۴۳/۲)، کتاب الأیمان، ط: دار احیاء الکتب العربیة۔

الفتاوی الهندیة: (۶۶/۲)، کتاب الأیمان، الباب الثانی، الفصل الثانی فی الکفارة، ط: رشیدیه۔

اللہ کے واسطے بھی کہا تھا تو اس میں دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ اگر لڑکے سے مالدار اور فقیر دونوں قسم کے لڑکے مراد تھے تو بھی نذر صحیح نہیں ہوگی کیونکہ مالدار پر صدقہ کرنے کی نذر ماننا صحیح نہیں ہے۔

اور اگر لڑکے سے صرف فقیر لڑکے مراد تھے تو نذر صحیح ہو جائے گی اور نذر کو پورا کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

اذان کی نذر

اذان کی نذر درست نہیں کیونکہ یہ عبادت مقصودہ نہیں۔ (۲)

استثناء اعتکاف منذور میں

اعتکاف منذور میں استثناء ”عنوان کے تحت دیکھیں۔

استثناء ایک ماہ کے اعتکاف کی نذر میں

”ایک ماہ اعتکاف کی نذر میں استثناء“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) وفی القنية: نذر التصدق على الاغنياء لم يصح مالم ينو ابناء السبيل۔ (الدر مع الرد: (۳/۷۳۸)، كتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمی۔

ولم أر ان النذر بالتصدق على الفقير والغنی جميعا يصح أم لا ؟ والظاهر انه لا يصح لأن من شرطه ان يكون من جنسه واجب، والتصدق على الفقير والغنی جميعا ليس كذلک۔ (امداد الاحكام: (۳/ ۳۳)، كتاب الايمان والنذور، ط: مكتبه دار العلوم كراچی)

(۲) قال فی البدائع: ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة، فلايصح النذر بعيادة المرضى وتشييع الجنائز والوضوء والاغتسال ودخول المسجد ومس المصحف والاذان وغير ذلک، وإن كان قرباً، لانها غير مقصودة۔ (البحر الرائق: (۲/ ۵۸)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، (ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۵/ ۸۲)، كتاب النذور، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

شامی: (۳/ ۷۳۵)، كتاب الأيمان، مطلب فی أحكام النذر، ط: سعيد۔

استطاعت

قسم کا کفارہ ادا کرنے میں آدمی مالدار ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں نذر ماننے کے وقت کا اعتبار نہیں بلکہ کفارہ ادا کرنے کے وقت کا اعتبار ہے، اگر کفارہ ادا کرنے کے وقت مالدار ہے کھانا، جوڑا اور غلام سے کفارہ ادا کرسکتا ہے تو ان میں سے کسی ایک سے کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا روزہ رکھ کر کفارہ ادا کرنا صحیح نہیں ہوگا اور اگر اس وقت غریب ہے مالدار نہیں ہے تو روزے رکھ کر کفارہ ادا کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

اس سال دس حج کروں گا

''دس حج کروں گا اس سال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

اشہر حج سے پہلے حج کی نذر مان لی

اگر کسی نے اشہر حج (یعنی حج کے مہینوں شوال، ذوالقعدۃ، اور ذوالحجہ) سے پہلے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''میں حج کروں گا'' پھر اشہر حج آنے سے پہلے ہی انتقال ہوگیا، تو اس پر حج لازم ہوگیا، اور حج بدل کے لئے وصیت کرنا لازم ہے۔ (۲)

---

(۱) إذا كان فی ملكه عين المنصوص عليه وهو أن يكون فی ملكه عبد أو كسوة أو طعام عشرة لا يجوز أن يصوم سواء كان عليه دين أو لم يكن وأما إذا لم يكن فی ملكه عين المنصوص عليه فحينئذ يعتبر اليسار والاعسار كذا فی السراج الوهاج ثم اعتبار الفقر والغنى عندنا عند إرادة التكفير، فلو كان موسرا عند الحنث ثم أعسر عند التكفير أجزأه الصوم عندنا وبعكسه لا يجزئه۔ (الفتاوى الهندية: (۲/ ۶۱، ۶۲)، كتاب الأيمان، الباب الثانی فيما يكون يمينا وما لا يكون يمينا، الفصل الثانی فی الكفارة، ط: رشيديه)

(قوله: وإن عجز عن أحدهما صام ثلاثة أيام متتابعة) أی ان لم يقدر على الاعتاق والاطعام والكسوة كفر بالصوم... والاعتبار فی العجز وعدمه وقت الأداء لا وقت الحنث، فلو حنث وهو معسر ثم أيسر لا يجوز له الصوم وفی عكسه يجوز۔ (البحر الدائق: (۴/ ۴۸۸، ۴۸۹)، كتاب الأيمان، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۳/ ۷۲۷)، كتاب الأيمان، مطلب كفارة اليمين، ط: سعيد۔

(۲) ومن نذر مائة حجة، أو اكثر أو أقل، تلزمه كلها، وعليه أن يحج بنفسه قدر ما عاش ويجب الايصاء بالبقية... وكذا لو قال: لله علی أن أحج، وذلك فی غير أشهر الحج فمات قبل أشهر الحج، لزمه حجة =

اشیاء وقف کرنے کی نذر

''مسجد کے لئے اشیاء وقف کرنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

اطاعت کی نذر ماننا

''عبادت کے کاموں کی نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

اطعام

اطعام: کے معنی عربی لغت میں کھانا کھلانے کے بھی آتے ہیں اور کسی کو کھانا دینے کے بھی آتے ہیں، اس لئے قسم کا کفارہ ادا کرنے والے کو دونوں باتوں کا اختیار ہے کہ دس مسکینوں کی دعوت کر کے صبح وشام دو وقتوں کا کھانا کھلا دے یا کھانا ان کی ملکیت میں دے دے، پہلی صورت کو **"اباحت"** کہتے ہیں اور دوسری صورت کو **"تملیک"**۔ اور تملیک کی صورت میں ہر مسکین کو ایک ایک صدقہ فطر کے برابر رقم دیدے۔ (۱)

=(غنية الناسك: (ص: ۳۴۹)، باب النذر بالحج أو العمرة، ط: ادارة القرآن)

فتح القدير: (۸۹/۳)، کتاب الحج 'مسائل منثورہ' ط: رشيديہ۔

الفتاوی التاتارخانية: (۵۹۷/۲)، کتاب المناسک 'الفصل الثامن عشر فی التزام الحج، ط: دائرة المعارف العثمانية۔

من عليه الحج اذا مات قبل ادائه فان مات عن غير وصية يأثم بلا خلاف۔ (الفتاوی الهندية: (۲۵۸/۱)، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر فی الوصية بالحج، ط: رشيديه)

(۱) (وتصح الاباحة فی الكفارات والفدية دون الصدقات والعشر) وقال الشافعی: لا يجوز فی الكفارات والفدية ايضاً الا التمليک... ولنا أن المنصوص عليه فی الكفارة والفدية الاطعام، وهو حقيقة فی التمكين، لأنه عبارة عن جعل الغير طاعماً، وذلک بالا باحة، وانما جاز التمليک بدلالة النص، والعمل بهالا يمنع العمل بالحقيقة۔ (تبيين الحقائق: (۱۱/۳)، کتاب الطلاق، باب الظهار، فصل فی الكفارة۔ ط: امداديه)

بدائع الصنائع: (۱۰۱/۵)، کتاب الكفارات، فصل وأما شرط جواز كل نوع۔ ط: سعيد۔ =

اطعام کی نذر میں قیمت صدقہ کرنا

اگر کسی نے نذر مانی کہ اگر ”اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے گا تو میں دو دیگ بریانی کھلاؤں گا تو بیٹا ملنے پر اس کو اختیار ہے چاہے تو دو دیگ بریانی پکوا کر فقراء کو کھلا دے یا اس کی قیمت تقسیم کر دے، بہر صورت نذر پوری ہو جائے گی، اور نذر کی ذمہ داری ادا ہو جائے گی، کیونکہ نذر میں اپنی طرف سے جو قیودات لگائی جاتی ہیں ان کا پورا کرنا لازم نہیں ہوتا۔ (۱)

اعتکاف کرنا نفل روزے کے ساتھ

”نفل روزے کے ساتھ اعتکاف“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

= وإن شاء اطعم عشرة مساكين كالاطعام في كفارة الظهار وهي نصف صاع من بر أو صاع من تمر أو شعير . . . ويجوز في الاطعام كل من التمليک والاباحة (فتح القدير: (۷۵/۵)، كتاب الأيمان، باب مايكون يميناً ومالا يكون يميناً، ط: رشيديه)

(۱) بخلاف النذر المعلق؛ فإنه لا يجوز تعجيله قبل وجود الشرط قلت: وقدمنا هناک الفرق، وهو ان المعلق على شرط لا ينعقد سبباً للحال كما تقرر في الاصول، بل عند وجود شرطه فلو جاز تعجيله لزم وقوعه قبل سببه فلا يصح ۔ ويظهر من هذا ان المعلق يتعين فيه الزمان بالنظر إلى التعجيل، أما تاخيره فالظاهر أنه جائز إذلا محذور فيه، وكذا يظهر منه انه لا يتعين فيه المكان والدرهم والفقير؛ لأن التعليق انما اثر في انعقاد السببية فقط، فلذا امتنع فيه التعجيل وتعين فيه الوقت ۔ اما المكان والدرهم والفقير فهي باقية على الاصل من عدم التعيين، ولذا اقتصر الشارح في بيان المخالفة على التعجيل فقط حيث قال: فانه لا يجوز تعجيله، فتدبر ۔ (فتاوى الشامي: (۷۴۱/۳)، كتاب الايمان، مطلب النذر المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)

(قوله لزم الناذر) اى وجوبا كما في الهداية، واراد بلزومه لزوم أصل القربة التي التزمها، لا بكل وصف التزمه؛ لانه لو عين درهما او فقيراً او مكانا للتصدق او للصلاة فان التعيين ليس بلازم . . . قوله: لا يختص بشئي اى من الفقير والدرهم والزمان والمكان، وذلک لان المقصود التقرب إلى الله تعالىٰ بدفع حاجة الفقير فلا مدخل لخصوص المكان، قال الفقيه: وهو قول علمائنا الثلاثة خلافا لزفر ۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۳۳۸/۲، ۳۴۰)، كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة)

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۲۱۲/۱)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: دار احياء الكتب العربية۔

اعتکاف کرنے کی نذر تیس دن یا تیس راتوں میں

"تیس دن یا تیس راتیں اعتکاف کرنے کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

اعتکاف کرنے کی نذر کی متعین دن میں

"متعین دن میں اعتکاف کرنے کی نذر کی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

اعتکاف کو معین وقت پر نہ کرنے کا گناہ

"معین اعتکاف کو قضاء کرنے کا گناہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔

اعتکاف کی نذر

☆......اعتکاف کی نذر ماننا درست ہے، اور نذر ماننے والے پر نذر کے مطابق اعتکاف کرنا واجب ہوجاتا ہے۔(۱)

☆......نذر کے اعتکاف میں دن میں روزہ رکھنا شرط ہے، روزہ کے بغیر نذر کا اعتکاف ادا نہیں ہوگا۔(۲)

---

(۱) ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقا بشرط وكان من جنسه واجب... وهو عبادة مقصودة... ووجد الشرط... لزم الناذر... كصوم وصلاة وصدقة واعتكاف۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۵)، كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۵/ ۸۳)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: (ص: ۶۹۴)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمی۔

(۲) عن عائشه رضي الله عنها قالت: السنة على المعتكف أن لايعود مريضا، ولايشهد جنازة ولايمس امرأة ولايباشرها ولايخرج لحاجة الالما لابدمنه ولااعتكاف الابالصوم، ولا اعتكاف الافي مسجد جامع۔ (سنن أبي داؤد: (۱/ ۳۵۶)، كتاب الصوم، باب المعتكف يعود المريض، ط: رحمانيه)

عن الزهری عن عروة عن عائشه رضي الله عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: لااعتكاف الابصيام۔ (السنن الكبری للبيهقی: (۴/ ۳۱۷)، كتاب الصيام، باب المعتكف يصوم، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

سنن الدارقطنی: (۳/ ۱۸۴)، رقم الحديث: ۲۳۵۶، كتاب الصيام، باب الاعتكاف، ط: مؤسسة الرسالة، بيروت۔=

☆......اگر اعتکاف کے ساتھ روزہ رکھنا ممکن نہ ہو تو نذر والا اعتکاف منعقد نہیں ہوگا، مثلاً کسی نے معین دن میں زوال کے بعد شام تک اعتکاف کی نذر مانی تو اعتکاف کی نذر منعقد نہیں ہوگی کیونکہ زوال کے بعد روزہ رکھنا ممکن نہیں۔ (۱)

اعتکاف کی نذر دونوں کی

''دونوں کے اعتکاف کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

اعتکاف کی نذر صحیح ہونے پر اعتراض

نذر صحیح ہونے کے لئے ایک قاعدہ ہے کہ نذر صرف اس فعل کی صحیح ہوتی ہے جو عبادت مقصودہ ہو، اور اس کی جنس سے کوئی واجب پایا جاتا ہو، لیکن اعتکاف کی جنس سے کوئی واجب موجود نہیں ہے، اس لئے مذکورہ قاعدہ کی رو سے اعتکاف کی نذر صحیح نہیں ہونی چاہئے، یہ اعتراض ہے اس کے مختلف جوابات ہیں، ان میں سے چند جوابات یہ ہیں:

❶ اگر چہ مسجد میں محض ٹھہرنا کوئی ایسی عبادت نہیں جس کی جنس سے کوئی واجب موجود ہو، لیکن چوں کہ اس کا اصل مقصد جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ہے اور روزہ اس کے لئے شرط ہے، لہذا اعتکاف کی نذر میں نماز اور روزے کی نذر بھی شامل ہے،

= مالک أنه بلغه أن القاسم بن محمد و نافعا مولی عبد الله بن عمر، قالا: لا اعتکاف إلا بصیام، (مؤطا امام مالک ﷺ: (ص: ۲۶۵)، کتاب الاعتکاف، ما لا یجوز الاعتکاف إلا به، ط: قدیمی)

تبیین الحقائق: (۳۴۸/۱)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: امدادیہ

(۱) قال: ولو أصبح فی یوم لم قال: لله علی أن أعتکف هذا الیوم، فان کان قد أکل فیه أو کان بعد الزوال لم یلزمه شئ، لأنه أضاف النذر بالاعتکاف الی وقت لا یقبل الصوم فی حقه۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۲۴/۳)، کتاب الصیام، باب الاعتکاف) ط: دار المعرفة بیروت)

المحیط البرهانی: (۳۸۲/۳)، کتاب الصوم، الفصل الثانی عشر: فی الاعتکاف، ط: ادارۃ القرآن۔

الفتاوی التاتار خانیة: (۴۱۴/۲، ۴۱۵)، کتاب الصوم، الفصل الثانی عشر: فی الاعتکاف، ط: دائرۃ المعارف العثمانیة۔

اوران دونوں عبادتوں کی نذر ماننادرست ہے، لہٰذا اعتکاف کی نذر بھی درست ہے۔ (۱)

۲ نذر صحیح ہونے کے لئے صرف یہ ضروری نہیں کہ اس کی جنس سے کوئی واجب ہو، بلکہ یہ ضروری ہے کہ اس کی جنس سے واجب ہو یا وہ واجب کو شامل ہو، جیسے عمرہ کی جنس سے واجب موجود نہیں ہے لیکن عمرہ میں طواف اور سعی شامل ہیں اس لئے عمرہ کی نذر درست ہے، اسی طرح اعتکاف بھی روزے پر مشتمل ہے اور روزہ کی جنس سے واجب موجود ہے، اگر چہ خود ٹھہرنے کی جنس سے کچھ واجب نہیں ہے، اور اعتکاف کی نذر صحیح ہونے کے لئے روزہ کی جنس سے واجب کا موجود ہونا کافی ہے۔ (۲)

۳ فقہاء کرام کی تصریح کے مطابق اعتکاف کی نذر صحیح ہے اور یہ بات حدیث سے ثابت ہے، اور نذر کا اعتکاف صحیح ہونے پر اجماع بھی منعقد ہوا ہے، لہٰذا اعتکاف کی نذر صحیح ہونے کے لئے یہی دلیل کافی ہے۔ (۳)

۴ اعتکاف کی مشروعیت کی اصل حکمت نماز کی پابندی ہے اس اعتبار سے

---

(۱) (ولو نذر اعتكاف ايام) قد تقرر أن النذر يقتضى كون المنذور فيه قربة ونفس اللبث فى المسجد ليس بقربة اذ ليس لله تعالىٰ واجب من جنسه كما فى الصوم والصلاة ونحوهما لكن لما كان الغرض الأصلى منه الصلوة بالجماعة والصوم شرط لكان التزامه الجماعة أو للصوم وهما من التقرب، (برجندى على شرح مختصر الوقايه: (۲۲۵/۱)، كتاب الصوم، فصل فى الاعتكاف، ط: مكتبه حقانيه)

(۲) وذكر فى اعتكاف المعراج قلنا: بل من جنسه واجب لله تعالىٰ وهو اللبث بعرفة وهو الوقوف والنذر بالشئى انما يصح اذا كان من جنسه واجب أو مشتملا على الواجب، وهذا كذلك، لأن الاعتكاف يشتمل على الصوم، ومن جنس الصوم واجب وان لم يكن من جنس اللبث واجب۔ (شامى: (۷۳۶/۳)، كتاب الأيمان، مطلب فى أحكام النذر، ط: سعيد)

حاشيه الشلبى على التبيين: (۳۴۸/۱)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: امداديه۔

منحة الخالق على البحر: (۲۹۴/۲)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم و مالا يفسده، فصل عقد لبيان ما يوجبه العبد على نفسه۔ ط: سعيد۔

(۳) تحقق الاجماع على لزوم الاعتكاف بالنذر۔ (شامى: (۷۳۶/۳)، كتاب الأيمان، مطلب فى أحكام النذر، ط: سعيد)

فتح القدير: (۴۵۱/۴)، كتاب الأيمان، باب اليمين فى الحج والصلاة والصوم، ط: رشيديه۔

اعتکاف قربت (ثواب کا کام) بنتا ہے، لہذا اعتکاف کا التزام (پابندی) حقیقت میں نماز کا التزام ہے، اور نماز عبادت مقصودہ ہے، اور اعتکاف کی نذر صحیح ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے۔ (۱)

اعتکاف کی نذر کرنا

اعتکاف کرنے کی نذر ماننا درست ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مسنون اعتکاف کے لئے روزہ شرط اور واجب ہے' اور روزہ فرض ہے اس اعتبار سے اس کی نذر درست ہے۔ (۲)

اعتکاف کی نذر کی دو راتوں کی

"دو راتوں کے اعتکاف کی نذر کی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) ثم ذکر عن جامع فخر الاسلام النذر بالاعتکاف صحیح وان کان لیس لله تعالیٰ من جنسه ایجاب، لأن الاعتکاف انما شرع لدوام الصلاة ولذلک صار قربة فصار التزامه بمنزلة التزام الصلاة والصلاة عبادة مقصودة۔ (منحة الخالق علی البحر: (۲ / ۲۹۴)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، فصل عقد لبیان مایوجبه العبد علی نفسه، ط: سعید)

حاشية الشلبي علی التبيين: (۱/۳۴۸)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: امدادیه۔

الکفایه شرح الهداية: (۴ / ۳۵۱)، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الحج والصلاة والصوم، ط: رشیدیه۔

(۲) النذر بالشئی انما یصح اذا کان من جنسه واجب لله تعالیٰ أو مشتمل علی الواجب وهذا کذلک لأن الاعتکاف مشتمل علی الصوم ومن جنس الصوم واجب فیکون النذر به مشتملا علی اللبث والصوم ومن جنس الصوم واجب وان لم یکن من جنس اللبث واجب فیصح النذر علی هذا۔ (حاشیه الشلبی علی التبیین: (۱/۳۴۸)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: امدادیه)

منحة الخالق علی البحر: (۲/۲۹۴)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، فصل عقد لبیان مایوجبه العبد علی نفسه، ط: سعید۔

شامی: (۳/۷۳۶)، کتاب الأیمان، مطلب فی أحکام النذر، ط: سعید۔

اعتکاف کی نذر ماننا نفل روزہ رکھنے کے بعد

’’نفل روزہ رکھ کر اعتکاف کی نذر کی‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔

اعتکاف کی نذر میں تسلسل کی قید

’’تسلسل کی قید اعتکاف کی نذر میں‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔

اعتکاف کی نذر تین دن یا اس سے زیادہ کی

’’تین دنوں کے اعتکاف کی نذر‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔

اعتکاف کے لئے خاص مسجد کی تعیین

’’مسجد کی تعیین اعتکاف میں‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔

اعتکاف منذور کی پابندیاں

اعتکاف مسنون کی جو پابندیاں ہیں وہی پابندیاں اعتکاف منذور کی بھی ہیں جن کاموں کے لئے مسنون اعتکاف میں نکلنا جائز ہے ان کاموں کے لئے نذر کے اعتکاف میں بھی نکلنا جائز ہے، اور جن کاموں کے لئے مسنون اعتکاف میں نکلنا جائز نہیں ان کاموں کے لئے نذر کے اعتکاف میں بھی نکلنا جائز نہیں البتہ دونوں میں فرق اتنا ہے کہ اگر کوئی شخص اعتکاف کی نذر کرتے وقت زبان سے یہ الفاظ بھی کہہ دے کہ میں جنازہ کی نماز یا مریض کی عیادت یا درس یا وعظ یا کسی علمی اور دینی مجلس میں شرکت کے لئے اعتکاف سے باہر آجایا کروں گا تو یہ استثناء درست ہے، اور ان کاموں کے لئے باہر آنا جانا جائز ہوگا اور اس سے نذر کے اعتکاف کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں آئے گا البتہ مسنون اعتکاف میں ان کاموں کی اجازت نہیں ہو

گی۔ (۱)

اعتکاف منذور کی مدت

اعتکاف منذور کی مدت کم سے کم ایک دن ہے لہٰذا اگر ایک دن سے کم مدت کے لئے اعتکاف کی نذر کی تو نذر صحیح نہیں ہوگی، مثلاً کسی نے معین دن میں زوال کے بعد شام تک اعتکاف کی نذر مانی، اور ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں تو بھی اعتکاف کی نذر صحیح نہیں ہوگی کیوں کہ روزہ رکھنا اگر چہ ممکن ہے لیکن "دن" پورا نہیں ہو رہا، حالانکہ نذر کا اعتکاف صحیح ہونے کے لئے کم سے کم ایک دن پورا ہونا ضروری ہے۔ (۲)

(۱) لا یخرج المعتکف من معتکفه فی الاعتکاف الواجب لیلاً و لا نهاراً إلا لما لا بد له منه من الغائط والبول وحضور الجمعه۔ (بدائع الصنائع: (۱۱۴/۲)، کتاب الاعتکاف، ط: سعید)

ولا یخرج لأکله وشربه ولا لعیادة المریض ولا لصلاة الجنازة... وفی الحجة: ولو شرط وقت النذر والالتزام أن یخرج الی عیادة المریض وصلاة الجنازة وحضور مجلس العلم یجوز له ذلک۔ (الفتاوی التاتارخانیة: (۴۰۲/۲)، کتاب الصوم، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، ط: دائرة المعارف العثمانیة)

حاشیه الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۷۰۲)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: قدیمی۔

الفتاوی الهندیة: (۲۱۲/۱)، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ط: رشیدیه۔

(۲) وأما علی ظاهر الروایة فلأن فی الاعتکاف التطوع عن أصحابنا روایتین: فی روایة مقدر بیوم، وفی روایة غیر مقدر أصلاً وهو روایة الأصل، فاذا لم یکن مقدراً والصوم عبادة مقدرة بیوم، فلا یصلح شرطاً لما لیس بمقدر، بخلاف الاعتکاف الواجب فانه مقدر بیوم لا یجوز الخروج عنه قبل تمامه فجاز أن یکون الصوم شرطاً لصحته۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۹/۲)، کتاب الاعتکاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعید)

والصوم شرط فی الاعتکاف الواجب روایة واحدة، فأقله مقدر بالیوم اتفاقاً لقوله علیه الصلاة والسلام: لا اعتکاف الا بالصوم... والمراد بالصوم أن یکون مقصوداً للاعتکاف من ابتدائه فلو نذر الاعتکاف قبل الزوال فی یوم صامه لا یصح عنده۔ (مجمع الأنهر: (۳۷۷/۱)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: دار الکتب العلمیة)

والصوم شرط لصحة الاعتکاف الواجب، واختلف الروایات فی النفل... وفی الذخیرة: ویشترط وجود ذات الصوم لا الصوم بجهة الاعتکاف، وهذا یشکل فیما اذا صام الرجل یوماً تطوعاً ثم قال فی بعض النهار، علی اعتکاف هذا الیوم، وذکر فی الولوالجیة أنه لا اعتکاف علیه سواء قال ذلک قبل =

اعتکاف منذور کے لئے شوہر سے اجازت لینا

☆...... اگر کسی شادی شدہ عورت نے اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر مانی تو اعتکاف میں بیٹھنے کے لئے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے، کیونکہ اعتکاف میں بیٹھنے کی صورت میں شوہر کا حق پامال ہوتا ہے، شوہر اسے نذر کے اعتکاف سے روک سکتا ہے، اور اگر وہ اعتکاف میں بیٹھ گئی تو اس سے تڑوا سکتا ہے، ہاں اگر ایسی صورت بن گئی کہ اعتکاف کے لئے بیٹھنے کی صورت میں شوہر کا حق پامال نہ ہوتا ہو تو اس کی اجازت کے بغیر بھی اعتکاف کے لئے بیٹھ سکتی ہے، مثلاً شوہر نے خود روزہ رکھنا شروع کر دیا، یا سفر پر گیا ہوا ہے یا بیمار ہے، اور اس کی خدمت اور دیکھ بھال کے لئے دوسرے افراد موجود ہیں تو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر بھی اعتکاف کے لئے بیٹھ سکتی ہے، اور اگر ایسی کوئی صورت نہ ہو تو جب تک شوہر اعتکاف میں بیٹھنے کے لئے اجازت نہ دے عورت اعتکاف کے لئے نہیں بیٹھ سکتی، اور اگر شوہر کا انتقال ہو گیا یا طلاق ہو گئی یا خلع ہو گئی، یا شرعی طریقہ سے نکاح کو فسخ کرا لیا تو اس کے بعد اعتکاف کے لئے بیٹھ جائے، اور اگر زندگی میں ان صورتوں میں سے کوئی ایک صورت بھی نہیں بنی تو انتقال کے وقت فدیہ دینے کی وصیت کر دے، اور اگر اس عورت کی ملکیت میں مال وجائیداد کچھ نہیں ہے تو توبہ استغفار کرے۔

☆...... اگر شوہر نے بیوی کو ایک بار متعین دنوں میں اعتکاف کرنے کی اجازت دے دی تو پھر اس کا حق اتنی مدت تک ساقط ہو جائے گا دوبارہ روک نہیں سکے گا، اگر بالفرض روکے گا تو اس کا روکنا صحیح نہیں ہوگا، نیز اس نے جتنے دنوں کی اجازت

= نصف النهار أو بعده لأن الاعتكاف لا يصح الا بالصوم، واذا وجب الاعتكاف وجب الصوم، والصوم في أول النهار انعقد تطوعاً فتعذر جعله واجباً۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۴۱۱/۲)، كتاب الصوم، الفصل الثاني عشر في الاعتكاف، ط: دائرة المعارف العثمانيه)

دی ہے اتنے دنوں تک ہمبستری کرنے کا مجاز نہیں رہے گا۔

☆...... اور اگر شوہر نے مثلاً دس دن اعتکاف کے لئے بیٹھنے کی اجازت دی لیکن اس نے مہینہ یا دن متعین نہیں کیا تو وہ بیوی کو ہر دن کا اعتکاف شروع کرنے سے پہلے روک سکتا ہے اور اسے متفرق طور پر اعتکاف میں بیٹھنے کا پابند کرسکتا ہے، اور اگر شوہر نے بیوی کو اعتکاف کے لئے بیٹھنے سے روکا نہیں اور بیوی نے نئے دن کا اعتکاف شروع کر دیا تو اب شوہر بیوی کو اس دن کے اعتکاف سے روک نہیں سکتا۔ (۱)

اعتکاف منذور میں استثناء

☆...... اعتکاف منذور میں اگر بیٹھتے وقت شروع ہی میں یہ استثناء/نیت کرلی

---

(۱) وليس للمرأة أن تعتكف بغير اذن الزوج... وإن نذرت المرأت بالاعتكاف فللزوج أن يمنعها عن ذلك... وإن أذن الزوج للمرأة بالاعتكاف ثم أراد أن يمنعها ليس له ذلك، وفي الخانية: وإن منعها لايصح منعه، وفي الخلاصة: ويكره الرجوع، وليس له أن يأتيها، لانه أسقط حقه بالإذن السابق... ولاتصوم المرأة تطوعا بغير إذن زوجها، فإن كان صيامها لايضر به بأن كان صائماً أو مريضاً، وفي الخلاصة: أو غائباً، فلها أن تصوم وليس له منعها... وللزوج وللمولى أن يفطرا إذا كان الشروع بغير إذنهما... وتقضي المرأة إذا أذن لها زوجها أو بانت منه... وفي العتابية: إذا أذن الرجل لامرأته أو امته باعتكاف شهر بعينه أو صومه لم يمنعهما، وإن لم يعين شهراً فله منعهما من كل يوم قبل الشروع، وله أن يأمرهما بالتفريق۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/ ۴۲۷، ۴۲۸)، كتاب الصوم، الفصل الرابع عشر في المتفرقات، ط: دائرة المعارف العثمانية)

المحيط البرهاني: (۳۸۸/۳)، كتاب الصوم، الفصل الرابع عشر: المتفرقات، ط: إدارة القرآن۔

المجموع شرح المهذب: (۶/ ۵۰۲)، كتاب الاعتكاف، فرع: ولايجوز للمرأة أن تعتكف بغير إذن الزوج، ط: مكتبة الارشاد۔

وإذا نذر اعتكاف شهر بغير عينه، فجميع العمر وقته كما في النذر بالصوم في وقت بغير عينه وفي أي وقت أدى كان مؤديا لا قاضياً، لأن الايجاب حصل مطلقا عن الوقت وإنما يتضيق عليه الوجوب إذا أيس من حياته وعند ذلك يجب عليه أن يوصي بالفدية كما في قضاء رمضان والصوم المنذور المطلق۔ (بدائع الصنائع: (۲/ ۱۱۸)، كتاب الاعتكاف، فصل وأما بيان حكمه إذا فسد، ط: سعيد)

ويفدي وجوباً... لو موسراً وإلا فيستغفر الله۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۲۷)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسد، فصل في العوارض المبيحة، ط: سعيد)

جائے کہ میں مریض کی عیادت، جنازہ کی نماز اور علمی مجلس میں شرکت کے لئے باہر چلا جایا کروں گا، تو پھر نذر کے اعتکاف کے دوران ان اغراض ومقاصد کے لئے باہر جانا جائز ہوگا۔ (۱)

☆......جس طرح نذر صرف دل میں ارادہ اور نیت کرنے سے منعقد نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے نذر کے الفاظ کو زبان سے ادا کرنا ضروری ہے، اسی طرح استثناء بھی صرف نیت اور ارادہ سے نہیں ہوگا بلکہ اعتکاف کی نذر کرتے وقت استثناء کے الفاظ کو زبان سے ادا کرنا ضروری ہوگا۔ (۲)

اعتکاف منذور میں روزہ شرط ہے

"اعتکاف کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) ولا يخرج لعيادة المريض كذا في البحر الرائق... ولو شرط وقت النذر والالتزام أن يخرج إلى عيادة المريض وصلاة الجنازة وحضور مجلس العلم يجوز له ذلك۔ (الفتاوى الهنديه: (۱/۲۱۲)، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ط: رشيديه)

الفتاوى التاتارخانية: (۲/۴۰۲)، كتاب الصوم، الفصل الثاني عشر في الاعتكاف، ط: دائرة المعارف العثمانية۔

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۷۰۲)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: قديمي۔

(۲) وإذا أراد إيجاب الاعتكاف على نفسه ينبغي أن يذكر بلسانه، ولا يكفي لإيجابه النية بالقلب (الفتاوى الهندية: (۱/۲۱۳)، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ومما يتصل بذلك مسائل، ط: رشيديه)

الفتاوى التاتارخانية: (۲/۴۱۰)، كتاب الصوم، الفصل الثاني عشر في الاعتكاف، ط: دائرة المعارف العثمانية۔

(وإن نذر اعتكاف شهر ونوى الشهر خاصة أو الليالي خاصة لاتعمل نيته إلا أن يصرح بالاستثناء اتفاقا)۔ (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ۷۰۲)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: قديمي)

الدر مع الرد: (۲/۴۵۰)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

اعتکاف نذر کی شرائط

نذر کے اعتکاف صحیح ہونے کے لئے دو شرائط ہیں اور وہ یہ ہیں:

① نذر کا اعتکاف صحیح ہونے کے لئے روزہ شرط ہے۔

② نذر کے اعتکاف کی مدت کم سے کم ایک دن ہے۔

لہذا اگر کسی نے معین دن میں زوال کے بعد شام تک اعتکاف کی نذر مانی تو اعتکاف کی نذر منعقد نہیں ہوگی، مثلاً کوئی شخص دس صفر کو منگل کے دن زوال کے بعد یہ نذر مانتا ہے کہ ''میں آج شام تک اعتکاف میں بیٹھتا ہوں'' تو اعتکاف کی نذر صحیح نہیں ہوگی، کیونکہ زوال کے بعد روزہ رکھنا ممکن نہیں۔

اور اگر نذر ماننے والے نے منگل کے دن ابھی تک کچھ کھا پی لیا ہے تو بھی نذر صحیح نہیں ہے، کیونکہ اب روزہ ممکن نہیں، اور اگر نذر ماننے والے نے ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں تو بھی اعتکاف کی نذر صحیح نہیں، کیوں کہ اس حالت میں روزہ رکھنا اگرچہ ممکن ہے لیکن دن پورا نہیں ہوا، اور دن پورا نہ ہونے کی صورت میں اعتکاف کی نذر صحیح نہیں ہوتی۔ (1)

---

(۱) رجل صام یوما تطوعا ثم قال فی بعض النہار: للہ تعالیٰ علی اعتکاف ہذا الیوم، لا اعتکاف علیہ سواء قال ذلک قبل نصف النہار أو بعدہ، لأن الاعتکاف لا یصح إلا بالصوم، وإذا وجب الاعتکاف وجب الصوم، والصوم فی أول النہار انعقد تطوعا فتعذر واجبا۔ (الفتاوی الولوالجیۃ: (۱/ ۲۲۱)، کتاب الصوم، الفصل الرابع: فی الاعتکاف وصدقۃ الفطر، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ومنہا الصوم فإنہ شرط لصحۃ الاعتکاف الواجب بلا خلاف بین أصحابنا . . . وأما اعتکاف التطوع فقد روی الحسن عن أبی حنیفۃ رحمہ اللہ أنہ لا یصح بدون الصوم ومن مشائخنا رحمہم اللہ من اعتمد علی ہذہ الروایۃ وأما علی ظاہر الروایۃ فلأن فی الاعتکاف التطوع عن اصحابنا روایتین: فی روایۃ مقدر بیوم، وفی روایۃ غیر مقدر أصلاً وہو روایۃ الأصل، فإذا لم یکن مقدراً والصوم عبادۃ مقدرۃ بیوم، فلا یصح شرطا لما لیس بمقدر، بخلاف الاعتکاف الواجب فإنہ مقدر بیوم لا یجوز الخروج عنہ قبل تمامہ، فجاز أن یکون الصوم شرطا لصحتہ۔ (بدائع الصنائع: (۱/ ۱۰۹)، کتاب الاعتکاف، فصل وأما شرائط الصحۃ، ط: سعید)=

اعتکاف نذر کے لئے مسجد شرط ہے

''نذر کے اعتکاف کے لئے مسجد شرط ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

اعتکاف نذر معین میں وقت سے پہلے کرنا

''نذر معین میں وقت سے پہلے اعتکاف کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

اغنیاء اور فقراء کو شامل کرنا نذر میں

اگر کسی نے نذر میں اغنیاء اور فقراء دونوں کو شامل کیا ہے مثلاً کسی طالب علم نے منت مانی کہ ''اگر میں امتحان میں کامیاب ہوا تو مدرسہ کے سارے طلباء کو اللہ کے لئے کھانا کھلاؤں گا'' تو اس صورت میں اغنیاء کے بقدر نذر منعقد نہیں ہوگی اور اس کو پورا کرنا بھی لازم نہیں ہوگا، اور فقراء کے بقدر نذر صحیح ہو جائے گی اور امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد اس کو پورا کرنا لازم ہوگا، اور فقراء کی مقدار کھانے سے اغنیاء (مالداروں) کو کھلانا جائز نہیں ہوگا۔

اور اگر اس کھانے سے اغنیاء نے کھایا ہے تو اس میں یہ دیکھنا پڑے گا کہ نذر ماننے والے نے صرف فقیر طالب علموں کی مقدار کے لئے کھانا پکوایا ہے یا اس سے زیادہ پکوایا ہے، اگر صرف فقیر طالب علموں کی مقدار کے لئے کھانا پکوایا ہے تو مالدار طالب علموں کے لئے اس سے کھانا جائز نہیں ہوگا، اور اگر اس سے زیادہ پکوایا ہے تو پھر مالدار طالب علموں کے لئے اس سے کھانا جائز ہوگا۔ (۱)

= مجمع الأنهر: (۱/ ۳۷۷)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: دار الکتب العلمية۔
الفتاوى التاتارخانية: (۲/ ۴۱۱)، کتاب الصوم، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، ط: دائرة المعارف العثمانية۔
(۱) ''اغنیاء پر صدقہ کی نذر'' عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

اغنیاء پر صدقہ کی نذر

اغنیاء پر صدقہ کرنے کی نذر کرنا صحیح نہیں ہے، مثلاً کسی نے کہا کہ ''میں اغنیاء پر صدقہ کروں گا'' تو نذر صحیح نہیں ہوگی، کیوں کہ اس کی جنس میں سے کچھ واجب نہیں ہے، البتہ اگر مسافر اغنیاء کی نیت کر لی تو درست ہے کیوں کہ وہ زکوۃ کے محل اور صدقہ کے مستحق ہیں۔ (۱)

افراد متعین کو کھلانے کی نذر

''دس افراد کو کھانا کھلاؤں گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

اقامت کی نذر

اقامت کی نذر درست نہیں، کیونکہ یہ عبادت مقصودہ نہیں۔ (۲)

اگربتی مسجد میں دینے کی نذر ماننا

مسجد میں ''اگربتی'' دینا عبادت مقصودہ میں سے نہیں ہے اس لئے یہ نذر صحیح نہیں ہے اور مسجد میں اگربتی دینا لازم نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) وفی القنیة :نذر أن یتصدق علی الأغنیاء ینبغی أن لایصح ،قلت:وینبغی أن یصح إذا نوی أبناء السبیل:(البحر الرائق (۲۹۷/۴)، کتاب الأیمان، ط:سعید)

وفی القنیة:نذر التصدق علی الأغنیاء لم یصح مالم ینو أبناء السبیل:(الدر مع الرد (۷۳۳/۳)، کتاب الأیمان، ط:سعید)

حاشیة الطحطاوی علی المراقی:(ص:۶۹۲)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط:قدیمی۔

(۲) قال فی البدائع :ومن شروطه أن یکون قربة مقصودة، فلا یصح النذر بعیادة المرضی وتشییع الجنائز والوضوء والاغتسال ودخول المسجد ومس المصحف والأذان وغیر ذلک ،وإن کان قرباً؛ لأنها غیر مقصودة۔(البحر الرائق:(۵۸/۲)، کتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ط:سعید)

بدائع الصنائع:(۸۲/۵)، کتاب النذور، فصل وأما شرائط الرکن فأنواع، ط:سعید۔

شامی:(۷۳۵/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط:سعید۔

(۳) ومن شروطه ان یکون عبادة مقصودة ،فلا یصح النذر بعیادة المریض وتشییع الجنازة والوضوء=

اگر میں اچھی ہوجاؤں تو سو روپے کی مٹھائی لڑکوں میں تقسیم کروں

''اچھی ہوجاؤں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

الٹا لٹکنے کی نذر ماننا

بعض لوگ کسی مزار میں جا کر یہ نذر مانتے ہیں کہ اے بزرگ میرا فلاں کام ہوجائے گا تو میں آپ کے نام پر بکرا ذبح کروں گا، آپ کے مزار پر الٹا لٹکوں گا، پھر اس کا کام ہوگیا تو مزار پر بکرا ذبح کرنا اور الٹا لٹکنا جائز نہیں ہوگا، کیوں کہ یہ نذر صحیح نہیں ہے، اور اس کو پورا کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

= والاغتسال ودخول المسجد ومس المصحف والاذان وبناء الرطابات والمساجد وغير ذلك وان كانت قربا الا انها غير مقصودة۔ (شامی: (۳/۷۳۵)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

بدائع الصنائع: (۵/۸۲)، کتاب النذر، ط: سعید۔

المبسوط للسرخسی: (۳/۱۲۸)، کتاب نوادر الصوم، ط: دار المعرفة۔

ومن نذر نذراً مطلقاً او معلقا بشرط وكان من جنسه فرض وهو عبادة مقصودة ووجد الشرط لزم الناذر كصوم وصلاة وصدقة ووقف۔ (شامی: (۳/۷۳۵)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

(۱) واعلم أن النذر الذی يقع للأموات من أكثر العوام ومايؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام مالم يقصدوا صرفها لفقراء الأنام، (قوله: تقربا اليهم) كأن يقول: ياسيدى فلان إن رد غائبى أو عوفى مريضى أو قضيت حاجتى فلك من الذهب أو الفضة أو من الطعام أو الشمع أو الزيت كذا بحر۔ (قوله: باطل وحرام) لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لايجوز لأنه عبادة والعبادة لاتكون لمخلوق، ومنها أن المنذور له ميت والميت لايملك، ومنها أنه إن ظن أن الميت يتصرف فى الأمور دون الله تعالىٰ واعتقاد ذلك كفر۔ (قوله: مالم يقصدوا الخ) أى بأن تكون صيغة النذر لله تعالىٰ للتقرب إليه ويكون ذكر الشيخ مرادا به فقراءه كمامر۔۔۔ ولابد أن يكون المنذور ممايصح به النذر كالصدقة بالدراهم ونحوها، أما لو نذر زيتاً لإيقاد قنديل فوق ضريح الشيخ أو على المنارة۔۔۔ فهو باطل، (الدر مع الرد: (۲/۴۳۹، ۴۴۰)، کتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسد، فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب فى النذر الذى يقع للأموات من اكثر العوام۔۔۔ الخ، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲/۲۹۸)، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف، ط: سعید۔

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۳)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی۔=

الفاظ پر نذر کا مدار ہے

’’نذر کا مدار ظاہری الفاظ پر ہوتا ہے‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔

’’اللہ‘‘ کا لفظ ضروری نہیں نذر منعقد ہونے کے لئے

نذر منعقد ہونے کے لئے لفظ اللہ کا کلمہ زبان سے کہنا ضروری نہیں البتہ لزوم کے الفاظ زبان سے ادا کرنا ضروری ہیں، اور جو الفاظ عرف میں نذر کے لئے استعمال ہوتے ہیں، ان سے بھی نذر منعقد ہوجاتی ہے۔ (1)

= ابن جریج وقال سلیمان بن موسی قال جابر: قال النبی ﷺ: لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللہ عزوجل (مسند أحمد: (۲۹۷/۳)، رقم الحدیث: ۱۴۲۰۰، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، ط: مؤسسۃ قرطبۃ، القاھرۃ)

وعن عمران بن حصین قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللہ ولا فیما لا یملک العبد۔ رواہ مسلم۔ (مشکوۃ المصابیح: (ص: ۲۹۷) کتاب الأیمان، باب النذور، الفصل الأول، ط: قدیمی)

(إذا نذر شیئاً) من القربات (لزمہ الوفاء بہ) قولہ: "من القربات" خرج النذر بمعصیۃ، فلا وفاء بہ، بل یحرم فعلھا، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۲)، کتاب الصوم، باب ما یلزم الوفاء بہ، ط: قدیمی)

(1) فی الخانیۃ: قال: ان برئت من مرضی ھذا ذبحت شاۃ فبرئ لا یلزمہ شئی الا ان یقول: فللہ علی ان اذبح شاۃ، وھی عبارۃ متن الدرر، وعللھا فی شرحہ بقولہ: لأن اللزوم لا یکون الا بالنذر، والدال علیہ الثانی، لا الأول، فأفاد ان عدم الصحۃ لکون الصیغۃ المذکورۃ لا تدل علی النذر، ای لأن قولہ: ذبحت شاۃ، وعد لا نذر، ویؤیدہ ما فی البزازیۃ: ان سلم ولدی اصوم ما عشت، فھذا وعد، ولکن فی البزازیۃ ایضاً: ان عوفیت صمت کذا، لم یجب مالم یقل: للہ علیّ وفی الاستحسان یجب، ولو قال: ان فعلت کذا فانا أحج، ففعل، یجب علیہ الحج۔ فعلم ان تعلیل الدرر مبنی علی القیاس، والاستحسان خلافہ وینافیہ ایضاً قول المصنف: علیّ شاۃ اذبحھا، او عبارۃ الفتح: فعلیّ بالفاء فی جواب الشرط، اذ لا شک ان ھذا لیس وعداً، ولا یقال: انما لم یلزمہ شئی لعدم قولہ: للہ علیّ؛ لأن المصرح بہ صحۃ النذر بقولہ: للہ علیّ حجۃ أو علیّ حجۃ۔ (فتاوی الشامی: (۷۴۰/۳)، کتاب الایمان، مطلب فی أحکام النذر، ط: سعید)

رکن النذر ھو الصیغۃ الدالۃ علیہ، وھو قولہ للہ عزّ شانہ علی کذا أو علیّ کذا، أو ھذا ھدی أو صدقۃ۔ أو مالی صدقۃ او ما املک صدقۃ ونحو ذلک۔ (بدائع الصنائع: (۸۱/۵)، کتاب النذر، ط: سعید)

إما الصیغۃ فللہ، وعلیّ، ونذرت للہ، وانا افعل، إن کان معلقا کان أحج ان دخلت الدار، بخلاف انا احج، منجزاً۔ (رسائل ابن نجیم: (ص: ۳۹۲)، الرسالۃ الخامسۃ والثلاثون فی النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

اللہ کے راستے میں

اگر کوئی کہتا ہے کہ "اگر میں نے فلاں کام کیا تو میرا مال اللہ کے راستے میں" تو "اللہ کے راستے" سے مراد عرف عام میں فقراء میں صدقہ کرنا ہوتا ہے، لہذا ایسے نذر کرنے والے پر لازم ہوگا کہ عام فقراء پر صدقہ کرے۔ (۱)

اللہ کے نام جانور چھوڑنا

اللہ تعالیٰ کے نام پر کوئی جانور چھوڑنا اور اس سے کچھ کام نہ لینا صحیح نہیں ہے، اور اسے عبادت کے طور پر کرنا بدعت ہے۔ (۲)

اللہ کے نام نذر دینا اور ثواب بزرگوں کو پہنچانا

"نذر اللہ کے نام دینا اور ثواب بزرگوں کو پہنچانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

امتحان میں پاس ہونے کی نذر ماننا

امتحان میں پاس ہونے کے لئے نذر ماننے سے نذر منعقد ہوجاتی ہے اور

---

(۱) ولو قال: ثلث مالي في سبيل الله، فهو للغزو فإن أعطوه حاجاً منقطعاً جاز۔ (البحر الرائق: (۵٦/۷)، كتاب القضاء، باب التحكيم، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (٦/ ٩٦)، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الألفاظ التي تكون وصية والتي لاتكون وصية، ط: رشيديه۔

شامي: (٦٦٣/٦)، كتاب الوصايا، قبيل باب الوصية بثلث المال، ط: سعيد۔

(۲) قال الله تعالى: ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام ولكن الذين كفروا يفترون على الله الكذب واكثرهم لا يعقلون۔ (المائدة: ۱۰۳)

ومنها أي من اقسام الشرك: أنهم كانوا يسيبون السوائب والبحائر تقربا إلى شركائهم، فقال الله تعالى: ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة۔ (حجة الله البالغة: (۱/ ۱۲۲)، المبحث الخامس: مبحث البر والاثم، باب أقسام الشرك، ط: دار الجيل)

خير الفتاوى: (۱/ ۲۰۰)، مايتعلق بالسنة والبدعة، ط: مكتبه امداديه ملتان۔

امتحان میں پاس ہونے کے بعد نذر پورا کرنا لازم ہوگا، مثلاً کسی نے نذر مانی کہ اگر میرا بچہ امتحان میں کامیاب ہوا تو دس فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا، یا تین روزے رکھوں گا، تو بچے کے امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد دس فقیروں کو کھانا کھلانا یا دس فقیروں کو ایک ایک صدقۂ فطر کے برابر رقم دینا لازم ہوگا۔ (۱)

اور روزے کی نذر میں جتنے روزوں کی نذر مانی اتنے روزے رکھے۔ (۲)

اور اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہیں تو ہر روزہ کے عوض ایک ایک صدقۂ فطر کے برابر

---

(۱) رجل قال: إن نجوت من هذا الغم الذی أنا فيه فعلی أن أتصدق بعشرة دراهم، فاشتری بعشرة دراهم خبزاً، فتصدق بعين الخبز أو ثمن الخبز يجزيه۔ (الفتاوی التاتارخانية: (۵/ ۲۱)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: إدارة القرآن)

فتاوی قاضی خان علی هامش الهندية: (۱/ ۲۶۹)، كتاب الزكوة، فصل فی النذر، ط: رشيديه۔

نذر أن يتصدق بعشرة دراهم من الخبز، فتصدق بغيره جاز إن ساوی العشرة كتصدقه بثمنه۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۴۱)، كتاب الأيمان، مطلب فی أحكام النذر، ط: سعيد)

الهندية: (۲/ ۶۶)، كتاب الأيمان، الباب الثانی فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً، الفصل الثانی فی الكفارة، ط: رشيديه۔

(۲) (إذا نذر شيئاً) من القربات (لزمه الوفاء به) لقوله تعالیٰ: "وليوفوا نذورهم" وقوله ﷺ: من نذر أن يطيع الله فليطعه... الخ۔ (مراقی الفلاح مع حاشيه الطحطاوی: (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط قديمی)

ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط وكان من جنسه واجب: أی فرض... وهو عبادة مقصودة... ووجد شرط المعلق به، لزم الناذر لحديث: "من نذر وسمی فعليه الوفاء بما سمی" كصوم وصلاة وصدقة۔ (قوله: ووجد الشرط) معطوف علی قوله: وكان من جنسه عبادة۔ وهذا إن كان معلقاً بشرط وإلا لزم فی الحال۔ والمراد الشرط الذی يريد كونه كما يأتی تصحيحه۔ (قوله: لزم الناذر) أی لزم الوفاء به، والمراد أنه يلزمه الوفاء بأصل القربة التی التزمها لا بكل وصف التزمه۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۵)، كتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعيد)

ويصح النذر بالصلوة والصوم والحج والعمرة والإحرام بهما... لأنها قرب مقصودة، وقد قال النبی صلی الله عليه وسلم: "من نذر أن يطيع الله تعالیٰ فليطعه" وقال صلی الله عليه وسلم: من نذر وسمی، فعليه الوفاء بما سمی "إلا أنه خص منه المسمی الذی ليس بقربة أصلا والذی ليس بقربة مقصودة، فيجب العمل بعمومه فيما وراءه۔ (بدائع الصنائع: (۶/ ۳۳۶)، كتاب النذر، فصل فی شرائط النذر، ط: دار الكتب العلميه)

رقم یا آٹا، یا گندم، یا کھجور، یا جو یا کشمش فقیروں کو دے دے تو نذر ادا ہو جائے گی۔ [1]

امتحان میں کامیاب ہونے کی شرط پر نذر ماننا

بعض طالب علم امتحان سے پہلے اس طرح نذر مانتے ہیں کہ اگر میں امتحان میں کامیاب ہو گیا، یا مجھے پہلی پوزیشن ملی تو میں ایک ماہ کے روزے رکھوں گا یا ہر سال اعتکاف کروں گا، تو کامیاب ہونے کی صورت میں یا پہلی پوزیشن ملنے کی صورت میں ایک ماہ کے روزے رکھنا یا ہر سال اعتکاف میں بیٹھنا لازم ہوگا۔ [2]

انسان کو ذبح کرنے کی نذر ماننا

انسان کو ذبح کرنے کی نذر ماننا معصیت اور کبیرہ گناہ ہے، اور انسان کو ذبح کرنا نذر کی وجہ سے کسی صورت بھی جائز نہیں ہوتا، بلکہ ایسے آدمی پر انسان کی جگہ بکری یا مینڈھا ذبح کرنا ضروری ہوتا ہے۔ [3]

ان شاء اللہ

اگر نذر کے الفاظ کے ساتھ وقفہ کے بغیر "ان شاء اللہ" کا لفظ زبان سے ادا کیا ہے تو نذر منعقد نہیں ہوگی، اور اگر نذر کے الفاظ زبان سے نکالنے کے بعد کچھ

(١) إذا قال: لله علي أن أصوم أبداً، فضعف عن الصوم لاشتغاله بالمعيشة كان له أن يفطر ويطعم لكل يوم نصف صاع من الحنطة۔ (الفتاوى التاتارخانية: (٣٠٩/٢)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر في النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

لو أخر القضاء حتى صار شيخاً فانياً، أو كان نذر بصيام الأبد، فعجز لذلك أو باشتغاله بالمعيشة لكون صناعته شاقة، له أن يفطر لكل يوم مسكيناً على ما تقدم، (فتح القدير: (٣٩٢/٢)، كتاب الصوم، فصل فيما يوجبه على نفسه، ط: رشيديه)

الفتاوى الهندية: (٢٠٩/١)، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ط: رشيديه۔

(٢) "داخلہ ہونے پر نذر ماننا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(٣) "بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر" عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

وقفہ کر کے ''ان شاء اللہ'' کہا ہے تو نذر منعقد ہو جائے گی، اور اس کو پورا کرنا لازم ہوگا۔

''ان شاء اللہ'' کا معنیٰ ''اگر اللہ چاہے'' اور اللہ تعالیٰ کے چاہنے اور نہ چاہنے کا علم ہم کو نہیں ہے۔ (۱)

اولاد کی نذر میں ولد الزنا کا حکم

اگر کسی شادی شدہ عورت نے نذر مانی کہ اگر اس کی اولاد ہوئی تو وہ بچہ کو لے کر عمرہ کرے گی، مگر ڈاکٹروں نے ٹیسٹ کر کے کہا کہ اس کے شوہر سے اس کی اولاد نہیں ہو سکتی، تو اس عورت نے کسی مرد سے ناجائز تعلق قائم کیا اور اس کے نتیجے میں اس کا بچہ پیدا ہوا تو اس پر عمرہ کر کے اپنی نذر پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ اس نے اولاد کی نذر مانی، اور بچہ پیدا ہو گیا، اور اس بچہ کا نسب بھی ثابت ہے۔ (۲)

(۱) وفی الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد، ابو هريرة ﷺ رفعه: من حلف فقال ان شاء الله لم يحنث، للنسائی والترمذی بلفظه، وفی اعذب الموارد: رواه ایضا احمد وابن ماجه وابن حبان كذا فی النيل (۸/ ۲۲۸)۔ (جمع الفوائد مع اعذب الموارد: (۲/ ۵٦۱)، رقم الحديث: ۴۰۲۱، كتاب اليمين، ط: إدارة القرآن)

(وصل بحلفه إن شاء الله بطل) يمينه (وكذا يبطل به) أى بالاستثناء المتصل (كل ما تعلق بالقول عبادة أو معاملة) قوله: (وصل بحلفه) قيد بالوصل لأنه لو فصل لايفيد، قوله: (عبادة) كنذر وإعتاق۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۴۲)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۲/ ۲۷٦) كتاب الأيمان، باب اليمين فی الدخول والخروج، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) ثم ان المعلق فيه تفصيل، فان علقه بشرط يريده كإن قدم غائبی، أو شفی مريضی، يوفی وجوبا إن وجد الشرط۔ (الدر المختار) وفی الشامی: (قوله: ان المعلق) اعلم ان المذكور فی كتب ظاهر الرواية ان المعلق يجب الوفاء به مطلقا: أی سواء كان الشرط مما يريد كونه ای يطلب حصوله كإن شفی الله مريضی أو لا كإن كلمت زيداً۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۸)، كتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۲/ ۲۷۵)، كتاب الأيمان، فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

فتح القدير: (۵/ ۸۹)، كتاب الأيمان، فصل فی الكفارة، ط: رشيديه جديد۔

کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

الولد للفراش و للعاهر الحجر۔ (۱)

البتہ عورت کسی اور مرد سے ناجائز تعلق قائم کرنے کی وجہ سے سخت گنہگار ہے اس سے توبہ استغفار کرنا لازم ہے۔ (۲)

اولیاء اللہ کی نذر ماننا

اولیاء اللہ کی نذر ماننا اور ان کی قبروں پر بکرا، مرغا ذبح کرنا انتہائی برا فعل ہے ایسی نذر باطل ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، اور ایسا آدمی بدعتی فاسق اور گمراہ ہے۔ (۳)

---

(۱) جامع الترمذی: (۲۱۹/۱)، أبواب الرضاع، باب ما جاء إن الولد للفراش، ط: قدیمی۔

سنن أبی داود: (۳۲۹/۱)، کتاب الطلاق، باب الولد للفراش، ط: رحمانیہ۔

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۸۸)، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الثالث، ط: قدیمی۔

(۲) "ومن یعمل سوءا أو یظلم نفسه ثم یستغفر الله یجد الله غفوراً رحیماً" فالواجب علی کل مسلم أن یتوب إلی الله تعالی حین یصبح و حین یمسی۔ (تنبیه الغافلین: (ص: ۶۰)، باب آخر من التوبة، ط: رشیدیه)

اتفقوا علی أن التوبة من جمیع المعاصی واجبة، وأنها واجبة علی الفور، ولا یجوز تأخیرها سواء کانت المعصیة صغیرة أو کبیرة: (روح المعانی (۱۵۹/۲۸)، سورة التحریم، الآیة: ۸، ط: دار احیاء التراث العربی)

شرح النووی علی الصحیح لمسلم: (۳۵۴/۲)، کتاب التوبة، ط: قدیمی۔

(۳) وأما النذر الذی ینذره اکثر العوام علی ماهو مشاهد کان یکون لانسان غائب او مریض أو له حاجة ضروریة فیأتی بعض الصلحاء فیجعل ستره علی رأسه، فیقول: یاسیدی فلان ان رد غائبی او عوفی مریضی أو قضیت حاجتی فلک من الذهب... فهذا النذر باطل بالاجماع۔ (البحر الرائق: (۲/ ۲۹۸)، کتاب الصوم، فصل فی النذر، ط: سعید)

الدر المختار مع الرد: (۴۳۹/۲)، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات من اکثر العوام، ط: سعید۔

ولا یجوز صرفها لأهل البدع، وتحته فی الشامیة: فالمراد هنا بالبدع المکفرات۔ (شامی (۲/ ۳۵۴)، کتاب الصوم، باب المصرف، مطلب فی الحوائج الأصلیة، ط: سعید)

فإن صاحب الاعتقاد الفاسد یقال له: مبتدع و صاحب العمل الفاسد یقال له: فاسق اصطلاحاً۔ (حاشیة السندی علی سنن ابن ماجه: (۲۵/۱)، تحت رقم الحدیث: ۵۰، باب البدع والجدل، ط: دار الجیل)

اولیاء اللہ کے مزار پر بکرا ذبح کرنے کی نذر ماننا

اگر کسی بیمار آدمی نے یہ نذر مانی کہ اگر اس کو اس بیماری سے شفا یابی ہو جائے تو وہ فلاں بزرگ کے مزار میں بکرا ذبح کرے گا، بعد میں اس کو شفا یابی ہوگئی، تو اس میں دو احتمال ہیں، پہلا احتمال یہ ہے کہ اس نے فلاں بزرگ کے مزار پہ بکرا ذبح کرنے کی جو نذر مانی ہے اس سے مقصود صاحب مزار بزرگ کا قرب حاصل کرنا ہے تو یہ نذر تو صحیح نہیں ہوگی بلکہ اس قسم کی نذر ماننا معصیت اور حرام ہے۔ (۱)

دوسرا احتمال یہ ہے کہ بکرا ذبح کرنے سے مقصود اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اور صدقہ کرنا ہے تو یہ نذر صحیح ہے، (۲) اس صورت میں کسی بھی جگہ بکرا ذبح کر کے غرباء میں گوشت تقسیم کر سکتا ہے، (۳) اور بزرگ کے مزار پہ جا کر بکرا ذبح کرنا بدعت اور

---

(۱) واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام۔ (الدر مع الرد: (۴۳۹/۲)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام۔الخ، ط:سعید)

البحر الرائق: (۲۹۸/۲)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، فصل عقد لبیان مایوجبه العبد علی نفسه، ط:سعید۔

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص:۶۹۳)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط:قدیمی۔

(۲) اللهم إلا إن قال: یا الله! إنی نذرت لک إن شفیت مریضی أو رددت غائبی أو قضیت حاجتی أن أطعم الفقراء الذین بباب السیدة نفیسة أو الإمام الشافعی رحمه الله أو الإمام اللیث... مما یکون فیه نفع للفقراء والنذر لله عز وجل۔ وذکر الشیخ إنما هو محل لصرف النذر لمستحقیه القاطنین برباطه أو مسجده فیجوز بهذا الإعتبار۔ (شامی: (۴۳۹/۲)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام، ط:سعید)

البحر الرائق: (۲۹۸/۲)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، فصل: عقد لبیان مایوجبه العبد علی نفسه، ط:سعید۔

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص:۶۹۳)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط:قدیمی۔

(۳) بخلاف النذر المعلق، فإنه لا یجوز تعجیله قبل وجود الشرط قلت: وقدمنا هناک الفرق، وهو ان المعلق علی شرط لا ینعقد سبباً للحال کما تقرر فی الاصول، بل عند وجود شرطه فلو جاز تعجیله لزم=

بدعقیدگی ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ (۱)

اونٹ ذبح کرنے کی نذر مان کر سات بکرے ذبح کرنا

اونٹ ذبح کرنے کی نذر مان کر اس کی جگہ پر سات بکرے ذبح کر دیئے تو نذر پوری ہو جائے گی دوبارہ اونٹ ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ (۲)

= وقوعه قبل سببه فلا يصح۔ ويظهر من هذا ان المعلق يتعين فيه الزمان بالنظر إلى التعجيل، أما تاخيره فالظاهر أنه جائز إذ لا محذور فيه، وكذا يظهر منه انه لا يتعين فيه المكان والدرهم والفقير؛ لأن التعليق انما اثر في انعقاد السببية فقط، فلذا امتنع فيه التعجيل وتعين فيه الوقت۔ اما المكان والدرهم والفقير فهي باقية على الاصل من عدم التعيين، ولذا اقتصر الشارح في بيان المخالفة على التعجيل فقط حيث قال: فانه لا يجوز تعجيله، فتدبر۔ فتاوى الشامي: (۳/ ۷۴۱)، كتاب الايمان، مطلب النذر المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)

(قوله لزم الناذر) اى وجوبا كما في الهداية، واراد بلزومه لزوم أصل القربة التى التزمها، لا بكل وصف التزمه؛ لانه لو عين درهما او فقيراً او مكانا للتصدق او للصلاة فان التعيين ليس بلازم... قوله: لا يختص بشئى اى من الفقير والدرهم والزمان والمكان، وذلك لان المقصود التقرب إلى الله تعالىٰ بدفع حاجة الفقير فلا مدخل لخصوص المكان، قال الفقيه: وهو قول علمائنا الثلاثة خلافا لزفر۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۲/۳۳۸، ۳۴۰)، كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة)

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۱/۲۱۲)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: دار احياء الكتب العربية۔

(۱) وأما أهل السنة والجماعة فيقولون في كل قول وفعل لم يثبت عن الصحابة فهو بدعة، لأنه لو كان خيراً لسبقونا إليه لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها۔ (تفسير ابن كثير: (۵/ ۵۶۷)، سورة الأحقاف، الآية: ۱۱، ط: رشيديه)

من اصر على امر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال فكيف من أصر على بدعة أو منكر۔ (مرقاة المفاتيح: (۳/۲۶)، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، ط: رشيديه)

وكل ماليس له أصل في الشرع يتعين طرحه وترك المبالاة به۔ (المدخل لابن الحاج: (۲/ ۲۵۵)، فصل في ذكر النفاس ومايفعل فيه، المكتبة العصرية)

(۲) ولو قال: لله على ان أذبح جزوراً أو أتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جاز۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۴۰)، كتاب الايمان، مطلب في احكام النذور ط: سعيد) =

اونٹ ذبح کرنی کی نذر مانی

اگر کسی نے ایک اونٹ یا گائے ذبح کرنے کی نذر مانی، پھر اس کی جگہ سات بکریاں ذبح کر دیں تو درست ہے، نذر ادا ہو جائے گی کیونکہ قربانی اور ہدی میں سات بکریاں ایک اونٹ اور ایک گائے برابر شمار ہوتی ہیں۔ (۱)

اونٹ کی جگہ سات بکریاں ذبح کر دیں

''اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ایام بیض کے روزے رکھوں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے یہ کہا کہ ''میں اللہ تعالیٰ کے لئے ایام بیض کے روزے رکھوں گا'' تو اس پر تین روزے لازم ہو جائیں گے۔ (۲)

ایام تشریق میں اعتکاف کی نذر کرنا

''عیدین میں اعتکاف کی نذر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

= مجمع الأنهر: (۲/۲۷۶)، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الدخول والخروج، ط: دار الکتب العلمیه۔

الفتاوی الهندیة: (۲/۶۶)، کتاب الأیمان، الباب الثانی فیما یکون یمیناً وما لا یکون یمیناً۔ ط: رشیدیه۔

(۱) (ولو قال: لله علیّ ان أذبح جزوراً أو أتصدق بلحمه فذبح مکانه سبع شیاه جاز) کذا فی مجموع النوازل ووجهه لا یخفی۔ (قوله: ووجهه لا یخفی) هو أنه کما قام عن سبع شیاه فی الهدایا والضحایا فکذا تقوم هی عنه۔ (حاشیه الطحطاوی علی الدر المختار: (۲/۳۴۰)، کتاب الأیمان، ط: المکتبة العربیة)

الدر مع الرد: (۳/۷۴۰)، کتاب الایمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید۔

(۲) ولو قال: صوم ایام البیض لزمه ثلاثة ایام۔ الفتاوی السراجیه: (ص: ۳۱)، کتاب الصوم، باب ما یوجب الرجل علی نفسه من الصوم، ط سعید)

ایام تشریق میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے

''روزہ رکھنا پانچ دن منع ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ایام کی نذر ماننا

اگر کسی نے چند ایام روزے رکھنے کی نذر مانی، تو اس کی بھی چار صورتیں ہیں:

❶ ایام بھی متعین کئے اور تسلسل کی قید بھی لگائی ہے، مثلاً نذر مانتے ہوئے یوں کہا کہ ''میں یکم محرم سے دس محرم تک دس دن مسلسل روزے رکھوں گا''۔

❷ ایام متعین کئے لیکن تسلسل کی قید نہ لگائی جیسے نذر مانتے ہوئے یوں کہا کہ ''میں یکم محرم سے دس محرم تک دس دن روزے رکھوں گا''۔

❸ ایام متعین نہیں کئے اور تسلسل کی قید لگادی مثلا نذر کرتے ہوئے یوں کہا کہ ''میں دس دن لگا تار روزے رکھوں گا''۔

❹ نہ ایام متعین کئے اور نہ لگا تار کی قید لگائی جیسے نذر کرتے ہوئے یوں کہا کہ ''میں دس دن روزے رکھوں گا''۔

ان چار صورتوں میں نذر ماننے والے پر دس روزے لازم ہیں، آخری صورت میں لگا تار بھی رکھ سکتا ہے اور متفرق طور پر بھی، اور پہلی تین صورتوں میں لگا تار روزے رکھے گا اگر تسلسل ٹوٹ گیا تو تیسری صورت میں شروع سے دوبارہ رکھنا ضروری ہے اور پہلی دونوں صورتوں میں اگر تسلسل ٹوٹ گیا تو شروع سے دوبارہ رکھنا لازم نہیں بلکہ بقیہ دن کے روزے رکھ لینا کافی ہے۔

اور حیض کی مدت زیادہ سے زیادہ دس دن ہے اس لئے اگر عورت نے بیس دن یا اس سے کم ایام کی نذر مانی تو اس صورت میں مرد اور عورت دونوں کا حکم ایک ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے، البتہ اگر عورت نے بیس دن سے زیادہ ایام کے روزوں کی

نذر مانی تو پہلی اور دوسری صورت میں جتنے دن کے روزوں کی نذر مانی ہے اتنے دن کے روزے مسلسل رکھنا واجب ہوگا، اگر درمیان میں کسی دن کا روزہ نہیں رکھا تو مقررہ دن ختم ہونے پر متصل قضاء کرے، اور اگر متصل قضاء نہیں کئے تو بھی درست ہے، البتہ اگر مرد شرعی عذر کے بغیر درمیان میں روزہ نہیں رکھے گا تو گناہ گار ہوگا، لیکن اگر عورت حیض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھے گی تو گناہ گار نہیں ہوگی۔

تیسری صورت کا حکم یہ ہے کہ عورت نے جتنے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی ہے اگر ماہانہ اتنے دن پاک رہتی ہے تو اس صورت میں نذر کے روزوں کو مسلسل رکھنا لازم ہوگا، اگر درمیان میں روزہ نہیں رکھا تو شروع سے دوبارہ روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اور اگر پاکی کے ایام نذر کے ایام سے کم ہیں مثلاً عورت نے پچیس دن کے روزوں کی نذر مانی اور پاکی کے ایام بیس دن ہیں تو اس صورت میں حیض کے ایام میں روزے نہ رکھے، حیض کے ایام ختم ہونے کے بعد بقیہ ایام کے روزے رکھ لے۔

اور اگر نفاس کی وجہ سے تسلسل ٹوٹ گیا تو از سر نو دوبارہ رکھنا ضروری ہے، کیونکہ نفاس سے بچ کر تسلسل کے ساتھ روزے رکھنا ممکن ہے۔

چوتھی صورت میں جتنے دن کی نذر مانی ہے اتنے دن کے روزے رکھنا ضروری ہے چاہے لگاتار رکھے چاہے لگاتار نہ رکھے دونوں صورتیں صحیح ہیں۔ (۱)

---

(۱) (ولو نذر صوم شهر غير معين متتابعاً فأفطر يوماً) ولو من الأيام المنهية (استقبل) لأنه أخل بالوصف مع خلو شهر عن أيام نهي نهر، بخلاف السنة (لا) يستقبل (في نذر) شهر (معين) لئلا يقع كله في غير الوقت. قوله: متتابعاً) أفاد لزوم التتابع إن صرح به وكذا إذا نواه أما إذا لم يذكره ولم ينو إن شاء تابع وإن شاء فرق. وهذا في المطلق أما صوم شهر بعينه أو أيام بعينها فيلزمه التتابع وإن لم يذكره، سراج. (قوله) فأفطر عطف على محذوف أي فصامه وأفطر يوماً. (قوله): لأنه أخل بالوصف) وهو التتابع، ط. (قوله): مع خلو شهر عن أيام نهي) جواب عما يقال إنه لو كان من الأيام المنهية فالفطر ضروري لوجوبه فينبغي أن لا يستقبل بل يقضيه عقبه كما مر فيما لو نكر السنة وشرط التتابع. والجواب: أن السنة المتتابعة لا تخلو عن أيام منهية بخلاف الشهر وعلى هذا ما في السراج من أن المرأة إذا كان طهرها شهراً فأكثر فإنها=

= تصوم في أول طهرها ،فلو صامت في الثالة فحاضت استقبلت ولو كان حيضها (لعله تحريف عن طهرها، التقريرات للرافعي) أقل من شهر تقضى أيام حيضها متصلة۔ قوله: لئلا يقع كله في غير الوقت) لأنه وإن كان لا يتعين بالتعيين كما يأتي إلا أن وقوعه بعد وقته يكون قضاء ،ولذا يشترط له تبييت النية كما مر والأداء خير من القضاء۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۵، ۴۳۶)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ط: سعيد)

(نذر صوم شهر معين لزمه متتابعاً لكن إن أفطر) فيه (يوماً قضاه) وحده وإن قال متتابعاً (بلا لزوم استقبال) لأنه معين۔ (الدر المختار) (قوله: قضاه وحده) أي قضى ذلك اليوم فقط لئلا يقع كل الصوم في غير الوقت كما مر في الصيام۔ (قوله: وإن قال متتابعاً) لأن شرط التتابع في شهر بعينه لغو لأنه متتابع لتتابع الأيام وأيضاً لا يمكن الاستقبال لأنه معين درر ،وأما إذا كان لشهر غير معين فإن شاء تابعه ،وإن شاء فرقه إلا إذا شرط التتابع فيلزمه ويستقبل فتح۔ أي يستقبل شهراً غيره لو أفطر يوماً ولو من الأيام المنهية۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۴۱)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)

(قول الشارح قضاه وحده الخ) لكن ان قال متتابعاً ألزمه أن يقضيه متصلاً بالشهر وإلا قضاه متصلاً أو منفصلاً رحمتي۔ (تقريرات الرافعي على حاشية ابن عابدين: (۲/ ۱۵)، كتاب الايمان، ط: سعيد)

(نذر صوم شهر بعينه لزمه متتابعاً لكن إذا افطر يوماً قضاه ولا يلزمه الاستقبال) يعني لو قال: لله علي أن أصوم شعبان مثلاً فأفطر فيه يوماً قضاه وحده ولا يستقبل وإن قال في نذره متتابعاً ،لأن شرط التتابع في شهر بعينه لغو؛ لأنه متتابع لتتابع الأيام وأيضا لا يمكن الاستقبال؛ لأنه معين۔ قوله: لكن إذا أفطر يوماً قضاه ولا يلزمه الاستقبال وإن قال متتابعاً) هذا بخلاف ما إذا نذر شهراً بغير عينه وشرط التتابع فإنه يلزمه الاستقبال بفطره يوماً، كما في الفتح۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۲/ ۴۳)، كتاب الأيمان، ط: دار احياء الكتب العربية)

ولو قال: لله علي صوم هذه السنة أفطر يوم الفطر ويوم النحر وأيام التشريق وقضاها . . . وكذا إذا لم يعين لكنه شرط التتابع، لأن المتتابع لا تعرى عنها لكن يقضيها في هذا الفصل موصولة تحقيقا للتتابع بقدر الامكان) (قوله: أفطر يوم الفطر ويوم النحر وأيام التشريق وقضاها) ولو كانت المرأة قالته قضت مع هذه الأيام أيام حيضها ،لأن تلك السنة قد تخلوا عن الحيض فصح الايجاب ۔ (قوله: في هذا الفصل) احتراز من الفصل الذي قبله ،وهو ما إذا عين السنة فإنه لا تجب موصولة، لأن التتابع هنا غير منصوص عليه ولا ملتزم قصداً ،بل إنما يلزمه ضرورة فعل صومها فإذا قطعها بإذن الشرع انتفى التتابع الضروري بخلاف التتابع هنا فإنه التزمه قصدا ،فإذا وجب القطع شرعاً وجب توفيره بالقدر الممكن ولهذا إذا أفسد يوماً من الواجب المتتابع قصدا كصوم الكفارات والمنذور متتابعاً لزمه الاستقبال ،وفي المتتابع ضرورة كما إذا نذر صوم هذه السنة أو رجب لا يلزمه سوى ما أفسده، غير أنه يأثم بذلك الإفساد كما إذا افسد يوماً من رمضان وهو واجب التتابع ضرورة لا يلزمه قضاء غير مع المأثم۔ (فتح القدير مع الهداية: (۲/ ۳۹۰، ۳۹۱)، كتاب الصوم، فصل فيما يوجبه على نفسه، ط: رشيديه)=

ایام منہیہ کا روزہ چھوڑنا ضروری ہے یا نہیں؟

ایام منہیہ میں روزہ رکھنا گناہ ہے، اس لئے چھوڑنا ضروری ہے، اور بعد میں قضاء کرنا لازم ہے، کیونکہ حدیث شریف میں ان دنوں میں روزہ رکھنے سے صاف الفاظ میں منع کیا گیا ہے۔(۱)

= إذا نذرت صوم شهر يلزمها قضاء أيام حيضها ، لأنه لايجوز خلو الشهر عن الحيض فيصح الأيجاب. (شامي: (۳/۷۳۸، ۷۳۴)، كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط: سعيد)

وأما المرأة إذا نذرت صوم سنة بعينها ، فالجواب في حقها كالجواب في حق الرجل... وتقضي ايام حيضها، لأن النذر إذا كان مضافا إلى سنة بعينها كان مضافا إلى كل يوم من تلك السنة، فيلزمها صوم يوم حيضها. (المحيط البرهاني: (۳/۳۷۳)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر في النذور، ط: إدارة القرآن)

(فإن لم يجد) المظاهر (مايعتق... صام شهرين... متتابعين قبل المسيس... وكذا كل صوم شرط فيه التتابع ، فإن أفطر بعذر كسفر ونفاس بخلاف الحيض... فيها) أي الشهرين... استونف الصوم. قوله: بخلاف الحيض) فإنه لايقطع كفارة قتلها وإفطارها، لأنها لاتجد شهرين خاليين عنه، بخلاف كفارة اليمين ، وعليها أن تصل ما بعد الحيض بما قبله ، فلو أفطرت بعده يوما استقبلت لتركها التتابع بلا ضرورة أما النفاس فيقطع التتابع في صوم كل كفارة، وتمامه في البحر (الدر مع الرد: (۳/۴۷۵، ۴۷۷)، كتاب الطلاق، باب الكفارة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۴/۱۷۷)، كتاب الطلاق، باب الظهار، فصل في الكفارة، ط: رشيديه.

تبيين الحقائق: (۳/۱۰)، كتاب الطلاق، باب الظهار، فصل في الكفارة، ط: امداديه ملتان.

(۱) وعن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم: عن صوم يوم الفطر والنحر، متفق عليه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۷۹)، كتاب الصوم، باب صيام التطوع، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۱/۲۶۷)، كتاب الصوم، باب صوم يوم الفطر، ط: قديمي.

ولو نذر صوم الأيام المنهية أو) صوم هذه (السنة صح) مطلقا على المختار... (و) لكنه (أفطر الأيام المنهية (وجوبا) تحاميا عن المعصية (وقضاها) إسقاطا للواجب (وإن صامها خرج عن العهدة) مع الحرمة، (الدر مع الرد: (۲/۴۳۳، ۴۳۴)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم وما لايفسد، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، ط: سعيد)

نذر صوم يوم العيد وأيام التشريق صح... ولكنه أفطر) احترازا عن المعصية (وقضى) إسقاطا لما أوجبه على نفسه... لورود النهي عن صوم هذه الأيام، (مجمع الأنهر: (۱/۳۷۴)، كتاب الصوم، قبل باب الاعتكاف، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

ایام منہیہ گذرنے کے بعد روزے کی نذر ماننی

اگر کسی نے ایام منہیہ (یعنی روزہ رکھنے کے ممانعت والے دن) گذرنے کے بعد معین سال کے روزے کی نذر مانی تو ایام منہیہ کے روزوں کی قضاء لازم نہیں ہوگی، سال کے باقی دنوں کے روزے لازم ہوں گے، مثلاً اگر کسی نے چودہ ذی الحجہ کو نذر مانی کہ "میں پورے اس سال کے روزے رکھوں گا" تو سال چونکہ ذی الحجہ کے اختتام پر ختم ہوجاتا ہے اس لئے پندرہ ذوالحجہ سے تیس ذی الحجہ تک کے صرف سولہ روزے رکھنے لازم ہوں گے۔

اور اگر دس شوال کو نذر مانی کہ "میں اس پورے سال روزے رکھوں گا" تو گیارہ شوال سے تیس ذی الحجہ تک روزے رکھنا لازم ہوگا، یکم محرم سے دس شوال تک روزے رکھنا واجب نہیں ہوں گے) اور قضاء بھی لازم نہیں ہوگی البتہ اس صورت میں چونکہ عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کی نذر منعقد ہوچکی ہے، اس لئے ان دنوں کے روزے بعد میں قضاء کی نیت سے رکھ لے۔ (۱)

---

(۱) وهذا إذا نذر قبل الأيام المنهية فلو بعدها لم ينقص شيئا، وإنما يلزمه باقي السنة على ما هو الصواب۔ (الدر المختار) (قوله: هذا) أي قضاء الأيام المنهية في صورة نذر صوم السنة المعينة ط۔ قوله: فلو بعدها) بأن وقع النذر منه ليلة الرابع عشر من ذي الحجة مثلاً فافهم۔ قوله: باقي السنة) وهو تمام ذي الحجة۔ (الدر مع الرد: (۲/۴۳۴)، كتاب الصوم، مطلب في الكلام على النذر، ط۔ سعيد)

(قوله: ولو نذر صوم هذه السنة أفطر أياما منهية وهي يوما العيد وأيام التشريق وقضاها) وأطلق قضاء لزوم الأيام المنهية فشمل ما إذا نذر بعد هذه الايام المنهية بأن نذر بعد أيام التشريق صوم هذه السنة، وحمله في الغاية على ما إذا نذر قبل عيد الفطر ما إذا قال في شوال: لله على صوم هذه السنة، لا يلزمه قضاء يوم الفطر، وكذا لو قال: بعد أيام التشريق لا يلزمه قضاء يومي العيدين وأيام التشريق بل يلزمه صيام ما بقي من السنة اه، ويدل على هذا الحمل قوله أفطر أياما منهية إذ لا يتصور الفطر بعد المضي... ولأن كل سنة عربية معينة لها مبتدأ ومختتم خاصان عند العرب مبدؤها المحرم وآخرها ذو الحجة، فإذا قال: هذه، فإنما يفيد الإشارة إلى التي هو فيها فحقيقة كلامه إنه نذر بالمدة المستقبلة إلى آخر ذي الحجة، والمدة الماضية التي مبدؤها المحرم إلى وقت التكلم فيلغو في حق الماضي كما يلغو في=

ایام منہیہ میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے

''روزہ رکھنا پانچ دن منع ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ایام منہیہ میں روزہ رکھ کر توڑ دیا

اگر کسی نے ایام منہیہ (عیدین اور ایام تشریق) میں روزہ شروع کیا پھر توڑ دیا اس کی قضاء ضروری نہیں ہے، کیوں کہ ان دنوں میں نفل روزہ شروع کرنا خود گناہ ہے۔(۱)

ایام منہیہ میں روزہ رکھنے کی نذر

☆......ایام منہیہ میں روزہ رکھنے کی نذر ماننے سے نذر منعقد ہو جاتی ہے، البتہ ان ایام میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی بلکہ ان ایام کے علاوہ دوسرے ایام میں قضاء کی نیت سے رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے نذر پورا کرنے کا

= قوله: لله علي صوم أمس۔ (البحر الرائق: (۲/۲۹۵، ۲۹۶)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسد، فصل عقد لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط۔ سعيد)

(فتح القدير: (۲/۳۹۰)، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة، فصل ما يوجبه على نفسه، ط: رشيديه۔

(۱) (وإذا أفطر) المتطوع (على أى حال) كان (عليه القضاء... إلا إذا شرع متطوعا بالصوم فى خمسة أيام يومى العيدين وأيام التشريق، فلا يلزمه قضاؤها بإفسادها فى ظاهر الرواية) عن أبى حنيفة رحمه الله لأن صومها مأمور بنقضه، ولم يجز إتمامه لأن نفس الشروع ارتكب المنهى عنه للإعراض عن ضيافة الله فأمر بقطعه۔ (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: (ص: ۶۹۱)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم ويوجب القضاء، فصل فى العوارض، ط: قديمى)

الدر مع الرد: (۲/۴۳۳)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب فى الكلام على النذر، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۱/۳۷۰)، كتاب الصوم، باب موجب الفساد، فصل، قبل باب الاعتكاف، ط: دار الكتب العلمية۔

حکم دیا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ایام میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، لہٰذا ان ایام کے علاوہ باقی ایام میں روزہ رکھنے سے اللہ کا حکم بھی پورا ہوجائے گا اور نہی (ممانعت) کا ارتکاب بھی نہیں ہوگا، اس طرح دونوں پر عمل ہوجائے گا۔ (۱)

☆......ایام منہیہ میں روزہ رکھنے کی نذر ماننا منع ہے، خواہ ان ایام کا نام لے کر روزہ کی نذر کرے جیسے یوں نذر کی کہ ''میں ایام تشریق یا عید کے ایام میں روزہ رکھوں گا'' یا نام لئے بغیر تبعاً نذر کی جیسے یوں کہا کہ ''میں کل روزہ رکھوں گا'' بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عید کا دن ہے، یا کسی نے یوں کہا کہ آئندہ جمعہ روزہ رکھوں گا، بعد میں پتا چلا کہ وہ عید کا دن ہے، یا یوں نذر کی کہ ''میں پورے سال روزے رکھوں گا'' یا یوں نذر کی کہ ''ایک سال مسلسل روزے رکھوں گا'' یا یوں نذر کی کہ ''ہمیشہ روزے رکھوں گا'' ان تمام صورتوں کا حکم یہ ہے کہ ان دنوں کی نذر منعقد ہوجائے گی اور بعد میں ایام منہیہ کا روزہ قضاء کی نیت سے رکھنا ضروری ہوگا۔ (۲)

---

(۱) عن زياد بن جبير، قال: جاء رجل إلى ابن عمر رضي الله عنه، فقال: إني نذرت أن أصوم يوماً، فوافق يوم أضحى أو فطر، فقال ابن عمر رضي الله عنه: أمر الله تعالى بوفاء النذر، ونهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن صوم هذا اليوم۔ (صحيح مسلم: (۳٦٠/۱)، كتاب الصيام، باب تحريم صوم أيام التشريق، ط: قديمى)

(ولو نذر صوم الأيام المنهية أو السنة صح ولكنه أفطر) الأيام المنهية (وجوبا) تحاميا عن المعصية (وقضاها) إسقاطاً للواجب۔ قوله: تحاميا عن المعصية) أى المجاورة وهى الإعراض عن إجابة دعوة الله تعالى۔ قوله وقضاها الخ) روى مسلم من حديث زياد بن جبير قال: جاء رجل إلى ابن عمر فقال: إني نذرت أن أصوم يوما فوافق يوم أضحى أو فطر، فقال ابن عمر: أمر الله بوفاء النذر، ونهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن صيام هذا اليوم۔ والمعنى: أنه يمكن قضاؤه فيخرج به عن عهدة الأمر والنهى، شرح الوقاية للقارى۔ (الدر مع الرد: (۲ /۴۳۳، ۴۳۴)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب فى الكلام على النذر، ط: سعيد)

شرح النقاية: (۱/۵۸۸)، كتاب الصوم، فصل فيما يفسد الصوم وفيما لا يفسد، ط: سعيد۔

(۲) (ولو نذر صوم الأيام المنهية أو) صوم هذه (السنة صح) مطلقاً على المختار، وفرقوا بين النذر والشروع فيها بأن نفس الشروع معصية، ونفس النذر طاعة فصح (و) لكنه (أفطر) الأيام المنهية=

ایامِ منہیہ میں روزہ کی نذر صحیح ہونے کی وجہ

ایامِ منہیہ میں روزہ رکھنے کی نذر صحیح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اصل میں نذر طاعت وعبادت ہے اور روزہ بھی اپنی ذات کے اعتبار سے طاعت وعبادت ہے، لیکن ایامِ منہیہ میں روزہ رکھنے سے جو منع کیا گیا ہے وہ اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں بلکہ ایک خارجی چیز کی وجہ سے ہے اور وہ یہ کہ ان ایام میں روزہ رکھنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی ضیافت اور مہمانی سے اعراض کرنا لازم آتا ہے، اور اس کی ضیافت سے اعراض اور روگردانی کرنا بے ادبی کی وجہ سے منع ہے۔ (۱)

ایامِ منہیہ میں روزے کی نذر مانی

اگر کسی نے ایامِ منہیہ میں سے کسی دن کے روزے کی نذر مانی اور اس میں

= (وجوباً) تحامياً عن المعصية (وقضاها) إسقاطاً للواجب (الدر المختار) قوله: أو صوم هذه السنة) أشار به إلى أنه لا فرق بين أن يذكر المنهي عنه صريحاً كيوم النحر مثلاً أو تبعاً كصوم غد فإذا هو يوم النحر أو هذه السنة أو سنة متتابعة أو أبداً كما في ح عن القهستاني۔ قوله: صح مطلقاً) أي سواء صرح بذكر المنهي عنه أو لا كما في البحر۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۳، ۴۳۴)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في الكلام على النذر، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۱/ ۴۶۹)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، ط: المكتبة العربية)

(۱) (ولو نذر صوم الأيام المنهية أو) صوم هذه (السنة صح)... وفرقوا بين النذر والشروع فيها بأن نفس الشروع معصية، ونفس النذر طاعة فصح۔ قوله: صح) لأنه نذر بصوم مشروع والنهي لغيره وهو ترك اجابة دعوة الله تعالى فيصح نذره لكنه يفطر احترازاً عن المعصية المجاورة، ثم يقضي اسقاطاً للواجب۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۱/ ۴۶۹)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، ط: دار المعرفة)

الدر المختار مع رد المختار: (۲/ ۴۳۳)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في الكلام على النذر، ط: سعيد۔

مجمع الانهر: (۱/ ۳۷۳)، كتاب الصوم، فصل قبل باب الاعتكاف، ط: دار الكتب العلمية۔

روزہ نہیں رکھا، دوسرے کسی ممنوع دن میں روزہ رکھ لیا تو درست ہے، کیونکہ یہاں وجوب اور اداء دونوں ناقص ہیں، مثلاً کسی نے عید الفطر کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور اس دن روزہ نہیں رکھا بلکہ عید الاضحیٰ کے دن نذر کا روزہ رکھ لیا تو درست ہے البتہ گناہ گار ہوگا۔ (۱)

ایصال ثواب کی نذر

ایصال ثواب کی نذر منعقد نہیں ہوتی، کیوں کہ اس کی جنس سے کوئی واجب عمل موجود نہیں مثلاً کسی شخص نے نذر مانی کہ "میں اپنے مرحوم والد کے ایصال ثواب کے لئے ہر روز چار رکعت نفل نماز پڑھوں گا، اور ہر ماہ ایک بکرا اللہ کے نام ذبح کروں گا" تو یہ نذر منعقد نہیں ہوگی، اور ہر روز چار رکعت نفل نماز پڑھنا اور ماہانہ ایک بکرا ذبح کرنا لازم نہیں ہوگا، (۲) باقی نماز پڑھ کر اور بکرا ذبح کر کے میت کو ثواب

(۱) وروى ابن سماعة عن أبي يوسف: إذا قال: لله على صوم يوم الأضحى، قال أبو حنيفة رحمه الله: لا شئ عليه، وقال ابو يوسف رحمه الله: عليه صوم يوم، فإن أفطر يوم الأضحى وقضاه يوم الفطر أجزأه۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۴۰۲/۲)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر في النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

المحيط البرهاني: (۳۷۲/۳)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر في النذور، ط: إدارة القرآن)

ولا عهدة عليه لو صامها أي لا قضاء عليه، لأنه أداه كما التزمه فإن ما وجب ناقصا يجوز ان يتأدى ناقصا (مجمع الأنهر: (۳۷۴/۱)، كتاب الصوم، فصل قبل باب الاعتكاف، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) حقيقة النذر التزام الفعل بالقول مما يكون طاعة الله عز وجل من الاعمال قربة، ولا يلزم نذر المباح، والدليل عليه ما روى في الصحيح ان النبي صلى الله عليه وسلم رأى أبا اسرائيل قائما: فسئل عنه، فقالوا: نذر ان يقوم ولا يقعد ولا يستظل ويصوم فقال النبي صلى الله عليه وسلم "مروه فليصم وليقعد وليستظل" فأخبره باتمام العبادة ونهاه عن فعل المباح۔ (احكام القرآن لابن العربي: (۳۵۲/۱)، سورة آل عمران، الاية: ۳۶، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

احكام القرآن للشيخ ظفر احمد العثماني: (۱۸/۲)، سورة آل عمران، الاية: ۳۶، ط: إدارة القرآن)

ثم النذر قسمان منجز ومعلق، فالمنجز يلزم الوفاء به إن كان عبادة مقصودة بنفسها ومن جنسها واجب... ولا يلزم بنذر مباح... ولا بنذر ماليس من جنسه واجب، (البحر الرائق: (۵۷/۲)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)=

پہنچانے سے ثواب پہنچ جائے گا اور میت کو فائدہ ہوگا۔ (۱)

ایصال ثواب کی نذر

میت کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے، میت کو اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے، اور وہ ثواب پہنچنے پر بے انتہا خوش ہوتا ہے، لیکن ایصال ثواب کی نذر ماننا درست نہیں، خواہ وہ بدنی عبادت کی صورت میں ہو جیسے نماز پڑھ کر یا روزہ رکھ کر اس کا ایصال ثواب کیا جائے، یا مالی عبادت کی صورت میں ہو جیسے صدقہ، خیرات کر کے ثواب پہنچایا جائے، کیونکہ ایصال ثواب عبادت مقصودہ نہیں اور اس کی جنس میں سے کوئی واجب بھی نہیں ہے۔

واضح رہے کہ صدقہ کی جنس سے واجب موجود ہے مگر یہاں میت کی روح کو ثواب پہنچانا مقصود ہے، اور صدقہ کرنے کی نذر تابع ہونے کے طور پر ہے۔ (۲)

= ولم يلزمه الناذر ماليس من جنسه فرض كعيادة المريض وتشييع الجنازة ودخول مسجد۔ (الدر مع الرد: (۷۳۶/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط:سعيد)

(۱) (وفي دعاء الاحياء للأموات وصدقتهم) أي صدقة الاحياء (عنهم) أي عن الأموات (نفع لهم) أي للأموات خلافاً للمعتزلة۔ (شرح العقائد: (ص:۱۵۴)، ط:مير محمد كتب خانه)

وفي البحر: من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاحياء والأموات جاز، ويصل ثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة كذا في البدائع، ثم قال: بهذا علم أنه لا فرق بين أن يكون المجعول له ميتا أو حياً۔ (شامي: (۲/ ۲۴۳)، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في القراءة للميت واهداء ثوابها إليه، ط:سعيد)

بدائع الصنائع: (۲۱۲/۲)، كتاب الحج، فصل وأما الذي يرجع إلى النبات، ط:سعيد۔

(۲) ولم يلزم الناذر ماليس من جنسه فرض كعيادة مريض وتشييع جنازه ودخول مسجد... لأنه ليس من جنسها فرض مقصود وهذا هو الضابط كما في الدرر۔ قوله: وهذا هو الضابط) الإشارة إلى ما ذكره من أن ما ليس من جنسه فرض لا يلزمه، وعبارة الدرر: المنذور إذا كان له أصل في الفروض لزم الناذر كالصوم والصلاة والصدقة... ومالا أصل له في الفروض فلا يلزم الناذر كعيادة المريض، وتشييع الجنازة ودخول المسجد، وبناء القناطرة، والرباط، والسقاية، ونحوها، هذا هو الأصل الكلي۔ (الدر مع الرد: (۷۳۶/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط:سعيد)=

ایک دن میں دو روزے رکھنے کی نذر

''دو روزے ایک دن رکھنے کی نذر مانی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ایک رکعت نماز پڑھنے کی نذر مانی

اگر کسی نے صرف ایک رکعت نماز پڑھنے کی نذر مانی تو اس پر دو رکعت نماز پڑھنا لازم ہوگا کیونکہ نماز دو رکعت سے کم نہیں ہے، لہذا جب نماز کا نام لیا تو کم سے کم دو رکعات لازم ہو جائیں گی۔ (۱)

ایک سال میں دو حج کروں گا

''دو حج کروں گا ایک سال میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ایک کلو صدقہ کرنے کی نذر

اگر کسی نے کہا کہ ''وہ ایک کلو گندم جسے میں پہلے خریدوں گا وہ صدقہ ہے'' پھر اس نے ڈیڑھ کلو گندم خریدی تو اس پر کچھ بھی کرنا لازم نہیں ہوگا، کیونکہ اس نے شرط کے مطابق ایک کلو نہیں خریدی بلکہ ڈیڑھ کلو گندم خریدی ہے، ہاں اگر وہ پہلی بار ایک کلو خریدتا تو اس کا صدقہ کرنا لازم ہوتا۔ (۲)

= درر الحکام شرح غرر الأحکام: (۴۳/۲)، کتاب الأیمان، ط: دار إحیاء الکتب العربیۃ۔

امداد الأحکام: (۳۰/۳)، کتاب الأیمان والنذور، ط: دار العلوم کراچی۔

أنظر أیضاً الحاشیۃ السابقۃ۔

(۱) لو نذر أن یصلی رکعۃ لزمہ رکعتان أو ثلاثا فأربع لأن ذکر بعض ما لا یتجزأ کذکر کلہ کما عرف۔ (البحر الرائق: (۵۸/۲)، کتاب الصلوۃ، باب الوتر والنوافل، ط: سعید)

کتاب التجنیس والمزید: (۲۱/۲): کتاب الصلوۃ، باب النوافل، فصل فی النذر، ط: إدارۃ القرآن۔

الدر مع الرد: (۲۲/۲)، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی القادر بقدرۃ غیرہ، ط: سعید)

(۲) وفی الجامع: إذا قال "أول کر حنطۃ أشتریہ صدقۃ" فاشتری کرا ونصف کر لم یتصدق بشئی۔ =

ایک ماہ اعتکاف اور روزے کی نذر میں فرق ہے

''ایک ماہ اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ایک ماہ اعتکاف کی نذر میں استثناء

اگر کسی نے ایک ماہ اعتکاف کرنے کی نذر کی، ساتھ ساتھ باقاعدہ زبان سے دن یا رات کا استثناء کر دیا، مثلاً یوں کہا کہ ''میں ایک ماہ اعتکاف میں بیٹھوں گا مگر دن میں نہیں یا رات میں نہیں'' تو اس کا استثناء معتبر ہے، پھر اگر نذر کرنے والے نے راتوں کا استثناء کیا مثلاً یوں کہا کہ ''میں ایک ماہ اعتکاف میں بیٹھوں گا مگر راتیں نہیں'' تو اس پر صرف تیس دنوں کا اعتکاف تسلسل کے بغیر لازم ہوگا۔ اور اگر دنوں کا استثناء کیا مثلاً یوں کہا کہ ''میں ایک ماہ اعتکاف میں بیٹھوں گا مگر دن میں نہیں'' تو اس کی نذر باطل ہوجائے گی کیونکہ راتوں میں روزہ رکھنا ممکن نہیں ہے۔[1]

=(الفتاوى التاتارخانية: (٦/ ٢٩٩)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط: مكتبه فاروقيه)

المحيط البرهاني: (٦/ ٣٦٥)، كتاب الأيمان والنذور، الفصل الخامس والعشرون في النذور، ط: إدارة القرآن)

إذا قال: أول كر أملكه فهو هدى فملك كراً ونصفاً حيث لا يلزمه شئ۔ (البحر الرائق: (٤/ ٣٤٢)، كتاب الأيمان، باب اليمين في الطلاق، ط: سعيد)

(١) (لو نذر اعتكاف شهر ونوى النهار خاصة أو) نوى (عكسه) أي الليالي خاصة فإنه لا تصح نيته، لأن الشهر اسم لمقدر يشمل الأيام والليالي فلا يحتمل ما دونه إلا أن يستثني الليالي فيختص بالنهار، ولو استثنى الأيام صح ولا شئ عليه لما مر۔ قوله: لما مر) أي اول الباب من قوله لعدم محليتها ح أي فإن الباقي بعد استثناء الأيام هو الليالي المجردة، فلا يصح اعتكاف المنذور فيها لما فاتها شرطه وهو الصوم۔ (الدر مع الرد: (٢/ ٤٥٢)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، مطلب في ليلة القدر، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٢/ ٣٠٥)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ٧٠٢)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: قديمي۔

ایک ماہ اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ”میں ایک ماہ اعتکاف میں بیٹھوں گا“ تو اس پر مسلسل تیس دن اور تیس راتیں اعتکاف کرنا لازم ہوگا، اس کے برعکس اگر کسی نے ایک ماہ روزہ رکھنے کی نذر مانی تو مسلسل روزہ رکھنا لازم نہیں ہوگا بلکہ وقفہ دیکر روزہ رکھنا بھی صحیح ہوگا، فرق کی وجہ یہ ہے کہ اعتکاف کا لفظ تسلسل کا تقاضا کرتا ہے، کیونکہ اعتکاف دائمی طور پر ٹھہرنے اور اقامت کرنے کا نام ہے اور اس میں رات اور دن برابر ہیں، دونوں اعتکاف کا محل ہیں، البتہ روزے کا حکم اس سے مختلف ہے کیونکہ نذر ماننے والے نے تسلسل کی قید نہیں لگائی، اور روزہ کا لفظ بھی تسلسل کا تقاضا نہیں کرتا کیونکہ روزوں کے درمیان ایسا وقت (یعنی رات کا وقت) موجود ہوتا ہے جو روزے کا محل نہیں ہے، اس لئے روزوں کی نذر میں تسلسل لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

ایک ماہ اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر میں صرف دنوں کی نیت کرنا

ایک ماہ اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر میں صرف دنوں کی یا صرف راتوں کی نیت

---

(۱) ولو قال: لله على أن أعتكف شهرا يلزمه اعتكاف شهر أى شهر كان متتابعا فى النهار والليالى جميعا سواء ذكر التتابع أو لا۔ وتعيين ذلك الشهر إليه... بخلاف الصوم ما إذا قال: لله على أن أصوم شهرا ولم يعين، ولم يذكر التتابع ولا نواه أنه لا يلزمه التتابع بل هو بالخيار إن شاء تابع وإن شاء فرق... ووجه الفرق أن الاعتكاف عبادة دائمة ومبناها على الاتصال، لأنه لبث وإقامة والليالى قابلة للبث فلا بد من التتابع وإن كان اللفظ مطلقا عن قيد التتابع لكن فى لفظه ما يقتضيه وفى ذاته ما يوجبه بخلاف ما إذا نذر أن يصوم شهرا أو لزمه أن يصوم شهرا غير معين أنه إذا عين شهرا له أن يفرق، لأنه أوجب مطلقا عن قيد التتابع وليس مبنى حصوله على التتابع بل على التفريق لأن بين كل عبادتين منه وقتا لا يصلح لها وهو الليل فلم يوجد فيه قيد التتابع ولا اقتضاء لفظه وتعيينه فبقى له الخيار۔ (بدائع الصنائع: (۲/ ۱۱۱)، كتاب الاعتكاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۲/ ۴۵۱)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

المبسوط للسرخسى: (۳/ ۱۲۰)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: دار المعرفة۔

البحر الرائق: (۲/ ۳۰۶)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

کرنا لغو ہے۔اس پر تیس دن اور تیس رات مسلسل اعتکاف کرنا لازم ہوگا، کیونکہ ''مہینہ'' اور'' ماہ'' حقیقت میں ایسے زمانے کا نام ہے جس میں تیس دن اور تیس راتیں ہوتی ہیں، گویا کہ ''مہینہ'' یا '' ماہ'' کے دو مختلف اجزاء ہیں رات اور دن ،اور ہر جزء ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے اس لئے صرف ایک جزء کی نیت کسی اعتبار سے بھی معتبر نہیں ہے، جیسے ایسا گھوڑا جس کا کچھ رنگ سفید اور کچھ رنگ سیاہ ہو اس کو'' اَبلَق'' کہتے ہیں، تو'' اَبلَق'' بول کر صرف سفید یا صرف سیاہ گھوڑا مراد لینا درست نہیں ہے۔اس کے برخلاف اگر کسی نے ایک ماہ روزہ رکھنے کی نذر مانی تو عرف کی بنا پر اس میں راتیں بھی شامل ہیں، لیکن راتیں چوں کہ روزے رکھنے کا محل نہیں اس لئے صرف دنوں کا روزہ رکھے گا۔ (۱)

ایک ماہ اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر میں راتوں کی نیت کرنا

''ایک ماہ اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر میں صرف دنوں کی نیت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) ولو نوى في قوله: على أن اعتكف شهرا النهار دون الليل لم تصح نيته ويلزمه الاعتكاف شهرا بالأيام والليالي جميعا، لأن الشهر اسم لزمان مقدر بثلاثين يوما وليلة مركب من شيئين مختلفين كل واحد منهما اصل في نفسه كالبلق فإذا أراد أحدهما فقد أراد بالاسم مالم يوضع له ولا احتمله فبطل كمن ذكر البلق وعنى به البياض دون السواد فلم تصادف النية محلها فلغت . . . بخلاف ما إذا قال: لله على أن أصوم شهرا حيث انصرف إلى النهار دون الليالي، لأن هناك ايضا لا نقول إن اسم الشهر تناول النهار دون الليالي لما ذكرنا من الاستحالة بل تناول النهار والليالي جميعا فكان مضيفاً النذر بالصوم إلى الليالي والنهار جميعاً معاً غير أن الليالي ليست محلاً لإضافة النذر بالصوم إليها فلم تصادف النية محلها فلغا ذكر الليالي والنهار محل لذلك فصحت الاضافة إليها۔(بدائع الصنائع :(۲ / ۱۱۱)، كتاب الاعتكاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۴۵۲/۲)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ظ: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۴۷۸/۱)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: دار المعرفة۔

ایک ماہ کی نمازیں لازم ہیں

اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ ''اگر فلاں شخص آیا تو مجھ پر ایک ماہ کی نمازیں لازم ہیں'' پھر وہ شخص آ گیا تو اس پر ہر دن میں پانچ فرائض کی طرح پانچ نمازیں وتر کے ساتھ واجب ہوں گی البتہ وتر اور مغرب کی چار، چار رکعات پڑھے گا، وتر واجب نہیں ہوگی، اس طرح ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے چار چار رکعات کر کے سولہ رکعات ہوئیں اور فجر کی دو رکعات، ہر دن کی کل اٹھارہ رکعات ہوئیں، اور مہینے کی پانچ سو چالیس رکعات لازم ہوئیں، ان نمازوں کو مکروہ اوقات کے علاوہ باقی کسی بھی وقت ادا کرنا جائز ہوگا، ترتیب اور تسلسل بھی لازم نہیں۔ (۱)

ایک مسجد میں روپے دینے کی نذر مان کر دوسری مسجد میں دینا

''مسجد متعین میں پیسے دینے کی نذر مانی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ایک ہزار حج کرنے کی نذر

''حج ایک ہزار کرنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) ولو قال إن قدم فلان فلله علىّ صلوات شهر فقدم، فعليه صلوات شهر كالمفروضات مع الوتر دون السنن لكنه يصلي الوتر والمغرب أربعاً (بق) أنه ليس بمذكور ويجوز أن يقال: يلزمه ستون ركعة لكل يوم ركعتان، ويجوز أن يقال: مائة وثمانون ركعة لكل يوم ست ركعات ويجوز أن يقال: خمس مثل المفروضات لكنه يتم المغرب أربعاً وهو الأولى۔ (حم) إن عنى الفرائض لا شئي عليه وإن عنى مثلها يلزمها ويتم المغرب أربعاً۔ (القنية المنية (ص: ۴۲)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

ولو نذر صلوات شهر فعليه صلوات شهر كالمفروضات مع الوتر دون السنة لكنه يصلي الوتر والمغرب أربعاً كذا في البحر الرائق۔ (الفتاوى الهندية: (۱/ ۱۱۵)، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۲/ ۵۸)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد۔

ایک ہی قسم کی نذروں کے متعدد روزوں کی نیت کا طریقہ

اگر کسی پر ایک ہی قسم کی نذروں کے متعدد روزے لازم تھے، تو ہر نذر کے روزے کو الگ الگ متعین کئے بغیر مطلق نذر کے روزہ کی نیت کر کے روزہ رکھنے سے نذر پوری ہوجائے گی، مثلاً کسی پر متعدد اوقات میں نذر کے چھ روزے لازم ہوگئے تھے، تو صرف نذر کی نیت سے چھ روزے رکھنے سے نذر پوری ہوجائے گی۔ (۱)

(۱) ولو أصبح صائماینوی من الیومین اللذین وجبا علیه أجزأه عن واحد منهما استحساناً، وکذلک لو افتتح صوما من ظهارین أجزأه عن واحد منهما استحساناً۔ (الفتاوی التاتار خانیة: (۳/۳۷۳)، کتاب الصوم، الفصل الثالث فی النیة، ط: مکتبة فاروقیة۔)

المحیط البرهانی: (۳/۳۴۴)، (رقم: ۳۰۷۳، ۳۰۷۴)، کتاب الصوم، الفصل الثالث: مایتعلق بالنیة، ط: إدارة القرآن۔

وان وجبت علیه کفارات أیمان متفرقة فأعتق رقاباً بعدد هن ولم ینو لکل یمین رقبة بعینها أو نویٰ فی کل رقبة عنهن اجزأه استحساناً۔ (الفتاوی الهندیة: (۲/۶۴) کتاب الأیمان: الفصل الثانی فی الکفارة، ط: رشیدیه)

المبسوط: (۸/۱۴۵)، کتاب الأیمان، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت۔

ب

بارہویں کو نذر و نیاز کرنا

''گیارہویں کو نذر و نیاز کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بت کے نام سے منت ماننا

دیوی، مزار اور بت کے نام منت ماننا حرام اور ناجائز ہے، کفر کا موجب ہے،[1] ایسا کرنے والوں پر توبہ و استغفار لازم ہے،[2] البتہ اگر جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کیا جائے گا تو مالک اور غیر مالک سب کے لئے کھانا جائز ہوگا۔[3]

(۱) واعلم أن النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام ومایؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها إلی ضرائح الأولیاء الکرام تقرباً إلیهم فهو بالاجماع باطل وحرام۔ (قوله: باطل وحرام) لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز... ومنها أنه إن ظن أن المیت یتصرف فی الأمور دون الله تعالیٰ واعتقاد ذلک کفر۔ (الدر المختار مع الرد: (۲/۴۳۹)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲/۲۹۸)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، فصل: عقد لبیان مایوجبه العبد علی نفسه، ط: سعید۔

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۳)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی۔

(۲) اتفقوا علی أن التوبة من جمیع المعاصی واجبة، وأنها واجبة علی الفور، ولا یجوز تأخیرها سواء کانت المعصیة صغیرة أو کبیرة۔ (روح المعانی: (۲۸/۱۵۹)، سورة التحریم، الآیة: ۸، ط: دار احیاء التراث العربی)

شرح النووی علی الصحیح لمسلم: (۲/۳۵۴)، کتاب التوبة، ط: قدیمی۔

(۳) (والشرط فی التسمیة هو الذکر الخالص عن شوب الدعاء وغیره فلایحل بقوله: اللهم اغفرلی) لأنه دعاء وسؤال (بخلاف الحمدلله أو سبحان الله مریداً به التسمیة) (قوله: والشرط فی التسمیة (هو الذکر الخالص) بأی اسم کان مقروناً بصفة الله کالله اکبر أو أجل أو اعظم... وینبغی أن یزاد فی الشروط أن لایقصد معها تعظیم مخلوق، لما سیأتی انه لو ذبح لقدوم أمیر ونحوه یحرم ولو سمی۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/۳۰۱)، کتاب الذبائح، ط: سعید)

مجمع الأنهر: (۴/۱۵۶)، کتاب الذبائح، ط: دار الکتب العلمیة۔=

بتوں پر چڑھانے کے لئے جانور وغیرہ بیچنا

اگر کفار و مشرک بتوں پر چڑھانے کے لئے مسلمان سے کوئی جانور خریدنا چاہتے ہیں تو مسلمان کے لئے جان بوجھ کر ان کو جانور بیچنا مکروہ ہوگا البتہ قیمت کی رقم حرام نہیں ہوگی۔ (١)

بتوں کے نام پانی چڑھایا جائے

گرمی کے موسم میں ہندو لوگ جگہ جگہ پانی پلایا کرتے ہیں، اس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ پانی دیوتاؤں کے نام پر پلاتے ہیں، تو اگر واقعۃً حقیقت ایسی ہی ہے کہ دیوتاؤں کے نام پر پانی پلاتے ہیں تو یہ "**ماأهل به لغير الله**" کے حکم میں داخل ہوگا، اور وہ پانی پینا جائز نہیں ہوگا۔ (٢)

= الجوهرة النيرة: (٢/٢٧٦)، كتاب الصيد والذبائح، ط: حقانيه۔

(١) وبيع العصير ممن يتخده خمراً، وبيع الأمرد ممن يعصي به، وإجارة البيت ممن يبع فيه الخمر، أو يتخذها كنيسة أو بيت نار وأمثالها، فكله مكروه تحريماً بشرط أن يعلم به البائع أو الاجر من دون تصريح به باللسان، فإنه إن لم يعلم كان معذوراً۔ (جواهر الفقه: (٢/٣٥٣)، تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، ط: دار العلوم كراچی)

وجاز بيع عصير ممن يعلم أنه يتخذه خمراً، لأن المعصية لاتقوم بعينه بل بعد تغيره وقيل يكره لإعانته على المعصية۔ قوله: ممن يعلم) فيه إشارة إلى أنه لو لم يعلم لم يكره بلا خلاف قهستاني۔ (الدر مع الرد: (٦/٣٩١)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

عزيز الفتاوی: (ص: ٧٢٤)، كتاب الحظر والإباحة، ط: دار الاشاعت۔

(٢) حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل لغير الله به، الأية (سورة المائدة: ٣)

ولعل المراد بالإهلال لغير الله في الآية، رفع الصوت على وجه القربة فإذا أهل لغير الله على وجه القربة يكون المهل به حراماً۔ (احكام القرآن لعبد الشكور الترمذی: (٢/١٢١)، توضيح كلام أهل الخير في النذر للغير، ط: اداره اشرف التحقيق والبحوث الاسلامية)

واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من اكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت۔ ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام مالم يقصد واصرفها لفقراء الأنام۔ (قوله: تقرباً إليهم) كأن يقول: يا سيدي فلان إن رد غائبي أو عوفي مريضي أو قضيت حاجتي فلك =

بتوں کے نام جانور چھوڑنے والا

سب سے پہلے بتوں کے نام جانور چھوڑنے کی رسم کی ابتداء کرنے والا عمرو بن عامر خزاعی ہے، نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ ''میں نے اسے جہنم میں انتڑیاں کھینچتے ہوئے دیکھا ہے''۔ (۱)

بچہ منذور جانور کا

''منذور جانور'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بحیرہ

بحیرہ: وہ جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے نام وقف کر دیا جاتا، یہاں تک کہ کوئی شخص اس کے تھنوں کو ہاتھ نہ لگاتا۔ (۲)

=من الذهب أو الفضة أو من الطعام۔ قوله: باطل وحرام) لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز، لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق... ولأنه حرام بل سحت ولا يجوز لخادم الشيخ أخذه۔ (الدر مع الرد: (۴۳۹/۲)، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم ومالا یفسده، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات من اکثر العوام۔ الخ ط: سعید)

البحر الرائق: (۲۹۸/۲)، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف، ط: سعید۔

(۱) وقال ابوهریرہ رضی اللہ تعالیٰ: قال رسول اللہ ﷺ: رأیت عمرو بن عامر الخزاعی یجر قصبه فی النار، کان أول من سیب السوائب۔ (صحیح بخاری: (۶۶۵/۲)، کتاب التفسیر، باب قوله: ماجعل اللہ من بحیرة ولا سائبة ولا وصیلة ولا حام، ط: قدیمی)

صحیح مسلم: (۳۸۳/۲)، کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها، باب جهنم اعاذنا اللہ منها، ط: قدیمی۔

مشکاة المصابیح: (ص: ۴۵۶)، کتاب الرقاق، باب البکاء والخوف، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

(۲) عن ابن شهاب عن سعید بن المسیب قال: البحیرة التی یمنع درها للطواغیت فلا یحلبها أحد من الناس۔ (صحیح بخاری: (۲/۶۶۵)، کتاب التفسیر، باب قوله: ما جعل اللہ من بحیرة ولا سائبة ولا وصیلة ولا حام، ط: قدیمی)

صحیح مسلم: (۳۸۳/۲)، کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها، باب جهنم اعاذنا اللہ منها، ط: قدیمی۔

السنن الکبری للبیهقی: (۹/۱۰)، کتاب الضحایا، باب ما حرم المشرکون علی أنفسهم، ط: ادارة تالیفات اشرفیه۔

بدنی عبادت کی نذر کی میت نے

''میت کی نذر بدنی عبادت کے متعلق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بزرگ کے نام رکھنے کی نذر

''پیغمبر کا نام رکھنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بزرگ کے نام سبیل لگانے کی نذر ماننا

''سبیل لگانے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بکرا چڑھانا مزارات پر

''مزارات کے اوپر نذریں چڑھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بکرا ذبح کرنا صحت کے لئے

''صحت کے لئے بکرا ذبح کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بکرا ذبح کرنے کی نذر مانی

اگر کسی نے کہا کہ ''میرا فلاں کام ہوگیا تو میں ایک بکرا ذبح کروں گا'' تو کام ہونے کے بعد چاہے تو بکرا ذبح کرے، یا اس کی قیمت صدقہ کرے یا قیمت کے برابر کوئی چیز صدقہ کردے تینوں صورتوں میں نذر پوری ہوجائے گی۔ (1)

---

(١) قال: لله عليّ أن أذبح جزوراً وأتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جاز۔ (الدر مع الرد: ٣/ ٧٤٠)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد۔)

البحر الرائق: (٤/ ٤٩٩)، كتاب الأيمان، ط: رشيديه۔

الفتاوى الهنديه: (٢/ ٦٦)، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه۔

نذر أن يتصدق بعشرة دراهم من الخبز، فتصدق بغيره جاز إن ساوى العشرة كتصدقه بثمنه۔ (الدر المختار مع الرد: (٣/ ٧٤١)، كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط: سعيد)=

بکرا ذبح کرنے کی نذر ماننا اولیاء اللہ کے مزار پر

''اولیاء اللہ کے مزار پر بکرا ذبح کرنے کی نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بکریاں ذبح کردیں اونٹ کی جگہ پر

''اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بکریاں ذبح کردیں گائے کی جگہ پر

''اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بکرے ذبح کرنا اونٹ کی جگہ پر

''اونٹ ذبح کرنے کی نذر مان کر سات بکرے ذبح کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بکرے کی قیمت دینا

''قیمت دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بکرے کی نذر مانی تھی بکری خریدی گئی

اگر کسی نے نذر مانی کہ ''اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اللہ کے واسطے ایک بکرا صدقہ کروں گا'' پھر وہ کام ہوگیا، تو وہ آدمی صدقہ کرنے کے لئے بکری خرید کر لے آیا اور صدقہ کردیا تو یہ بھی درست ہے، یعنی بکرا صدقہ کرنے کی نذر مانی اور کام ہونے کے بعد بکری صدقہ کردی تو بھی نذر پوری ہوگئی، کیونکہ بکرا ماننے کی صورت میں بکرا

= 📂 رجل قال: إن نجوت من هذا الغم الذی أنا فیه، فعلیّ أن أتصدق بعشرة دراهم فاشتری بعشرة دراهم خبزاً، فتصدق بعین الخبز، أو ثمن الخبز یجزیه۔ (الفتاوی التاتارخانیة: (۵/ ۳۲)، کتاب الأیمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: قدیمی)

دینالازم نہیں ہے، بکری دینا بھی کافی ہے۔ (۱)

بکرے کی نذر مان کر اس کی جگہ بھیڑ ذبح کردی

ایک شخص نے نذر مانی کہ ''اگر میں تندرست ہوجاؤں تو اللہ کے واسطے ایک بکرا ذبح کر کے خیرات کرنا میرے ذمہ لازم ہے'' پھر اس شخص نے تندرست ہو جانے کے بعد بکرے کے بجائے بھیڑ ذبح کر کے خیرات کردی، تو یہ جائز ہے نذر پوری ہوجائے گی۔ (۲)

بنائے مسجد کی نذر

''مسجد بنانے کی نذر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بھول گیا تعداد

''تعداد بھول گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بھیک مانگ کر نذر پوری کرنا

مثلاً کسی نابینا غریب نے نذر مانی کہ اگر میں نے قرآن حفظ کیا تو اللہ کی رضا

(۱) ولو قال: لله علىٰ ان أذبح جزوراً وأتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جاز۔ (بزازية على هامش الهندية: (۲۷۱/۴)، كتاب الأيمان، النوع الثالث في النذر، ط: رشيديه۔)

مجمع الأنهر: (۲۷٦/۲)، كتاب الأيمان، باب اليمين في الدخول والخروج۔۔الخ، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر المختار مع الرد: (۷۴۰/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد۔

(۲) ولو قال: لله علىٰ ان اذبح جزوراً، واتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جاز۔ (الدر مع الرد: (۷۴۰/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذور، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۳۴۰/۲)، كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة۔

الفتاوى الهندية: (٦٦/۲)، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون يميناً ومالا يكون يميناً، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه۔

کے لئے دس مسکینوں کو دس دیگ پکا کر کھلاؤں گا، تو یہ نذر صحیح نہیں ہے، اس لئے اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں، (۱) اور اس مقصد کے لئے کسی سے سوال کرنا اور بھیک مانگنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۲)

بیت اللہ کا حج کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ "میں بیت اللہ کا حج کروں گا" تو نذر منعقد ہو جائے گی اور حج کرنا لازم ہوگا۔ (۳)

بیت اللہ کا عمرہ کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ "میں بیت اللہ کا عمرہ کروں گا" تو نذر

(۱) كما قال: مالي في المساكين صدقة ولا مال له لم يصح اتفاقاً۔ (الدر مع الرد: (۷۴۲/۳)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)

الفتاوى الولوالجية: (۱۵۷/۲)، كتاب الأيمان، الفصل الأول: في الألفاظ التي ينعقد بها اليمين، ط: دار الكتب العلمية۔

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۴۴/۲)، كتاب الأيمان، ط: دار احياء الكتب العربية۔

البحر الرائق: (۲۹۸/۴)، كتاب الأيمان، ط: سعيد۔

(۲) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سال مسألة وهو عنها غني، جاءت يوم القيامة كدوحا في وجهه۔ (مسند الإمام احمد بن حنبل: (۵۵/۲، ۵۶)، رقم الحديث: ۴۲۲۶، ط: دار احياء التراث العربي)

المعجم الكبير للطبراني: (۱۲۹/۱۰)، رقم الحديث: ۱۰۱۹۹، باب العين، ومن مسند عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، ط: مكتبه ابن تيميه، القاهره۔

فتاوى دار العلوم ديوبند: (۹۱/۱۲، ۹۲)، كتاب الأيمان، باب النذور، ط: دار الاشاعت۔

(۳) فإذا قال: لله علي حجة، أو قال: علي حجة يلزمه الوفاء۔ (غنية الناسك: (ص: ۳۴۷)، باب النذر بالحج أو العمرة، ط: ادارة القرآن)

البحر العميق: (۲۲۰۳/۴)، الباب السابع عشر: في النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان۔

الفتاوى الهندية: (۲۶۲/۱)، كتاب الحج، الباب السابع عشر في النذر بالحج، ط: رشيديه۔

منعقد ہو جائے گی اور عمرہ کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

بیت المقدس کا حج کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''میں بیت المقدس کا حج کروں گا'' تو نذر منعقد نہیں ہوگی اور اس پر حج کرنا واجب نہیں ہوگا۔ (۲)

بیت المقدس کا عمرہ کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''میں بیت المقدس کا عمرہ کروں گا'' تو نذر منعقد نہیں ہوگی اور اس پر عمرہ لازم نہیں ہوگا۔ (۳)

بیٹے کو حافظ بنانے کی نذر

''بیٹے کو عالم دین بنانے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر

☆...... کسی انسان کو ذبح کرنے کی نذر ماننا گناہ ہے، اور نذر کی وجہ سے انسان کو ذبح کرنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے البتہ اس کی جگہ پر بکری یا مینڈھا ذبح کرنا ضروری ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے حضرت اسماعیلؑ کی

(۱) والنذر بالحج نوعان: صريح و كناية، فالصريح بأن يقول: لله علي حجة أو علي حجة أو عمرة فيلزمه. (البحر العميق: (۴/۲۲۰۳)، الباب السابع عشر: في النذر بالحج و الحلف به، ط: مؤسسة الريان.
الفتاوى الهندية: (۱/۲۶۲)، كتاب الحج، الباب السابع عشر في النذر بالحج، ط: رشيديه.
الجوهرة النيرة: (۱/۲۲۴)، كتاب الحج، باب الهدى، ط: حقانيه.

(۲، ۳) ولو قال عليَّ الذهاب إلى بيت الله أو على الخروج إلى بيت الله. . . أو إلى بيت المقدس أو إلى المدينة، لا يلزمه شئي. (الفتاوى التاتار خانية: (۲/۵۶۶)، كتاب المناسك، الفصل الثامن عشر في التزام الحج، ط: دائرة معارف العثمانية)
فتح القدير: (۴/۴۵۲)، كتاب الأيمان، باب اليمين في الحج و الصلاة و الصوم، ط: رشيديه.
البحر العميق: (۴/۲۲۱۷)، الباب السابع عشر: في النذر بالحج و الحلف به، ط: مؤسسة الريان.

جگہ پر مینڈھا ذبح کیا تھا اور یہ حکم امت مسلمہ کے لئے بھی ہے۔

☆......اسی طرح بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر ماننا بھی گناہ ہے، اور بیٹے کو ذبح کرنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے، ایسے آدمی پر بیٹے کی جگہ پر بکری یا مینڈھا ذبح کرنا لازم ہے۔

☆......اور اگر کسی نے کئی بیٹوں کو ذبح کرنے کی نذر مانی ہے تو ان بیٹوں کی جگہ پر اتنی ہی بکریاں یا مینڈھا ذبح کرنا لازم ہوگا، یعنی ہر بیٹے کی جگہ پر ایک بکری ذبح کرنا ضروری ہوگا۔ (۱)

---

(۱) إذا نذر الرجل ذبح ولده، فقال الشافعی رحمہ اللہ: هی معصية يستغفر الله منها وقال ابو حنيفة رحمہ اللہ: هی كلمة يلزمه بها ذبح شاة، وقال ابو عبدالله امام دار الهجرة: يلزمه ذبح شاة فی تفصيل بيناه فی كتب الفروع، والذی ذكرناه هو الذی ننظره الأن، ودليلنا ان الله تعالىٰ جعل ذبح الولد عبارة عن ذبح الشاة شرعاً فالزم الله ابراهيم ذبح الولد واخرجه عنه بذبح الشاة، وكذلك إذا نذر العبد ذبح ولده يجب ان يلزمه ذبح شاة: لأن الله تعالىٰ قال: ملة ابيكم ابراهيم والايمان الزام أصلی او النذر الزام فرعی فيجب ان يكون عليه محمولاً، فإن قيل كيف يومر ابراهيم بذبح الولد وهی معصية، والامر بالمعصية لايجوز؟ قلنا: هذا اعتراض على كتاب الله فلا يكون ذلک ممن يعتقد الاسلام فكيف ممن يفتی فی الحلال منه والحرام؟ وقد قال الله تعالىٰ: "افعل ماتومر" والذی يجلو الالتباس عن قلوب الناس فی ذلک ان المعاصی والطاعات ليست باوصاف ذاتية للاعيان، وانما الطاعة عبارة عما تعلق به الامر من الافعال، والمعصية عبارة مما تعلق به النهی من الافعال، فلما تعلق الامر بذبح الولد اسماعيل عليه السلام من ابراهيم صار طاعة وابتلاء، ولذا قال الله تعالىٰ: ان هذا لهو البلاء المبين۔ (سورة الصف: ۱۰۲)، أی الصبر على ذبح الولد والنفس ولما تعلق النهی بنا، فی ذبح ابنائنا صار معصية۔ فان قيل: كيف يصير نذرا وهو معصية؟ قلنا: انها يصير معصية لو كان يقصد ذبح ولده بنذره ولاينوی الفداء۔ فان قيل: فان وقع ذلک وقصد المعصية ولم ينو الفدای؟ قلنا: لو قصد ذلک لم يضره ولا اثر فی نذره: لأن ذبح الولد صار عبارة عن ذبح الشاة شرعاً۔ فان قيل: فكيف يصح ان يكون عبارة عنه وكناية، وانما يصح ان يكون الشئی كناية عن الشئی باحد وجهين اما باشتباههما فی المعنى الخاص، واما بنسبة تكون بينهما وههنا لا نسبة بين الطاعة وهو النذر ولا بين المعصية وهی ذبح الولد ولا تشابه ايضا بينهما، فان ذبح الولد ليس بسبب لذبح الشاة؟ قلنا: هو سبب له شرعاً لانه جعل كناية عنه فی الشرع والاسباب انما تعرف عادة او شرعاً وقد استوفينا باقی الكلام على المسالة فی "كتب الاصول" ومسائل الخلاف۔ (احكام القرآن للعربی: (۳۱/۴)، الصافات: ۱۰۲، ط: دار احياء التراث العربی بيروت)=

بیٹے کو عالم دین بنانے کی نذر

اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو عالم دین بنانے کی نذر مانے تو نذر منعقد نہیں ہوگی کیونکہ نذر اپنے فعل کی منعقد ہوتی ہے، دوسرے کے فعل کی نذر منعقد نہیں ہوتی، لہذا بیٹے کو عالم دین بنانے کی نذر بھی منعقد نہیں ہوگی، (۱) تاہم اگر چہ یہ نذر منعقد نہیں ہوگی لیکن یہ ایک قسم کا عہد ہے اس لئے بیٹے کو دینی تعلیم دے کر عالم بنانا چاہئے۔ (۲) اور بیٹے کو حافظ بنانے کی نذر ماننے کا بھی یہی حکم ہے۔ (۳)

= عن عکرمة عن ابن عباس ﷺ قال فی رجل نذر ان یذبح ابنه، قال: یذبح کبشا، و کذلک روی عن عطاء عن ابن عباس فی احدی الروایتین عنه ایضاً۔ (السنن الکبری للبیهقي: (۱۰ / ۷۳)، کتاب الأیمان، باب ماجاء فیمن نذر أن یذبح ابنه أو نفسه، ط: إدارة تالیفات اشرفیه)

ولو نذر ذبح ولده یلزمه الشاة استحسانا (الفتاوی الهندیة: (۲ / ۶۵)، کتاب الایمان، الباب الثاني، الفصل الثاني فی الکفارة، ط: رشیدیه)

(۱) ولیس فی اختیار الناذر أن یفعل غیره فعلا فلم ینعقد النذر، (حاشیة بیان القرآن: (۱/ ۲۳۲)، العمران: ۳۵، ط: دار الاشاعت)

قلت: فکان ذلک من نذر الاسقاط لا من نذر الأیجاب، فإن الأب لا یملک الأیجاب علی ولده، و کذلک الأم۔ (احکام القرآن للعثماني: (۱۹/۲)، آل عمران: ۳۵، ط: ادارة القرآن)

احکام القرآن لابن العربي: (۳۵۴/۱)، آل عمران: ۳۵، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۲) فإن نوی به العدة فلاشئی علیه، لأن المواعید لا یتعلق بها اللزوم، ولکن یندب إلی الوفاء بالوعد۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۳۲/۴)، باب النذر، ط: دار المعرفة)

غنیة الناسک: (ص: ۳۵۱)، باب النذر بالحج أو العمرة، فصل فی الکنایات، ط: ادارة القرآن۔

قال النوري: أجمعوا علی أن من وعد انساناً شیئالیس بمنهی عنه، فینبغي أن یفي بوعده۔ (مرقاة المفاتیح: (۱۲۸/۸)، کتاب الأدب، باب المزاح، الفصل الثاني، ط: رشیدیه)

وقد أجمع العلماء أن من وعد إنسانا شیئا لیس بمنهي عنه، فینبغي أن یفي بوعده۔ (الأذکار للنووی: (ص: ۴۷۰)، کتاب الأذکار المتفرقة، باب الأمر بالوفاء بالعهد والوعد، ط: دار ابن کثیر)

فیض القدیر للمناوی: (۸۹/۲)، رقم الحدیث: ۸۹۳، ط: مکتبه نزار مصطفی الباز۔

(۳) أنظر رقم الحاشیة: ۱، ۲، علی نفس الصفحة۔

بیٹے کو قتل کرنے کی نذر

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''وہ بیٹے کو قتل کرے گا'' تو وہ نذر منعقد نہیں ہوگی اور بیٹے کو قتل کرنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہوگا۔

اسی طرح کسی بھی آدمی کو قتل کرنے کی نذر ماننا جائز نہیں ہے، اور نذر کی وجہ سے کسی آدمی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

بیع فسخ ہونے کے بعد ثمن کے صدقہ کی نذر کا حکم

''ثمن صدقہ ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیمار تھا نذر پورا کرنے کے مہینے میں

''نذر پورا کرنے کے مہینے میں بیمار تھا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیماری ختم ہونے پر نذر

کسی نے نذر مانی کہ ''اگر میری یہ بیماری ختم ہوگئی یا چلی گئی تو میں اتنا صدقہ کروں گا'' پھر بیماری ختم ہوگئی پھر دوبارہ لوٹ کر آئی تو اس پر نذر لازم نہیں ہے۔ کیونکہ نذر کرنے والے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بیماری مستقل طور پر ختم ہوجائے، محض

(۱) ومنها أن يكون قربة فلا يصح النذر بما ليس بقربة رأسا كالنذر بالمعاصي بأن يقول: لله عز وجل على أن أشرب الخمر أو أقتل فلاناً... ونحو ذلك لقوله عليه الصلاة والسلام: لا نذر في معصية الله تعالى، وقوله: من نذر أن يعصى الله تعالى فلا يعصه ولأن حكم النذر وجوب المنذور به ووجوب فعل المعصية محال۔ (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

شامي: (۷۳۶/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد۔

الفتاوى الهندية: (۶۵/۲)، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه۔

وقتی طور پر افاقہ مقصود نہیں تھا۔ (۱)

بیماری سے شفاء پانے پر حج کی نذر

اگر کوئی بیمار آدمی اس طرح نذر مانے کہ "یا اللہ مجھے مکمل شفاء عطا فرمائیں پیدل حج کروں گا" اس کے بعد وہ شفایاب ہوگیا تو حج کرنا لازم ہوجائے گا (۲) البتہ اگر پیدل حج کے لئے نہیں جاسکتا تو جہاز اور گاڑی پر سوار ہوکر چلا جائے اور حرم کے حدود میں ایک دم دیدے۔ (۳)

(۱) وفي القنية: إن ذهبت هذه العلة فعلي كذا فذهبت ثم عادت لايلزمه شئي۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۴۰)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان، ط:سعيد)

قوله: "لايلزمه شئي" لأن المقصود الذهاب الذى لاعود بعده ولم يحصل۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۲/ ۳۴۰)، كتاب الأيمان، ط:دار المعرفة)

حاشية الطحطاوى على المراقي: (ص:۶۹۸)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط:قديمي۔

ان ذهبت هذه العلة عني فلله على كذا فذهبت ثم عادت إلى ذلك الموضع لايلزمه شئي۔ (القنية: (ص:۱۳۵)، كتاب الأيمان، باب النذر، ط:؟؟؟؟؟)

(۲) یہاں تعلیق مقدر ہے، اس لئے شرط پائی جانے پر نذر کو پورا کرنا ضروری ہے۔

ولو قال: إن فعلت كذا فانا احج، ففعل يجب عليه الحج۔ (رد المحتار: (۳/ ۷۴۰)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان، ط:سعيد)

الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۴/ ۲۷۲)، كتاب الأيمان، الثالث في النذر، ط:رشيديه۔

البحر الرائق: (۲/ ۲۹۷)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل عقد لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط:سعيد)

(۳) ولو قال: لله على أن احج ماشياً يلزمه الحج ماشياً فلو حج راكباً يجزئه وعليه إراقة الدم، لأن النذر ملحق بالأمر بالحج الواجب راكباً لا ماشياً فخرج عن نذره لكن يلزمه الدم، لانه أدخل نقصاً وفيه ورد الحديث هكذا۔ (تحفة الفقهاء: (۲/ ۳۳۹)، كتاب الأيمان، باب النذر، ط:دار الكتب العلمية)

المحيط البرهاني: (۳/ ۴۹۲)، كتاب المناسك، الفصل الثامن عشر: التزام الحج والهدى، ط: إدارة القرآن۔

الفتاوى التاتارخانية: (۲/ ۵۶۷)، كتاب المناسك، الفصل الثامن عشر: في التزام الحج والتزام الهدى والبدنة، ط:دائرة المعارف النعمانية۔

بے وضو نماز پڑھنے کی نذر

اگر کسی نے بے وضو نماز پڑھنے کی نذر مانی ہے تو امام محمدؒ کے نزدیک نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ وضو اور طہارت کے بغیر نماز عبادت نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نذر منعقد ہو جائے گی، اور یہ راجح ہے۔ (۱)

بیوی موافق ملے تو ہر جمعرات کو روزہ رکھے گا

''بیوی موافق ملے تو ہر جمعرات کو روزہ رکھے گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) (ولو نذر ركعتين بغير طهر لزماه به عنده) أى أبى يوسف ﷺ... (وأهدره الثالث) أى محمد۔ قوله: "وأهدره الثالث" أى أهدر النذر بغير طهر، فقال: لايلزمه شئى، لأنه نذر بمعصية، ومقتضى مافى الفتح أن المعتمد الأول۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد)

فتح القدير: (۵/ ۸۷) كتاب الأيمان، باب مايكون يميناً ومالايكون يميناً، فصل فى الكفارة، ط: رشيديه۔

المحيط البرهانى: (۲/ ۲۲۳)، كتاب الصلاة، الباب العاشر: فى صلاة التطوع، ط: إدارة القرآن۔

پ

پابندیاں اعتکاف منذور میں

''اعتکاف منذور کی پابندیاں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پاس ہونے کی نذر ماننی

''امتحان میں پاس ہونے کی نذر ماننی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پانچ نمازوں کی نذر

پانچ فرض نمازوں کی نذر درست نہیں کیونکہ وہ نمازیں پہلے سے فرض ہیں اور جو نمازیں پہلے سے فرض ہیں ان کو دوبارہ فرض کرنا ممکن نہیں ہے اور اللہ کا حکم سب کے حکم پر غالب ہے اور بندہ اللہ کے حکم کو باطل نہیں کرسکتا۔ (۱)

پانی پینے پر صدقہ

اگر کسی نے کہا کہ ''جب بھی پانی پیوں تو اتنا صدقہ ہے'' تو ہر سانس پر صدقہ

---

(۱) ولا يصح نذر الواجبات ؛لأن إيجاب الواجب محال۔ قوله: لأن إيجاب الواجب محال) ولأن إيجاب العبد دون إيجاب الله تعالى ،فلا يظهر أثره معه كذا في الشرح۔ (حاشية الطحطاوى على المراقى:(ص:۶۹۴)، كتاب الصوم،باب مايلزم الوفاءبه، ط:قديمى)

وصرح فى النهاية بأن النذر لا يصح إلا بشرائط ثلاثة فى الا صل إلا إذا قام الدليل على خلافه إحداها: أن يكون الواجب من جنسه شرعاً ،والثانى: أن يكون مقصوداً لا وسيلة، والثالث: أن لا يكون واجباً عليه فى الحال أو فى ثانى الحال فلذا لا يصح النذر بصلاة الظهر وغيرها من المفروضات لانعدام الشرط الثالث۔ (البحر الرائق: (۲/۲۹۴)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل: عقد لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط:سعيد)

رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۸۹)، الرسالة الخامسة والثلاثون فى النذر بالتصدق، ط: دار السلام۔

والثالث أن يكون ليس واجباً قبل نذره بإيجاب الله تعالى كالصلوات الخمس والوتر۔ (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم،باب مايلزم الوفاءبه، ط: قديمى)

لازم ہوگا ہر گھونٹ پر نہیں، اگر ایک سانس میں پانی پیا تو ایک صدقہ لازم ہے اور اگر دو سانس میں پیا تو دو صدقے، اور اگر تین سانس میں پیا تو تین صدقے لازم ہوں گے۔ (۱)

پانی چڑھایا جائے بتوں کے نام

''بتوں کے نام پانی چڑھایا جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پٹائی کی نذر

اگر کسی نے کسی کی ناحق پٹائی کرنے کی نذر مان لی تو نذر منعقد نہیں ہوگی کیوں کہ یہ گناہ کا کام ہے اور گناہ کے کام کی نذر کرنا درست نہیں ہے، اور نذر کی وجہ سے کسی کی پٹائی کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

پسندیدہ نہیں ہے نذر

''نذر پسندیدہ نہیں ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) ولو قال: "كلما أكلت اللحم فلله علي التصدق بدرهم" لزمه بكل لقمة درهم۔ ولو قال: "كلما شربت فعليه بكل نفس درهم" لا بكل مصة۔ (رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۸۹، ۳۹۰)، الرسالة الخامسة والثلاثون في النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

ولو قال: كلما شربت فإنما يلزمه بكل نفس لا بكل مصة۔ (فتح القدير: (۲/۲۸۴)، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز، ط: رشيديه)

وفيه أيضاً: (۵/۱۹۴)، كتاب الأيمان، مسائل متفرقة، ط: رشيديه۔

(۲) ومنها أن يكون قربة فلا يصح النذر بما ليس بقربة رأساً كالنذر بالمعاصي بأن يقول: لله عز شأنه علي أن أشرب الخمر أو أقتل فلاناً أو أضربه أو أشتمه ونحو ذلك، لقوله عليه الصلاة والسلام: لا نذر في معصية الله، وقوله عليه الصلاة والسلام: من نذر أن يعصي الله تعالى فلا يعصه۔ (بدائع الصنائع: (۵/۸۲)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

إذا نذر شيئاً من القربات لزمه الوفاء به۔ قوله: من القربات) خرج النذر بمعصية، فلا وفاء به، بل يحرم فعلها۔ (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: (۶۹۲)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمی)

الدر مع الرد: (۳/۷۳۶)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد۔

پنکھا دینے کی نذر کرنا مسجد میں

''مسجد میں لائٹ دینے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پورے سال کے روزے کی نذر

پورے سال کے روزے کی نذر ماننے کی کل چار صورتیں ہیں، یا تو نذر ماننے والا کسی معین سال کے روزے کی نذر مانے گا یا غیر معین سال کے روزے کی نذر مانے گا، پھر ان میں سے ہر ایک نذر میں لگا تار اور تسلسل کی قید لگائے گا یا نہیں اس طرح چار صورتیں ہو جائیں گی:

❶ پورے معین سال کی نذر مانی اور تسلسل کی قید بھی لگا دی مثلاً یوں نذر کی کہ ''میں ۱۴۴۰ھ کو مسلسل روزے رکھوں گا۔''

❷ پورے معین سال کی نذر مانی اور تسلسل کی قید نہیں لگائی مثلاً یوں نذر کی کہ ''میں ۱۴۴۰ھ کو روزے رکھوں گا۔''

ان دونوں صورتوں میں رمضان المبارک کے علاوہ باقی گیارہ مہینوں کا روزہ واجب ہوگا، اور اس میں ایام منہیہ کا روزہ بھی لازم ہوگا، البتہ ایام منہیہ کے دنوں میں روزہ نہ رکھے بلکہ بعد میں قضاء کرے، باقی ان ایام میں بھی رکھنے سے ادا ہو جائے گا، اور پہلی صورت میں تسلسل کی قید لگانے کی وجہ سے سال کے اختتام پر متصل قضاء کرے، اور دوسری صورت میں قضاء خواہ سال کے اختتام پر متصل کرے یا وقفہ کے ساتھ کرے اسے اختیار ہے، اور اگر درمیان میں تسلسل فوت ہو گیا تو سارے روزے نئے سرے سے رکھنا ضروری نہیں صرف چھوڑے ہوئے روزوں کی قضاء کرے۔

❸ غیر معین سال کے روزے کی نذر مانی اور تسلسل کی قید بھی لگا دی مثلاً یوں نذر کی کہ ''میں ایک سال مسلسل روزے رکھوں گا''، اس صورت میں بھی رمضان

المبارک کے علاوہ باقی گیارہ مہینوں کا روزہ واجب ہوگا اور وہ تسلسل سے رکھے گا، اگر درمیان میں ایک روزہ بھی نہیں رکھا تو سب روزے دوبارہ سے رکھے گا، اگر اتفاق سے پورے روزے رکھ لئے لیکن آخری روزہ رہ گیا تو بھی نئے سرے سے روزے رکھے گا، البتہ درمیان میں رمضان المبارک اور ایام منہیہ کے روزے چھوڑ دے تو یہ شرعی عذر ہے، تسلسل کے منافی نہیں ہوگا بعد میں سال ختم ہوتے ہی پانچ روزے قضاء کر لے کیونکہ اس نے تسلسل سے روزہ رکھنے کی قید لگائی ہے، اسے جہاں تک ممکن ہو پورا کر لینا چاہئے۔

واضح رہے کہ مذکورہ تینوں صورتوں میں رمضان المبارک کے حق میں نذر منعقد نہ ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ اس نے نذر کا روزہ رکھتے ہوئے رمضان المبارک کے مہینے کو بھی پالیا ہو، اگر نذر کا روزہ رکھنے والے نے رمضان کے مہینے کو پایا ہی نہیں اس کے آنے سے پہلے ہی فوت ہوگیا تو اس صورت میں اس پر مزید ایک ماہ کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا ضروری ہے، کیونکہ جب اس نے رمضان پالیا تو خود رمضان کے روزے فرض ہوگئے اور نذر لغو ہوگئی لیکن جب رمضان ہی نہیں پایا تو رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے اس لئے نذر کے روزے واجب ہوگئے۔

❷ غیر معین سال کی نذر مانی اور تسلسل کی قید نہیں لگائی مثلاً یوں کہا کہ "میں ایک سال روزے رکھوں گا"، اس صورت میں بارہ مہینوں کے روزے لازم ہوں گے کیونکہ سال بارہ مہینوں کا نام ہے، اور تسلسل کے بغیر بارہ مہینوں کے روزے اس طرح رکھنا ممکن ہے کہ درمیان میں رمضان اور ایام منہیہ نہ آئیں، اگر اس صورت میں ایام منہیہ کے روزے بھی رکھ لئے تو جائز نہیں ہوگا، اس سے نذر ادا نہیں ہوگی بعد میں وہ روزے دوبارہ رکھنا لازم ہوں گے۔ (۱)

(۱) (نذر صوم شهر معين لزمه متتابعاً لكن إن أفطر) فيه (يوماً قضاه) وحده وإن قال متتابعاً (بلا لزوم=

= استقبال) لأنه معين۔ (الدر المختار) (قوله:قضاه وحده) أی قضى ذلک اليوم فقط لئلا يقع كل الصوم في غير الوقت كما مر في الصيام۔ (قوله: وإن قال متتابعاً) لأن شرط التتابع في شهر بعينه لغو لأنه متتابع لتتابع الأيام وأيضاً لا يمكن الاستقبال لأنه معين، درر، وأما إذا كان لشهر غير معين فإن شاء تابعه، وإن شاء فرقه إلا إذا شرط التتابع فيلزمه ويستقبل فتح أي يستقبل شهراً غيره لو أفطر يوماً ولو من الأيام المنهية۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۴۱)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط:سعيد)

(قول الشارح قضاه وحده الخ) لكن ان قال متتابعاً لزمه أن يقضيه متصلاً بالشهر وإلا قضاه متصلاً أو منفصلاً۔ رحمتی۔ (تقريرات الرافعي على حاشية ابن عابدين: (۱۵/۲)، كتاب الايمان، ط:سعيد)

(نذر صوم شهر بعينه لزمه متتابعاً لكن إذا افطر يوماً قضاه ولا يلزمه الاستقبال) يعنى لو قال: لله على أن أصوم شعبان مثلاً فأفطر فيه يوماً قضاه وحده ولا يستقبل وإن قال في نذره متتابعاً، لأن شرط التتابع فى شهر بعينه لغو، لأنه متتابع لتتابع الأيام وأيضا لا يمكن الاستقبال، لأنه معين۔ (قوله: لكن إذا أفطر يوماً قضاه ولا يلزمه الاستقبال وإن قال متتابعاً) هذا بخلاف ما إذا نذر شهراً بغير عينه وشرط التتابع فإنه يلزمه الاستقبال بفطره يوماً، كما في الفتح۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۴۳/۲)، كتاب الأيمان، ط: دار احياء الكتب العربية)

ولو قال: لله على صوم هذه السنة أفطر يوم الفطر ويوم النحر وأيام التشريق وقضاها... وكذا إذا لم يعين لكنه شرط التتابع، لأن المتتابع لا تعرى عنها لكن يقضيها في هذا الفصل موصولة تحقيقا للتتابع بقدر الامكان) (قوله: أفطر يوم الفطر ويوم النحر وأيام التشريق وقضاها) ولو كانت المرأة قالته قضت مع هذه الأيام أيام حيضها، لأن تلك السنة قد تخلوا عن الحيض فصح الايجاب۔ (قوله: في هذا الفصل) احتراز من الفصل الذي قبله، وهو ما إذا عين السنة فإنه لا تجب موصولة، لأن التتابع هنا غير منصوص عليه ولا ملتزم قصداً، بل إنما يلزمه ضرورة فعل صومها فإذا قطعها بإذن الشرع انتفى التتابع الضروری بخلاف التتابع هنا فإنه التزمه قصداً، فإذا وجب القطع شرعاً وجب توفيره بالقدر الممكن ولهذا إذا أفسد يوماً من الواجب المتتابع قصداً كصوم الكفارات والمنذور متتابعاً لزمه الاستقبال، وفي المتتابع ضرورة كما إذا نذر صوم هذه السنة أو رجب لا يلزمه سوى ما أفسده، غير أنه يأثم بذلك الإفساد كما إذا افسد يوماً من رمضان وهو واجب التتابع ضرورة لا يلزمه قضاء غير مع المأثم۔ (فتح القدير مع الهداية: (۳۹۰/۲، ۳۹۱)، كتاب الصوم، فصل فيما يوجبه على نفسه، ط: رشيديه)

واذا قال: لله علىّ أن أصوم سنة، فهذه المسألة على وجهين: إما أن قال: هذه السنة، وأنه على وجهين إما ان قال في أول السنة، وفي هذه الوجه يلزمه بنذره أحد عشر شهراً، يدخل في ذلک أيام العيد ولا يدخل شهر رمضان... وإما أن قال: سنة، وأنه على وجهين: إما أن عين السنة بأن قال: سنة كذا، والجواب فيه كالجواب فيما إذا قال: لله على أن أصوم هذه السنة، يلزمه بنذره أحد عشر شهراً =

پھول رکھنے کی نذر قبروں پر

’’قبروں پر چڑھاوے‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔

پھولوں کے ہار رکھنے کی نذر قبروں پر

’’قبروں پر پھولوں کے ہار رکھنے کی نذر‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔

پیدل حج کا ثواب

پیدل حج کا ثواب زیادہ ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے

=وإن لم يعين، إن لم ينص على التتابع يلزمه اثنا عشر شهراً بخلاف ما إذا عين السنة فإن هناك يلزمه أحد عشر شهراً۔ (المحيط البرهاني: (۳/۳۷۳)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر في النذور، ط: ادارة القرآن)

(ولو نذر صوم الأيام المنهية أو) صوم هذه السنة... (ولكنه أفطر) الأيام المنهية (وجوباً) تحامياً عن المعصية (وقضاها... وان صامها خرج عن العهدة) مع الحرمة... وكذا الحكم لو نكر السنة أو شرط التتابع فيفطرها لكنه يقضيها هنا متتابعة، ويعيد لو أفطر يوماً بخلاف المعينة، ولو لم يشترط التتابع يقضي خمسة وثلاثين ولا يجزيه صوم الخمسة في هذه الصورة۔ (قوله: وكذا الحكم) الإشارة إلى ما في المتن من حكم السنة المعينة، قوله: فيفطرها) أي الأيام المنهية۔ (قوله: لكنه يقضيها هنا متتابعة) أي موصولة بآخر السنة من غير فاصل تحقيقا للتتابع بقدر الإمكان ح عن البحر، وأشار إلى أنه لا يجب عليه قضاء شهر عن رمضان كما لا يجب في المعينة لأنه لما أدركه لم يصح نذره إذا هو مستحق عليه بإيجاب الله تعالى فلم يقدر على صرفه إلى غيره، بخلاف ما إذا أوجبه ومات قبل أن يدركه حيث يجب عليه أن يوصي باطعام شهر لأنه لما لم يدركه صار كإيجاب شهر غيره سراج۔ (قوله: ويعيد لو أفطر يوماً) أي يعيد الأيام التي صامها قبل اليوم الذي أفطر فيه ح۔ أي ولو كان آخر الايام ط۔ (قوله: بخلاف المعينة) أي فإنه لا يجب عليه قضاء الأيام المنهيه فيها متتابعة؛ لأن التتابع فيها ضرورة تعين الوقت ح ولذا لو أفطر يوماً فيها لا يلزمه إلا قضاؤه ط۔ (قوله: في هذه الصورة) أي بخلاف المعينة أو المنكرة المشروطة فيها التتابع لأنها لا تخلو عن الأيام الخمسة فيكون ناذراً صومها أما المنكرة بلا شرط تتابع فإنها اسم لأيام معدودة ويمكن فصل المعدود عن رمضان وعن تلك الأيام كما أفاده في السراج۔ (الدر مع الرد: (۲/۴۳۳، ۴۳۴)، كتاب الصوم، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في الكلام على النذر، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲/۲۹٦)، كتاب الصوم، باب فيما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل: عقد لبيان ما يوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد۔

پیدل حج کیا تو اسے ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ملے گی، کہا گیا کہ حرم کی نیکی کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک نیکی سات سو کے برابر ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے پیدل حج کیا تو اسے ہر قدم کے بدلے حرم کی نیکیوں کے برابر ایک نیکی ملے گی، تو کہا گیا کہ حرم کی نیکیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک نیکی سات سو نیکیوں کے برابر ہے[۱] اور ایک روایت میں ہے کہ حرم کی ایک نیکی ایک ہزار کے برابر ہے۔[۲]

پیدل حج کا حکم

حج اور عمرہ پیدل جا کر کرنا افضل ہے یا سوار ہو کر، اس میں اختلاف ہے۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوار ہو کر حج اور عمرہ کے لئے جانا افضل ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ حج اور عمرہ کے لئے سوار ہو کر گئے ہیں،[۳] اور بعض احادیث

---

(۱) قال النبی ﷺ: من حج ماشیاً فله بكل خطوة حسنة من حسنات الحرم، قيل: وما حسنات الحرم؟ قال عليه السلام: واحدة بسبعمائة: (بدائع: ۸۴/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۱۵۳/۳)، كتاب الأيمان، باب اليمين فى البيع والشراء الخ، ط: امداديه ملتان۔

(۲) رواه ابن خزيمة والحاكم، وقال صحيح الاسناد عن زاذان رضی اللہ عنہ ولفظه مختصراً من حج من مكة ماشياً حتى يرجع الى مكة كتب الله له بكل خطوة سبع مائة حسنة، كل حسنة مثل حسنات الحرم۔ قيل: وما حسنات الحرم؟ قال: بكل حسنة مائة الف حسنة۔ (الترغيب والترهيب: (۲۸/۲)، رقم الحديث: ۱۷۰۲، كتاب الحج، الترغيب فى الحج والعمرة، ط: دار الكتب العلمية)

المستدرك للحاكم: (۶۳۱/۱)، رقم الحديث: ۱۶۹۲، أول كتاب المناسك، ط: دار الكتب العلمية۔

صحيح ابن خزيمة: (۲۴۴/۴)، رقم الحديث: ۲۷۹۱، كتاب المناسك، باب فضل الحج ماشياً من مكة ان صح الخبر، ط: المكتب الاسلامی۔

(۳) وعن أنس رضی اللہ عنہ أن رسول الله ﷺ حج على رحل، وكانت زاملته، رواه البخاری۔ (رياض الصالحين: (ص: ۳۸۷)، رقم الحديث: ۱۲۸۳، كتاب الحج، ط: قديمی)

صحيح البخاری: (۲۰۵/۱)، كتاب المناسك، باب الحج على الرحل، ط: قديمی۔

السنن الكبرى للبيهقی: (۳۳۲/۴)، كتاب الحج، باب من اختار الركوب، ط: إدارة تاليفات اشرفية۔

سے معلوم ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ کے لئے پیدل جانا افضل ہے، ان میں تطبیق یہ ہے کہ جو قریب ہو اور اسے پیدل جانے کی طاقت ہو، اس کے لئے پیدل جانا افضل ہے اور جس میں پیدل جانے کی طاقت نہیں ہے راستہ میں ساتھیوں پر بوجھ بننے کا احتمال ہے اس آدمی کے لئے حج اور عمرہ سوار ہو کر کرنا افضل ہے، تاہم پیدل حج وعمرہ اچھا عمل ہے،[1] نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے پیدل حج کیا تو اسے ہر قدم کے بدلے حرم کی نیکیوں کے برابر ایک نیکی ملے گی، تو پوچھا گیا کہ حرم کی نیکیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک نیکی سات سو کے برابر ہے،[2] اور ایک روایت میں ہے کہ حرم کی ایک نیکی ایک ہزار کے برابر ہے،[3] عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام ہندوستان سے ہزار بار پیدل بیت

(۱) قال مشايخنا للتوفيق بين الروايتين :إنما يركب إذا بعدت المسافة وشق المشي وإذا قربت والرجل ممن يعتاد المشي ولا يشق عليه ينبغي أن لا يركب، وبهذا يحصل التوفيق۔(اعلاء السنن:(۱۰/ ۴۸۵)، كتاب الحج، باب من نذر الحج ماشيا ألزمه المشي، ط: إدارة القرآن)

البنايه شرح الهداية: (۴/ ۴۹۹)، كتاب الحج، مسائل منثوره، ط: دار الكتب العلمية۔

العنايه شرح الهداية: (۳/ ۱۷۲)، كتاب الحج، مسائل منثوره، ط: رشيديه۔

(۲) قال النبي ﷺ: من حج ماشيا فله بكل خطوة حسنة من حسنات الحرم، قيل: وما حسنات الحرم؟ قال عليه السلام: واحدة بسبعمائة۔ (بدائع: ۵/ ۸۴)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۳/ ۱۵۳)، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع والشراء الخ، ط: امداديه ملتان۔

(۳) رواه ابن خزيمة والحاكم، وقال صحيح الاسناد عن زاذان ؒ ولفظه مختصرا من حج من مكة ماشيا حتى يرجع الى مكة كتب الله له بكل خطوة سبع مائة حسنة، كل حسنة مثل حسنات الحرم۔ قيل: وما حسنات الحرم؟ قال: بكل حسنة مائة الف حسنة۔ (الترغيب والترهيب: (۲/ ۲۸)، رقم الحديث: ۱۷۰۲، كتاب الحج، الترغيب في الحج والعمرة، ط: دار الكتب العلمية)

المستدرك للحاكم: (۱/ ۶۳۱)، رقم الحديث: ۱۶۹۲، أول كتاب المناسك، ط: دار الكتب العلمية۔

صحيح ابن خزيمة: (۴/ ۲۴۴)، رقم الحديث: ۲۷۹۱، كتاب المناسك، باب فضل الحج ماشيا من مكة ان صح الخبر، ط: المكتب الاسلامي۔

اللہ آئے اتنی بار کبھی بھی سوار نہیں ہوئے،[1] محمد بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ (جب نابینا ہوئے) فرمایا کرتے تھے کہ صرف اسی بات پر افسوس ہے کہ مجھے پیدل حج کی خواہش ہے اور اب میں نہیں کر سکتا۔[2]

حسن بن علیؓ نے مدینہ سے مکہ پیدل جا کر پچیس حج کئے حالانکہ بہترین قسم کی اونٹنیاں ان کے سامنے ہانکی جا رہی تھیں۔[3]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے پیدل حج فرمایا۔[4]

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إن آدم أتى البيت ألف أتية لم يركب قط فيهن من الهند على رحلة" رواه ابن خزيمة في صحيحه۔ (اعلاء السنن: (۱۰/ ۴۸۷)، كتاب الحج، باب من نذر الحج ماشياً، ط: إدارة القرآن)

صحيح ابن خزيمة: (۴/ ۴۴۵)، رقم الحديث: ۲۷۹۲، كتاب المناسك، باب عدد حج آدم صلوات الله عليه وصفة حجه إن صح الخبر، ط: المكتب الإسلامي۔

(۲) عن محمد بن كعب عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: "ما آسى على شيئ إلا أني وددت إني كنت حججت ماشياً، لأن الله تعالىٰ يقول: "يأتوك رجالاً" (احكام القرآن للجصاص: (۳/ ۳۲۲)، ومن سورة الحج، باب الحج ماشياً، ط: قديمي)

اعلاء السنن: (۱۰/ ۴۸۴)، كتاب الحج، باب من نذر الحج ماشياً، ط: إدارة القرآن۔

(۳) عن عبدالله بن عبيد بن عمير قال: لقد حج الحسن بن علي خمسا وعشرين حجة ماشياً، وإن النجائب لتقاد معه، (المستدرك للحاكم: (۳/ ۱۸۵)، رقم الحديث: ۴۷۸۸، كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم، ومن فضائل الحسن بن علي بن ابي طالب رضي الله عنهما، ط: دار الكتب العلمية)

اعلاء السنن: (۱۰/ ۴۸۴)، كتاب الحج، باب من نذر الحج ماشياً، ط: إدارة القرآن۔

عمدة القاري: (۹/ ۱۸۷)، كتاب الحج، باب قول الله تعالىٰ: يأتوك رجالاً الخ" ط: دار الكتب العلمية۔

(۴) عن مجاهد أن ابراهيم واسماعيل عليهما السلام حجا ماشيين۔ (السنن الكبرى: (۴/ ۳۳۲)، كتاب الحج، باب الرجل يجد زاداً ور احلة، ط: اداره تاليفات اشرفية)

عن مجاهد قال: حج ابراهيم واسماعيل ماشيين۔ (اخبار مكة للأزرقي: (۱/ ۶۸)، ذكر حج ابراهيم عليه السلام، ط: دار الأندلس)

اعلاء السنن: (۱۰/ ۴۸۴)، كتاب الحج، باب من نذر الحج ماشياً، ط: إدارة القرآن۔

عمدة القاري: (۹/ ۱۸۷)، كتاب الحج، باب قول الله تعالىٰ: يأتوك رجالاً الخ" ط: دار الكتب العلمية۔

پیدل حج کرنے کی نذر ماننا

اگر کسی نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی تو اس پر پیدل حج کرنا واجب ہوگا اور یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے، اور اس پر اجماع بھی ہے۔[1]

پیدل حج کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''میں پیدل حج کروں گا'' تو نذر منعقد ہو جائے گی اور اس پر پیدل حج لازم کرنا لازم ہوگا، حج کے لئے پیدل جانا شروع کرے، اگر فاصلہ بہت زیادہ ہے اور چلنے سے عاجز آ گیا یا قانونی طور پر پیدل چلنے کی اجازت نہیں تو گاڑی یا جہاز وغیرہ پر سوار ہو جائے اور حرم کی حدود میں ایک دم دے دے، اور اگر پیدل چلے بغیر سوار ہو کر حج کر لیا تو بھی نذر پوری ہو جائے گی اور حرم کی حدود میں دم دینا لازم ہوگا۔

(نوٹ) آج کل چونکہ پاسپورٹ ویزا اور ٹکٹ کی پابندی ضروری ہے، دوسری طرف صرف ہوائی جہاز سے ہی سفر کرنا ہوتا ہے، اس کا وقت اور ہوائی اڈہ بھی متعین ہوتا ہے تو ابتداء ہی سے جہاز پر سوار ہو کر جائے اور حرم کی حدود میں ایک دم

---

(۱) ولو قال: علی المشی إلی بیت اللہ أو إلی الکعبۃ أو إلی مکۃ أو إلی بکۃ، فعلیہ حجۃ أو عمرۃ ماشیاً... لأنہ التزام المشی، وفیہ زیادۃ قربۃ، قال النبی علیہ الصلاۃ والسلام: من حج ماشیاً فلہ بکل خطوۃ حسنۃ من حسنات الحرم، قیل وما حسنات الحرم؟ قال علیہ السلام: واحدۃ بسبعمائۃ، فجاز التزامہ بالنذر۔ (بدائع الصنائع: (۸۳/۵، ۸۴)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فأنواع، ط: سعید)

(قولہ: وإن قال إلی بیت اللہ تعالی) قال الاتقانی: اعلم أن مسائل ھذا الفصل علی ثلاثۃ أوجہ، فی وجہ یلزمہ إما حجۃ أو عمرۃ فی قولھم جمیعاً... أما الوجہ الذی یلزمھم بالاتفاق فھو ما إذا قال: للہ علی المشی إلی بیت اللہ أو علی المشی إلی الکعبۃ... فی النذر بالمشی إلی بیت اللہ أو الکعبۃ أو إلی مکۃ ثبت الحکم بالاجماع۔ (حاشیۃ الشلبی علی التبیین: (۱۵۳/۳)، کتاب الأیمان، باب الیمین فی البیع والشراء، ط: امدادیہ ملتان)

البحر العمیق: (۲۲۱۷/۴)، الباب السابع عشر: فی النذر بالحج والحلف بہ، ط: مؤسسۃ الریان۔

دے دے۔[1]

پیدل حج کی نذر

''پیدل حج کروں گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پیدل حج کی نذر کی مکہ والے نے

اگر مکہ میں مقیم کسی شخص نے پیدل حج کی نذر مانی تو وہ حج کے لئے اپنے گھر سے پیدل جانا شروع کرے گا، اور اگر اس نے عمرہ کی نذر مانی تو وہ عمرہ کے لئے ''حل'' پیدل جائے گا اور وہاں سے احرام باندھ کر پیدل عمرہ کرے گا، کیونکہ پیدل حج وعمرہ کی نذر ماننے کی صورت میں اپنے گھر سے نکلنا ضروری ہے خواہ احرام نہ بھی باندھا ہو، اور مکہ والوں کے لئے پیدل حج اور عمرہ کرنے میں کوئی قانونی رکاوٹ نہیں ہے۔[2]

پیدل عمرہ کا حکم

''پیدل حج کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پیدل عمرہ کرنے کی نذر ماننا

اگر کسی نے پیدل عمرہ کرنے کی نذر مانی تو اس پر پیدل عمرہ کرنا واجب ہوگا

(۱) ''پیدل عمرہ کی نذر'' عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

(۲) لو نذر عمرة ماشيا وكان بمكة، فعليه أن يخرج إلى الحل، فيحرم منه وإنما اختلفوا في أنه يلزمه المشي في ذهابه إلى الحل أو لا يلزمه إلا بعد رجوعه منه محرما؟ والوجه يقتضي أنه يلزمه المشي، لما قدمناه في الحج من أنه يلزمه المشي من بلدته مع أنه ليس محرما منها، بل هو ذاهب إلى محل الإحرام، فيحرم منه أعني المواقيت في الأصح۔ (غنية الناسك: (ص: ۳۵۲)، باب النذور بالحج أو العمرة، فصل الكنايات، ط: إدارة القرآن)

فتح القدير: (۴/۴۵۲)، كتاب الأيمان، باب اليمين في الحج والصلاة والصوم، ط: رشيديه

شامي: (۳/۸۲۶)، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع والشراء والصوم والصلاة وغيرها، مطلب قال على المشي إلى بيت الله تعالى أو الكعبة، ط: سعيد۔

اور یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے، اور اس پر اجماع بھی ہے۔[1]

پیدل عمرہ کی نذر

اگر کسی نے پیدل عمرہ کی نذر مانی تو اس پر پیدل عمرہ کرنا لازم ہے، پیدل جانا شروع کرے، اگر فاصلہ بہت زیادہ ہے اور چلنے سے عاجز آ گیا ہے تو گاڑی یا جہاز وغیرہ پر سوار ہو جائے اور حرم کی حدود میں ایک دم دے دے، اور اگر پیدل چلے بغیر سوار ہو کر عمرہ کیا تو بھی نذر پوری ہو جائے گی اور حرم کی حدود میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔

(نوٹ) آج کل چونکہ ملکی قوانین، پاسپورٹ اور ہوائی جہاز سے سفر کرنا ضروری ہے اس لئے ابتداء ہی سے جہاز پر سوار ہو کر جائے اور حرم کی حدود میں ایک دم دے دے۔[2]

---

(١) "پیدل حج کرنے کی نذر کرنا" عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

(٢) عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ قال: ماخطبنا رسول اللہ ﷺ خطبة الا امرنا بالصدقة، ونهانا عن المثلة قال وقال: وان من المثلة ان ينذر ان يحج ماشياً، فمن نذر ان يحج ماشياً فليهد هديا وليركب۔ وصححه الحاكم واقر عليه الذهبي۔ (تكملة فتح الملهم: (٢/ ١٦٩)، كتاب النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ط: مكتبه دار العلوم)

المستدرك على الصحيحين للحاكم: (٤/ ٣٣٨)، رقم الحديث: ٧٨٤٣، كتاب النذور، ط: دار الكتب العلمية، بيروت۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان اخت عقبة بن عامر نذرت ان تمشي إلى البيت فامرها النبي ﷺ ان تركب وتهدي هديا، سكت عليه ابو داؤد، والمنذري في تلخيصه، (٤/ ٣٧٧) وقال الحافظ في التلخيص: (٤/ ١٧٨)، اسناده صحيح، (تكملة فتح الملهم (٢/ ١٦٩) ط: مكتبه دار العلوم)

سنن ابي داؤد: (٢/ ١١٣)، كتاب الأيمان والنذور، باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية، ط: رحمانيه۔

عن عمران بن حصين رضی اللہ عنہ قال: فلما قام فينا رسول الله ﷺ إلا حثنا فيه على الصدقة ونهانا عن المثلة وقال: من المثلة ان تنذر أن تحج ماشيا فاذا نذر احدكم ان يحج ماشيا فليهد هدياً وليركب۔ (السنن الكبرى للبيهقي: (١٠/ ٨٠)، كتاب النذور، باب الهدى فيمار كب، ط: إدارة تاليفات اشرفيه) =

پیدل عمرہ کی نذر کی مکہ والے نے

''پیدل حج کی نذر کی مکہ والے نے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پیسے صدقہ کرنے کی نذر فلاں کی طرف سے

''فلاں کی طرف سے پیسے صدقہ کرنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پیشگی ادائیگی نذر معلق کی

''نذر معلق کی پیشگی ادائیگی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پیغمبر کا نام رکھنے کی نذر

کسی نے نذر مانی کہ اگر میرا کوئی لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام کسی پیغمبر یا کسی صحابی یا کسی ولی یا بزرگ یا عالم کے نام پر رکھوں گا، تو یہ نذر منعقد نہیں ہوگی اس کا پورا کرنا بھی ضروری نہیں ہوگا، وہ جو بھی اچھا نام رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے، اس کو اختیار ہے۔ (۱)

= عن علی رضی اللہ عنہ: فیمن نذر ان یمشی إلی البیت، قال: یمشی فإذا أعیا رکب ویھدی جزوراً۔ مصنف عبد الرزاق: (۸/۴۵۰)، رقم الحدیث: ۱۵۸۶۹، کتاب الأیمان والنذور، باب فیمن نذر شیئاً ثم عجز، ط: إدارة القرآن)

موطا لامام محمد: (۲/۲۱۲)، کتاب الأیمان والنذور، باب من جعل علی نفسه المشی ثم عجز، ط: مکتبة البشری)

تکمله فتح الملهم: (۲/۱۷۰)، کتاب الأیمان والنذور، باب من نذر أن یمشی إلی الکعبة، ط: دار العلوم کراچی)

(۱) لم یلزم الناذر مالیس من جنسه فرض کعیادة مریض وتشییع جنازة ودخول مسجد... لأنه لیس من جنسها فرض مقصود۔ (الدر مع الرد: (۳/۷۳۶)، کتاب الأیمان، مطلب فی أحکام النذر، ط: سعید)

والأصل فی ذلک أن کل ما کان له أصل فی الفروض لزم الناذر بنذره، و کل مالم یکن له أصل فی الفروض لایلزم الناذر بنذره۔ (الفتاوی التاتارخانیه: (۶/۲۸۱)، کتاب الأیمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: مکتبه فاروقیه)

درر الحکام شرح غرر الأحکام: (۲/۴۳)، کتاب الأیمان، ط: دار احیاء الکتب العربیة

ت

تبلیغ میں جانے کی نذر

نذر صحیح ہونے کے لئے منذور (جس چیز کی نذر کی جائے) کا عبادت مقصودہ ہونا شرط ہے، تبلیغ عبادت مقصودہ نہیں ہے، اس لئے تبلیغ میں جانے کی نذر صحیح نہیں ہے، اور ایسی نذر کو پورا کرنا واجب نہیں ہے، تاہم اگر پورا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے منع نہیں ہے۔ (۱)

تبلیغی جماعت کو کھلانے کے نام پر مرغا پالنا

اگر صدقہ کی نیت سے تبلیغی جماعت کے لوگوں کو کھلانے کی نذر مان کر مرغا پالا ہے تو درست ہے مگر اس کا کھلانا تبلیغی جماعت کے لوگوں کے ساتھ خاص نہیں ہوگا بلکہ کسی بھی غریب کو ثواب سمجھ کر کھلانا جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) ومنها أن یکون قربة مقصودة ،فلا یصح النذر بعیادة المرضیٰ وتشییع الجنازة والوضوء والاغتسال،... والأذان وبناء الرباطات والمساجد وغیر ذلک وإن کانت قرباً، لأنها لیست بقرب مقصود۔ (بدائع الصنائع:(۸۲/۵)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فأنواع، ط:سعید)

ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط وکان من جنسه واجب)أی فرض (وهو عبادة مقصودة) (ووجد الشرط... لزم الناذر) (الدر مع الرد:(۷۳۵/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی أحکام النذر، ط: سعید)

الفتاوی التاتارخانیة :(۲۸۱/۶)، کتاب الأیمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: مکتبه فاروقیه۔

(۲) والغینا تعیین الزمان والمکان والدرهم والفقیر ؛ لأن النذر ایجاب الفعل فی الذمة من حیث هو قربة لا باعتبار وقوعه فی زمان ومکان وفقیر، وتعیینه للتقدیر به أو التاجیل إلیه۔ (مراقی) قال فی التنویر وشرحه: والنذر من اعتکاف أو حج أو صلاة أو صیام أو غیرهما غیر المعلق، ولو معینا لایختص بزمان ومکان ودرهم وفقیر۔ (طحطاوی علی المراقی:(ص: ۶۹۲)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی)=

تبلیغی جماعت کی مہمان نوازی کی نذر

اگر کسی نے کہا کہ ”اگر میرا فلاں کام ہوا تو میں قریش کی جماعت یا تبلیغی جماعت کی مہمان نوازی کروں گا“، تو اس سے نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ ضیافت کی جنس میں سے کچھ واجب نہیں ہے۔ (۱)

تثنیہ یا جمع بولا جائے ”دن“ کا لفظ

”دن“ کا لفظ تثنیہ یا جمع بولا جائے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

تثنیہ بولا جائے ”رات“ کا لفظ

”رات“ کا لفظ تثنیہ یا جمع بولا جائے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

تجارت میں ترقی کی نذر

تجارت میں ترقی کے لئے نذر ماننا درست ہے مثلاً کسی نے نذر مانی کہ ”میرے بزنس کی آمدنی جس مہینہ میں پچاس ہزار سے زائد ہوگی تو میں ایک روزہ

= وکذا یظهر منه أنه لایتعین فیه المکان والدرهم والفقیر۔ (شامی: (۳/۷۴۱)، کتاب الأیمان، مطلب النذر غیر المعلق لایختص بزمان ومکان ودرهم وفقیر، ط: سعید)

مجمع الأنهر: (۱/۲۹۱)، کتاب الزکاة، قبیل باب زکوة السوائم، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) رجل قال: إن فعلت کذا فلله علی أن أضیف جماعة قریش ”لا یلزمه شئی، (الفتاوی التاتار خانیة: (۶/۲۸۶)، کتاب الأیمان والنذور، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: مکتبه فاروقیه)

رجل قال: إن فعلت کذا فلله علی أن أضیف جماعة قرابتی، فحنث لایلزمه شئی، (الفتاوی الهندیة: (۲/۶۶)، کتاب الأیمان، الباب الثانی فیما یکون یمیناً ومالایکون یمیناً، الفصل الثانی فی الکفارة، ط: رشیدیه)

فتاوی قاضیخان علی هامش الهندیة: (۲/۱۶)، کتاب الأیمان، فصل فی الیمین بالصوم والصدقة ونحو ذلک، ط: رشیدیه۔

رکھوں گا'' توجس مہینہ میں بھی اس کی ذاتی آمدنی پچاس ہزار سے زائد ہوگی اس پر ایک روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ (۱)

تداخل کفارات میں

''کفارات میں تداخل'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

تدریس کرنے کی نذر

''وعظ کرنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ترقیٔ کاروبار کی نذر

''تجارت میں ترقی کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

تسبیحات کی نذر

تسبیحات کی نذر درست نہیں کیونکہ اس کی جنس میں سے واجب موجود نہیں مثلاً کسی نے نذر مانی کہ میں ہزار بار سبحان اللہ، سبحان اللہ کہوں گا تو اس کی نذر منعقد

(۱) عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم قال: من نذر أن يطيع الله فليطعه، ومن نذر أن يعصيه فلا يعصيه۔ (الموطا للامام محمد: (ص: ۳۲۷)، باب من حلف أو نذر في معصية، ط: قديمی)

وفي التعليق الممجد: (قوله: فليطعه) أي وجوباً، فإن المباح يصير واجباً بالنذر لقوله تعالى: "وليوفوا نذورهم" (التعليق الممجد على موطا امام محمد: (۱۷۰/۳)، كتاب الفرائض، باب من حلف أو نذر في معصية، ط، دار القلم دمشق)

ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط، وكان من جنسه واجب أي فرض كما سيصرح به تبعاً للبحر والدرر، وهو عبادة مقصودة... ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث "من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى" كصوم وصلاة وصدقة۔ (الدر المختار) وفي الشامي: (قوله لزم الناذر) أي لزمه الوفاء به، والمراد انه يلزمه الوفاء باصل القربة التي التزمها، لا بكل وصف التزمه (قوله: لحديث) قال في الفتح: هو حديث غريب الا انه مستغنى عنه ففي لزوم المنذور الكتاب والسنة والاجماع۔ (الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

نہیں ہوگی، اوراس پر ہزار بار سبحان اللہ کہنا لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

تسبیح فاطمی کی نذر

تسبیح فاطمی کی نذر درست ہے، اوراس کو پورا کرنا لازم ہے۔

واضح رہے کہ تسبیح فاطمی میں تین مقدس کلمات ہیں:

❶ سبحان اللہ ۳۳ بار، ❷ الحمد للہ ۳۳ بار، ❸ اللہ اکبر ۳۴ بار، ان میں سبحان اللہ سب پر مقدم ہے اس لئے عربی قاعدہ کے اعتبار سے تغلیباً سب کو "تسبیحات" کہہ دیا جاتا ہے، ان تین کلمات میں سے سبحان اللہ کی جنس سے واجب موجود نہیں لیکن الحمد للہ اور اللہ اکبر کی جنس سے واجب موجود ہے، چنانچہ تکبیر تحریمہ، عیدین کی تکبیرات اور تکبیرات تشریق واجب ہیں، اور نماز میں سورہ فاتحہ کی ابتداء میں اللہ ہے جس کا پڑھنا واجب ہے، لہذا تسبیح فاطمی کی نذر درست ہے۔ (۲)

---

(۱) قوله: أو علي أن أقرأ القرآن إن فعلت كذا لايلزمه شئی) لعل وجهه أن هذه الاشياء وإن كانت عبادة إلا أنها ليست مقصودة فإن القصد بالطواف تعظيم الكعبة وبالقراءة التدبر فی معانيها لامجرد اجراء الحروف علی اللسان وعلل فی شرح الاشباه لعدم صحة نذر التسبيحات وقراءة القرآن بانها ليست بقربة مقصودة۔ (تقريرات الرافعی علی حاشية ابن عابدين: (۱۵/۲)، كتاب الأيمان، ط: سعيد)

ولو نذر التسبيحات دبر الصلاة لم يلزمه، (الدر مع الرد: (۷۳۸/۳)، كتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمی۔

(۲) ولو نذر التسبيحات دبر الصلاة لم يلزمه۔ (قوله: ولو نذر التسبيحات) لعل مراده التسبيح والتحميد والتكبير ثلاثا وثلاثين فی كل وأطلق علی الجميع تسبيحاً تغليباً لكونه سابقاً وفيه اشارة إلی أنه ليس من جنسها واجب ولا فرض وفيه أن تكبير التشريق واجب علی المفتی به وكذا تكبيرة الإحرام وتكبيرات العيدين فينبغی صحة النذر به بناء علی أن المراد بالواجب هو المصطلح عليه (حاشية الطحطاوی علی الدر المختار: (۳۳۹/۲)، كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة)

شامی: (۷۳۸/۳)، كتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعيد۔

احسن الفتاوی: (۵۰۱/۵)، كتاب الأيمان، ط: سعيد۔

تسلسل

تسلسل کا معنی لگاتار اور متواتر ہے، اور تسلسل کی دو قسمیں ہیں: ''تسلسل التزامی'' اور ''تسلسل اقتضائی''۔ (۱)

تسلسل اقتضائی

اعتکاف کی نذر میں تسلسل اقتضائی یہ ہے کہ اعتکاف کی نذر کرنے والے نے نذر کرتے ہوئے تسلسل کی قید نہیں لگائی، البتہ وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ تسلسل ہو۔ اس کو تسلسل اقتضائی کہتے ہیں جیسے کسی نے اعتکاف کی نذر کرتے ہوئے کہا کہ ''میں دس دن اعتکاف میں بیٹھوں گا'' تو اس پر دس دن اور دس رات مسلسل اعتکاف میں بیٹھنا لازم ہوگا، یا مثلاً کسی نے معین دنوں یا معین مہینوں کے اعتکاف کی نذر مانی تو اس پر بھی رات دن مسلسل اعتکاف میں بیٹھنا لازم ہے، یہاں تسلسل کا حکم وقت کا تقاضا ہے، کیونکہ درمیان میں ایسا وقت موجود نہیں جو اعتکاف کا محل نہ بن سکتا ہو۔ (۲)

(۱، ۲) ولو قال: لله علی أن اعتکف شهراً یلزمه اعتکاف شهر أی شهر کان متتابعاً فی النهار واللیالی جمیعاً سواء ذکر التتابع أو لا... بخلاف الصوم... وجه الفرق أن الاعتکاف عبادة دائمة ومبناها علی الاتصال، لأنه لبث وإقامة واللیالی قابلة تلبث فلابد من التتابع وإن کان اللفظ مطلقاً عن قید التتابع لکن فی لفظه ما یقتضیه وفی ذاته ما یوجبه بخلاف ما إذا نذر أن یصوم شهراً ولزمه أن یصوم شهراً غیر معین لأنه إذا عین شهرا، له أن یفرق لأنه أوجب مطلقاً عن قید التتابع ولیس مبنی حصوله علی التتابع بل علی التفریق لأن بین کل عبادتین منه وقتاً لا یصلح لها وهو اللیل فلم یوجد فیه قید التتابع ولا اقتضاء لفظه وتعیینه فبقی له الخیار... فأما الاعتکاف فکل واحد منهما محل۔ (بدائع الصنائع: (۱۱۱/۲)، کتاب الاعتکاف، فصل وأما شرائط الاعتکاف، ط: سعید)

الدر مع الرد: (۴۵۱/۲)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۳۰۶/۲)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: سعید۔

تسلسل التزامی

اعتکاف کی نذر میں تسلسل التزامی یہ ہے کہ اعتکاف کی نذر کرنے والے نے نذر کرتے ہوئے لگاتار اعتکاف میں بیٹھنے کی شرط لگائی ہو، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر نذر کرنے والے نے اعتکاف کرتے ہوئے تسلسل توڑ دیا تو سب کا دوبارہ اعادہ کرنا لازم ہوگا۔ (١)

تسلسل کی قید اعتکاف کی نذر میں

اگر کسی نے اعتکاف کی نذر کرتے ہوئے تسلسل کی باقاعدہ قید لگادی مثلاً یوں کہا کہ ''میں دس دن مسلسل اعتکاف میں بیٹھوں گا'' تو اس صورت میں روزہ رکھ کر دس دن مسلسل اعتکاف میں بیٹھنا لازم ہوگا، اگر ان میں سے کسی دن اعتکاف نہیں کیا، یا اعتکاف کرنے کے لئے بیٹھا لیکن روزہ نہیں رکھ سکا تو ان تمام دنوں کا اعتکاف تسلسل کے ساتھ کرنا لازم ہوگا۔ (٢)

---

(١) وفی الاعتکاف یلزمه بصفة التتابع فی المعین وغیر المعین، ثم فی الصوم والاعتکاف إن أفسد یوماً إن کان شهراً معیناً لا یلزمه الاستقبال وإن کان غیر معین لزمه، الخ، یعنی لزمه الاستقبال فی الصوم إن ذکر التتابع وفی الاعتکاف مطلقاً، وعلل له فی المبسوط بأن ایجاب العبد معتبر بإیجاب الله تعالیٰ وما أوجب الله متتابعاً إذا أفطر فیه یوماً لزمه الاستقبال کصوم الظهار والقتل، والاطلاق فی الاعتکاف کالتصریح بالتتابع۔ (البحر الرائق: (٣٠٦/٢)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: سعید)

تحفة الفقهاء: (١/٣٧٦)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: دار الکتب العلمیة۔

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ٧٠٣)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: قدیمی۔

(٢) والصوم شرط فی الاعتکاف الواجب روایة واحدة... لقوله علیه الصلاة والسلام: لا اعتکاف إلا بالصوم۔ (مجمع الأنهر: (١/٣٧٧)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: دار الکتب العلمیه)

بدائع الصنائع: (١٠٩/٢)، کتاب الاعتکاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعید۔

الفتاوی التاتارخانیة: (٤١١/٢)، کتاب الصوم، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، ط: دائرة المعارف العثمانیة۔

أن المنذور به إن کان اعتکاف شهر بعینه یقضی قدر ما فسد ولا یلزمه الاستقبال کالصوم المنذور به=

تسمیہ کی نذر

تسمیہ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) کی نذر درست نہیں کیونکہ یہ عبادت مقصودہ میں سے نہیں۔ (۱)

تشہد کی نذر

تشہد کی نذر کرنا درست نہیں کیونکہ اس کو نفلی طور پر پڑھنا ثابت نہیں اس لئے وہ عبادت مقصودہ نہیں۔ (۲)

تعداد بھول گیا

اگر کسی نے متعین روزے رکھنے کی نذر مانی تھی، یا مخصوص مقدار میں صدقہ دینے کی نذر مانی تھی، اور اب تعداد یاد نہیں، تو اس صورت میں وہ خوب غور وفکر کرے، غور وفکر کے بعد جو تعداد ذہن میں آجائے اس کو پورا کرے۔ (۳)

= في شهر بعينه إذا أفطر يوماً... وإذا كان اعتكاف شهر بغير عينه يلزمه الاستقبال، لأنه يلزمه متابعاً فيراعي فيه صفة التتابع وسواء فسد بصنعه من غير عذر... أو فسد بصنعه لعذر۔ (بدائع الصنائع: (۲/ ۱۱۷)، كتاب الاعتكاف، فصل وأما بيان حكمه إذا فسد، ط: سعيد)

مزید "تسلسل التزامی" عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

(۱، ۲) وفي القنية: لا يصح النذر بالتصدق على الاغنياء، ولا بدعاء معين ولا بالصلاة على النبي ﷺ (رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۴)، الرسالة الخامسة والثلاثون: في النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

جامع الرموز: (۳۵۱/۲)، كتاب الأيمان، ط: مظهر العجائب، كلكته۔

شامي: (۷۳۸/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد۔

قال في البدائع: ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة، فلا يصح النذر بعيادة المرضى وتشييع الجنائز والوضوء... ومس المصحف والاذان وغير ذلك، وإن كان قرباً، لأنها غير مقصودة۔ (البحر الرائق: (۵۸/۲)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذور، فصل أما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

(۳) من لا يدري كمية الفوائت يعمل باكبر رايه۔ (حاشيه الطحطاوي على المراقي: (ص: ۴۴۷)، كتاب الصلوة، باب قضاء الفوائت، ط: قديمي) =

اور اگر صرف یہ کہا تھا کہ کچھ روزے رکھوں گا یا کچھ صدقہ کروں گا تو اس صورت میں اب خود اس کا تعین کر سکتا ہے، اور تعین کر کے اسے پورا کرے۔ (۱)

تعداد فقراء

''فقراء کی تعیین نہیں کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

تعداد کی نذر صدقہ میں

صدقہ کی نذر میں فقیر کی تعداد کا بھی اعتبار نہیں ہے، مثلاً کسی نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہوا تو میں ایک ہزار روپے ایک ہزار مسکینوں میں تقسیم کروں گا، ہر مسکین کو ایک روپیہ دوں گا، پھر اگر وہ ایک مسکین کو ساری رقم دے دے، یا پانچ سو مسکینوں کو ہزار روپے دے دے تو بھی درست ہے۔ (۲)

= فتاوی دار العلوم دیوبند: (۱۲/ ۱۰۹)، رقم السوال: ۱۲۵، کتاب الأیمان، باب النذور، ط: دار الاشاعت)

(۱) ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط... ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث: من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۵)، کتاب الصوم، مطلب فی أحکام النذر، ط: سعید)

إذا نذر شيئاً من القربات لزمه الوفاء به، لقوله تعالى: وليوفوا نذورهم، (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: (ص: ۶۹۲)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی)

رسائل ابن نجیم: (ص: ۳۹۱)، الرسالة الخامسة والثلاثون فی النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

والمبهم يصلح وسيلة بواسطة التعيين۔ (الهداية: (۱/ ۳۱۷)، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ط: رحمانیه)

(۲) ولو قال: "أتصدق بهذه الدراهم على عشرة مساكين" فتصدق على واحد جاز۔ (الفتاوى التاتارخانيه: (۶/ ۲۸۷)، کتاب الأیمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: مکتبه فاروقیه)

ولو قال: لله على أن أتصدق بهذه الدراهم على المساكين فتصدق بها على واحد اجزاءه۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۸۶)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعید)

ولو قال أتصدق بهذه العشرة الدراهم على عشرة مساكين فتصدق على مسكين واحد دفعة واحدة جاز۔ (فتاوی قاضیخان علی هامش الهندية: (۳/ ۵۰۷)، کتاب الوصایا، فصل فی مسائل مختلفة، ط: رشیدیه)

تعداد مسکین

"مسکین کی تعداد" عنوان کے تحت دیکھیں۔

تعلیق کا لفظ نامکمل رہ گیا

کسی نے کہا کہ "میں اللہ کی رضا کے لئے سو روپے صدقہ کروں گا اگر......" اتنے میں کسی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اور وہ آگے کچھ نہ کہہ سکا، جب کہ وہ نذر کو کسی شرط کے ساتھ معلق اور مشروط کرنا چاہتا تھا، مثلاً یہ کہنا چاہتا تھا کہ "اگر میں دکان جاؤں" اس صورت میں اس کی نذر مطلق شمار کی جائے گی، اور وہ سو روپے صدقہ کر دے، اگرچہ دکان نہ گیا ہو، اس کے برخلاف اگر طلاق میں ایسی صورت پیش آئی تو وہ معلق اور مشروط ہوگا، مثلاً کسی نے کہا کہ "میری بیوی کو طلاق اگر......" اتنے میں کسی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور وہ کچھ نہ کہہ سکا، حالانکہ وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ "اگر میں دکان جاؤں" اس صورت میں اگر وہ دکان جائے گا تو بیوی پر طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں۔

نذر اور طلاق میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ اور شیطان وابلیس کی پسندیدہ چیز ہے، جہاں تک ممکن ہو طلاق واقع نہ ہونے کا فیصلہ کرنا چاہئے، اور یہاں طلاق واقع نہ ہونے کا فیصلہ کرنا ممکن ہے جیسے اگر تعلیق کے الفاظ بولنے سے پہلے اسے چھینک آجائے یا کھانسی شروع ہو جائے تو تعلیق اور شرط کا اعتبار کیا جاتا ہے، اور صدقہ کرنے کی نذر کرنا عبادت ہے، جہاں تک ممکن ہو اس کو ثابت اور لازم کرنے کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ (۱)

---

(۱) وفي الولوالجية: لو قال: لله علي أن أتصدق بمائة درهم، فأخذ انسان فمه فلم يتم الكلام وهو يريد أن يقول: إن فعلت كذا، فالاحتياط أن يتصدق فرق بين هذا وبين اليمين بالطلاق، فإن ثمة إذا وصل الشرط بعد ما رفع يده عن فمه لا يقع الطلاق، والفرق أن الطلاق محظور فيكلف لعدمه ما أمكن وقد أمكن بجعل هذا الانقطاع غير فاصل كما لو حصل الانقطاع بالعطاس أما الصدقة عبادة فلا يكلف لعدمه. (البحر الرائق: (۲۹۷/۴)، كتاب الأيمان، ط: سعيد) =

تعوذ کی نذر

تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) کی نذر درست نہیں، کیونکہ یہ عبادت مقصودہ میں سے نہیں۔ (۱)

تکبیر کی نذر

تکبیر کی نذر درست ہے کیونکہ اس کی جنس سے واجب موجود ہے، جیسے عیدین کی تکبیرات، تکبیرات تشریق، اس لئے اس کی نذر درست ہے۔ (۲)

= الفتاوی التاتارخانية: (۶/ ۲۹۷)، کتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: مكتبه فاروقيه۔

الفتاوی الولوالجية: (۲/ ۱۵۷)، کتاب الأيمان، الفصل الأول فی الألفاظ التی ينعقد بها اليمين وفيما لا ينعقد، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) وفی القنية: لا يصح النذر بالتصدق على الاغنياء، ولا بدعاء معين ولا بالصلاة على النبی ﷺ (رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۴)، الرسالة الخامسة والثلاثون: فی النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

جامع الرموز: (۱/ ۲۶۶)، کتاب الأيمان، ط: سعيد۔

شامی: (۳/ ۷۳۸)، کتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعيد۔

قال في البدائع: ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة، فلا يصح النذر بعيادة المرضیٰ وتشييع الجنائز والوضوء... ومس المصحف والاذان وغير ذلك، وإن كان قرباً، لأنها غير مقصودة۔ (البحر الرائق: (۲/ ۵۸)، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۵/ ۸۲)، کتاب النذور، فصل أما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

(۲) ولو نذر التسبيحات دبر الصلاة لم يلزمه، (قوله: ولو نذر التسبيحات) لعل مراده التسبيح والتحميد والتكبير ثلاثا وثلاثين فی كل وأطلق على الجميع تسبيحاً تغليباً لكونه سابقاً وفيه اشارة إلى أنه ليس من جنسها واجب ولا فرض وفيه أن تكبير التشريق واجب على المفتیٰ به وكذا تكبيرة الإحرام وتكبيرات العيدين فينبغی صحة النذر به بناء على أن المراد بالواجب هو المصطلح عليه۔ (حاشية الطحطاوی على الدر المختار: (۲/ ۳۳۹)، کتاب الأيمان، ط: دار المعرفة)

شامی: (۳/ ۷۳۸)، کتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعيد۔

احسن الفتاوی: (۵/ ۵۰۱)، کتاب الأيمان، ط: سعيد۔

تکفین کی نذر

اگر کسی نے میت کو کفنانے کی نذر مانی خواہ میت متعین ہو یا متعین نہ ہو دونوں صورتوں میں نذر منعقد نہیں ہوگی، اور اس کو نذر کی وجہ سے پورا کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

تلاوت کی نذر

قرآن مجید یا کسی سورت کی تلاوت کی نذر درست ہے اور اس کو پورا کرنا ضروری ہے، کیونکہ تلاوت عبادت مقصودہ ہے، اس کی جنس سے واجب موجود ہے اور وہ یہ کہ نماز میں قرآن مجید کی قرأت کرنا فرض ہے اور اس کو نفلی طور پر بھی پڑھنا نہ صرف جائز بلکہ ثواب کا کام ہے۔ (۲)

تلفظ ضروری ہے

''دل میں ارادہ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) (ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط و كان من جنسه واجب... وهو عبادة مقصودة) خرج الوضوء وتكفين الميت۔ (قوله: "وتكفين الميت") لأنه عبادة ليست مقصودة لذاتها وإنما هو شرط لعبادة مقصودة وهي الصلاة۔ ط عن المنح (الدر مع الرد: (۳/۷۳۵)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

ولو نذر تكفين ميت لم يلزم، لأنه ليس بقربة مقصودة كالوضوء۔ (البحر الرائق: (۲/۲۹۴)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم، وما لايفسده، فصل عقد لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد)

قوله: "لأنه ليست بعبادة مقصودة، الخ" نازع الرحمتي في خروج التكفين بقوله عبادة مقصودة فانه فرض كفاية، والقائم به مؤد لفرض الكفاية، وقال: يمكن اخراجه بقولهم ان لايكون واجبا قبل الايجاب اه سندي۔ (التحرير المختار للرافعي: (۲/۱۵)، كتاب الأيمان، ط: سعيد)

(۲) ولو نذر التسبيحات دبر الصلوة لم يلزمه، (قوله: "لم يلزمه" وكذا لو نذر قراءة القرآن وعلله القهستاني في باب الاعتكاف بأنها للصلاة وفي الخانية ولو قال: على الطواف بالبيت والسعي بين الصفا والمروة أو على أن أقرأ القرآن إن فعلت كذا لا يلزمه شئي، اه۔ قلت: وهو مشكل فإن القراءة عبادة مقصودة ومن جنسها واجب۔ (الدر مع الرد: (۳/۷۳۸)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

تنخواہ کی نذر ماننا

☆......اگر کسی نے زبانی طور پر یہ نذر مانی کہ اگر اس کو ملازمت ملے گی تو ایک مہینے کی تنخواہ اللہ کے راستے میں خرچ کرے گا تو ملازمت ملنے کی صورت میں ایک مہینے کی تنخواہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

اور اگر زبان سے اس کا تلفظ نہیں کیا صرف دل میں نیت کی تو نذر لازم نہیں ہوگی کیونکہ نذر لازم ہونے کے لئے زبان سے تلفظ کرنا لازم ہے۔ (۲)

---

(۱) عن عائشة رضی اللہ عنہا زوج النبی ﷺ قال: من نذر أن يطيع الله فليطعه، ومن نذر أن يعصيه فلا يعصيه۔ (الموطا للامام محمد: (ص:۳۲۷)، باب من حلف أو نذر في معصية، ط: قديمي)

وفي التعليق الممجد: (قوله: فليطعه) أي وجوباً، فإن المباح يصير واجباً بالنذر لقوله تعالى: "وليوفوا نذورهم"۔ (التعليق الممجد على موطا امام محمد: (۱۷۰/۳)، كتاب الفرائض، باب من حلف أو نذر في معصية، ط، دار القلم دمشق)

ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط، وكان من جنسه واجب أي فرض كما سيصرح به تبعاً للبحر والدرر، وهو عبادة مقصودة... ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث "من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى" كصوم وصلاة وصدقة۔ (الدر المختار) وفي الشامي: (قوله لزم الناذر) أي لزمه الوفاء به، والمراد انه يلزمه الوفاء باصل القربة التي التزمها، لا بكل وصف التزمه (قوله: لحديث) قال في الفتح: هو حديث غريب الا انه مستغنى عنه ففي لزوم المنذور الكتاب والسنة والاجماع۔ (الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

ولو جعل على نفسه حجة أو عمرة أو صوماً أو صلاةً أو صدقةً أو ما اشبه ذلك مما هو طاعة إن فعل كذا، ففعل لزمه ذلك الذي جعله على نفسه۔ (الفتاوى الهندية: (۶۵/۲) كتاب الأيمان، الفصل الثالث في الكفارة ومما يتصل بذلك، مسائل النذر، ط: رشيديه)

وإن علق النذر بشرط فوجد الشرط فعليه الوفاء بنفس النذر لإطلاق الحديث۔ (الهداية: (۱۵/۴) كتاب الأيمان، باب مايكون يميناً ومالا يكون يميناً، ط: مكتبة البشرى)

ومن نذر نذر مطلقاً أو معلقاً بشرط... ووجد الشرط) المعلق به (لزم الناذر) لحديث: من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى۔ (الدر المختار مع الرد: (۷۳۵/۳) كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

(۲) فركن النذر: هو الصيغة الدالة عليه، وهو قوله: لله عز شانه علىّ كذ، أو علىّ كذا، أو هذا هدي أو صدقة، أو مالي صدقة، أو ما أملك صدقة أو نحو ذلك۔ (بدائع الصنائع: (۸۱/۵)، كتاب النذر، ط: سعيد)=

☆......اور اگر کسی نے زبانی طور پر نذر مانی کہ اگر اس کو ملازمت ملے گی تو وہ تنخواہ کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو ملازمت ملنے کے بعد ہر مہینے کی تنخواہ کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا لازم ہوگا۔(۱)

توبہ توڑنے پر صدقہ کی نذر

ایک شخص شراب کا عادی تھا، اس کو توبہ کی توفیق ہوئی، اس نے یہ کہا کہ ''اگر آئندہ میں نے شراب پی تو اللہ کے لئے فقیروں کو دس ہزار روپیہ صدقہ دوں گا'' اتفاقاً اس نے شراب پی لی، تو اس پر نذر کو پورا کرنا لازم ہے، باقی اس کو اختیار ہے چاہے تو دس ہزار روپے صدقہ کردے یا قسم کا کفارہ ادا کردے۔(۲)

توڑ دیا روزہ ایام منہیہ میں

''ایام منہیہ میں روزہ رکھ کر توڑ دیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

تیس دن یا تیس راتیں اعتکاف کرنے کی نذر

اگر کسی نے تیس دن یا تیس راتیں یا اس سے زائد دنوں یا راتوں کے اعتکاف

= والنذر عمل اللسان والقياس يقتضي انه لا ينعقد الا بلفظ الخ۔ (كتاب الفقه على مذاهب الأربعة: (۱۴۶/۲)، كتاب اليمين، مباحث النذر، أقسام النذر، ط: دار احياء التراث العربی)

النذر ايجاب عين الفعل المباح على نفسه بالقول تعظيما لله تعالىٰ (قواعد الفقه: (ص: ۵۲۴)، الذال، ط: الصدف پبلشرز، کراچی)

(۱) ''تنخواہ کی نذر ماننا'' عنوان کے تحت تخریج نمبر (۱) دیکھیں۔

(۲) وإن علقه بما لم يرده كإن زنيت بفلانة مثلاً وفى بنذره او كفر ليمينه على المذهب؛ لأنه نذر بظاهره يمين بمعناه فيتخير ضرورة۔ (الدر مع الرد: (۷۳۹/۳)، كتاب الأيمان، مطلب فى أحكام النذر، ط: سعيد)

(ولو علقه بشرط لا يريده... كان زنيت) أو شربت الخمر فلله علىّ كذا أو نذر (خير بين الوفاء... والتكفير) أى كفارة اليمين (هو الصحيح) رواية ودراية۔ (مجمع الأنهر: (۲۷۵/۲)، كتاب الأيمان، قبيل باب اليمين فى الدخول والخروج والإتيان، ط: دار الكتب العلمية)

المبسوط للسرخسی: (۱۳۵/۸) كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة۔

کی نذر کی ہے تو ان تمام دن اور راتوں کا اعتکاف تسلسل کے ساتھ کرنا لازم ہوگا، ہاں اگر نذر ماننے والے نے صرف راتوں کے اعتکاف کی نیت کی تو نذر باطل ہوجائے گی، کیونکہ راتوں میں روزہ رکھنا ممکن نہیں، اور اگر نذر کرنے والے نے صرف دن میں اعتکاف کرنے کی نیت کی تو ان تمام دنوں کا اعتکاف کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

تین دنوں کے اعتکاف کی نذر

اگر کسی نے تین دن یا اس سے زیادہ اعتکاف پر بیٹھنے کی نذر مانی تو تین دن اور تین راتوں کا اور اگر زیادہ ہے تو زیادہ دن اور راتوں کا اعتکاف تسلسل سے کرنا لازم ہوگا، ہاں اگر نذر ماننے والے نے صرف دنوں کے اعتکاف کی نیت کی تو صرف دنوں کا اعتکاف کرنا لازم ہوگا اور لگاتار بیٹھنا لازم نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) (ولزمه الليالي بنذره اعتكاف أيام ولاء) أي متابعة وإن لم يشترط التتابع (كعكسه... فلو نوى في نذر الأيام النهار خاصة صحت نيته) لنيته الحقيقة (وإن نوى بها) أي بالأيام (الليالي لا) بل يلزمه كلاهما۔ (قوله: ولاء) حال من الليالي، (قوله كعكسه) وهو نذر اعتكاف الليالي فتلزمه الأيام (الدر مع الرد: (۴۵۱/۲)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

ولو قال: لله علي أن اعتكف ثلاثين يوماً ولا نية له، فهو على الأيام والليالي متتابعاً لكن التعيين إليه، ولو قال: نويت النهار دون الليل صحت نيته، لانه نوى به حقيقة كلامه... ولو قال: عنيت الليالي دون النهار، لم يعمل بنيته ولزمه الليل والنهار، لانه لما نص على الايام فإذا قال: نويت بها الليالي دون الأيام فقد نوى مالا يحتمله كلامه، فلا يقبل۔ بدائع الصنائع: (۱۱۱/۲)، كتاب الاعتكاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۴۷۷/۱)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: دار المعرفة۔

(۲) ولو قال: لله علي أن اعتكف يومين ولا نية له، يلزمه اعتكاف يومين بليلتها وتعيين ذلك إليه... ولو نوى يومين خاصة دون ليلتيهما، صحت نيته ويلزمه اعتكاف يومين بغير ليلة... وهو بالخيار إن شاء تابع وإن شاء فرق... وكذا لو قال: لله علي أن أعتكف ثلاثة ايام أو أكثر من ذلك ولا نية له، أنه يلزمه الأيام مع لياليهن وتعيينها إليه، لكن يلزمه مراعاة صفة التتابع وإن نوى الأيام دون الليالي صحت نيته... ويلزمه اعتكاف ثلاثة أيام بغير ليلة وله خيار التفريق۔ (بدائع الصنائع: (۱۱۰/۲)، كتاب الصوم، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۰۴/۲، ۳۰۵)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۳۵۳/۱)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: امدايه ملتان۔

تین راتیں یا اس سے زیادہ اعتکاف کرنے کی نذر

اگر کسی نے تین راتیں یا اس سے زیادہ اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر مانی تو اس پر تین دن تین راتوں کا اعتکاف تسلسل کے ساتھ کرنا لازم ہوگا، اسی طرح اگر تین دن اور تین راتوں سے زیادہ اعتکاف کرنے کی نذر کی، تو اس پر تین دن تین راتوں سے زیادہ دن راتوں کا اعتکاف تسلسل کے ساتھ کرنا لازم ہوگا، ہاں اگر نذر کرنے والے نے تین راتوں وغیرہ سے صرف تین راتوں کی نیت کی تو نذر باطل ہو جائے گی کیونکہ رات میں روزہ رکھنا ممکن نہیں، اور اگر صرف دنوں میں اعتکاف کرنے کی نیت کی تو اس صورت میں دن اور رات دونوں میں اعتکاف کرنا لازم ہوگا، صرف دن میں کرنا کافی نہیں ہوگا۔ (۱)

تین رکعات نماز کی نذر ماننی

اگر کسی نے تین رکعات نماز کی نذر مانی تو اس پر چار رکعات نماز لازم ہوں گی۔ (۲)

---

(۱) لو قال: لله علی أن اعتکف ثلاثة ایام أو أکثر من ذلک ولا نیة له، أنه یلزمه الأیام مع لیالیهن وتعیینها إلیه لکن یلزمه مراعاة صفة التتابع وإن نوی الأیام دون اللیالی صحت نیته لما قلنا ویلزمه اعتکاف ثلاثة أیام بغیر لیلة وله خیار التفریق... ولو قال: لله علی أن أعتکف لیلتین ولا نیة له یلزمه اعتکاف لیلتین مع یومیهما وکذلک لو قال: ثلاث لیال أو أکثر من ذلک من اللیالی ویلزمه متتابعاً... ولو نوی اللیل دون النهار صحت نیته، لأنه نوی حقیقة کلامه ولا یلزمه شئی، لأن اللیل لیس وقتاً للصوم۔ (بدائع الصنائع: (۱۱۰/۲)، کتاب الأعتکاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعید)

البحر الرائق: (۳۰۵/۲)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: سعید۔

الفتاوی الهندیة: (۲۱۳/۱)، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ومما یتصل بذلک مسائل، ط: رشیدیه۔

(۲) لو قال: لله علی ثلاث رکعات، یلزمه أربع رکعات۔ (کتاب التجنیس والمزید: (۱۲۲/۲)، کتاب الصلوة، باب النوافل، فصل فی النذر، ط: إدارة القرآن)=

تین رکعت نماز واجب ہے

اگر کسی نے کہا کہ اللہ کے لئے مجھ پر تین رکعت نماز پڑھنا واجب ہے، تو اس پر چار رکعت نماز پڑھنا لازم ہوگا تین رکعت پڑھنے سے نذر پوری نہیں ہوگی۔ (1)

= ولو قال: لله علي ان اصلي ثلاث ركعات، فعليه أربع ركعات۔ (المحيط البرهاني: (۱۲۹/۳)، كتاب الصلاة، الفصل الخامس والثلاثون: في المتفرقات،) ط: إدارة القرآن)

شامی: (۴۳/۲)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد۔

المبسوط للسرخسي: (۹۷/۲)، كتاب السجدات، باب نوادر الصلاة، ط: دار المعرفة۔

(۱) ولو قال: لله عليّ أن أصلي ثلاث ركعات، فعليه أربع ركعات۔ (المحيط البرهاني: (۱۲۹/۳)، كتاب الصلاة، الفصل الخامس والثلاثون: في المتفرقات، ط: إدارة القرآن)

الفتاوى الهندية: (۱۱۵/۱) كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، قبيل فصل في التراويح، ط: رشيديه۔

كتاب التجنيس والمزيد: (۱۲۲/۲)، كتاب الصلوة، باب النوافل، فصل في النذر، ط: إدارة القرآن۔

ث

ثمن صدقہ کرنے کی نذر تھی بیع فسخ ہوگئی

"ثمن صدقہ ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ثمن صدقہ ہے

کسی نے کہا کہ "اگر میں نے اپنی گاڑی فروخت کی تو اس کا ثمن صدقہ ہے" پھر اس نے گاڑی فروخت کردی تو اس کا ثمن صدقہ کرنا ضروری ہے۔ واضح رہے کہ بیچنے والے اور خریدنے والے کے درمیان چیز کی جو قیمت طے ہوتی ہے اس کو "ثمن" کہتے ہیں۔

اور اگر گاڑی فروخت کرنے کے بعد سودا کینسل ہوگیا، مثلاً گاڑی فروخت کرنے کے بعد خریدار کو حوالہ کرنے سے پہلے ہلاک ہوگئی تو اس صورت میں ثمن صدقہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ: ① اگر ثمن معین چیز ہے مثلاً خریدار نے گاڑی کے عوض دوسری گاڑی دینا طے کیا تھا تو اس صورت میں اس گاڑی کا صدقہ ضروری نہیں، ② اور ثمن اگر نقدی اور پیسے ہوں، ③ یا سامان ہو لیکن معین نہ ہو، مثلاً "خریدار نے بیچنے والے سے کہا تھا کہ میں آپ کو کپڑا دوں گا یا زمین دوں گا" تو ان دونوں صورتوں میں ثمن کا صدقہ ضروری ہے، سودا خواہ ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے کینسل ہوا ہو یا ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد، دونوں کا حکم ایک ہے۔(1)

(۱) ولو قال: إن بعت عبدي فثمنه صدقة، فباعه وفسخ البيع بأن هلك العبد قبل التسليم قبل نقد الثمن أو بعده والثمن عين: لم يتصدق، ولو كان الثمن نقودا: لزمه التصدق، وكذا لو كان عرضا غير معين- (الفتاوى التاتارخانية: (۵/۳۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط: قديمي) =

ثناء کی نذر کی

ثناء کی نذر درست نہیں کیونکہ یہ عبادت مقصودہ نہیں۔ (۱)

= قال: إن بعث عبداً لی فثمنه صدقة، صح نذره و قبضه شرط، فإن مات عنده أو استهلكه قبل قبضه سقط، و كذا بعده فيما يتعين رده دون غيره كالزكاة۔ (البحر الرائق: (۸۲/۷)، كتاب القضاء، مسائل شتى، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (۳۶۱/۶)، كتاب الأيمان والنذور، الفصل الخامس والعشرون في النذور، ط: إدارة القرآن)

الثمن المسمى هو الثمن الذي يسميه ويعينه العاقدان وقت البيع بالتراضي سواء كان مطابقاً للقيمة الحقيقية أو ناقصاً أو زائداً عليها۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۶۰/۱)، رقم المادة: ۱۵۳، الكتاب الأول في البيوع، المقدمة: في الاصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: مكتبه فاروقيه)

(۱) قال في البدائع: ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة، فلا يصح النذر بعيادة المرضى وتشييع الجنائز والوضوء ... والأذان وغير ذلک ،وإن كان قرباً ،لأنها غير مقصودة۔ (البحر الرائق: (۵۸/۲)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

وفي القنية: لا يصح النذر بالتصدق على الاغنياء ،ولا بدعاء معين۔ (رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۴)، الرسالة الخامسة والثلاثون: في النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

شامي: (۷۳۸/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد۔

ج

جان کے بدلے جان دینے کی نذر ماننا

ہمارے عرف میں ''جان کے بدلہ جان دینے'' کا لفظ بول کر جانور کو ذبح کر کے صدقہ کرنے کی نذر مراد ہوتی ہے، لہٰذا اگر کسی شخص نے یہ نذر مانی کہ اگر فلاں شخص صحت یاب ہوگیا تو میں جیون کے بدلہ جیون دوں گا، یعنی جان کے بدلے جان دوں گا، پھر وہ شخص صحت یاب ہوگیا تو قربانی کی شرائط کے مطابق بکرا یا بکری ذبح کر کے اسے فقراء میں صدقہ کے طور پر تقسیم کرنا لازم ہوگا، مرغا یا مرغی یا کبوتر وغیرہ ذبح کرنے سے نذر پوری نہیں ہوگی۔(۱)

(۱) عن نافع ان عبدالله بن عمر رضي الله عنهما كان يقول في الضحايا والبدن الثنى فما فوقه۔ (الموطا للامام مالك رحمه الله: (ص: ۴۰۰)، كتاب الحج، باب العمل في الهدى حين يساق، ط: قديمی)

أجمع اصحابنا ان الشاة تصير واجبة الاضحية بالنذر بأن قال: لله عليّ أن أضحى بهذه الشاة۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۱۷/۴۱۱)، رقم (۲۷۶۶۶)، كتاب الأضحية، الفصل الثاني في وجوب الأضحية بالنذر، ط: مكتبة زكريا)

النذر بالشئ انما يصح إذا كان من واجب أو مشتملا على الواجب (شامی: (۳/۷۳۶)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

الفتاوى التاتارخانية: (۶/۲۸۱)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، مكتبة زكريا۔

بدائع الصنائع: (۵/۸۳)، كتاب النذر، شروط النذر، ط: سعيد۔

وبه يعلم ان الأصح ان المراد بالواجب مايشمل الفرض والواجب الاصطلاحي لاخصوص الفرض فقط۔ (شامی: (۳/۷۴۰)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

ولو قال: ان برئت من مرضى هذا ذبحت شاة، او على شاة اذبحها فبرئ لايلزمه شئ؛ لأن الذبح ليس من جنسه فرض، بل واجب كالاضحية فلايصح الا اذا زاد "واتصدق بلحمها فيلزمه؛ لأن الصدقة من جنسها فرض وهي الزكاة۔ (الدر مع الرد: (۳/۷۳۹، ۷۴۰)، كتاب الأيمان، قبيل النذر غير المعلق لايختص بزمان الخ، ط: سعيد)

قال الشامي بحثا: وبه يعلم أن الأصح أن المراد بالواجب مايشمل الفرض والواجب الإصطلاحي لاخصوص الفرض فقط، والحاصل أن نذر الأضحية صحيح۔ (شامی: (۳/۷۳۷)، كتاب الأيمان،=

جانور بیچنا بتوں پر چڑھانے کے لئے

''بتوں پر چڑھانے کے لئے جانور وغیرہ بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جانور چھوڑنا غیر اللہ کے نام

''غیر اللہ کے نام جانور چھوڑنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جانور چھوڑنا مزارات کے نام

''مزارات کے نام جانور چھوڑنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جانور چھوڑنے کی نذر

جانور چھوڑنے کی نذر صحیح نہیں ہے[1] اور وہ جانور چھوڑنے والے کی ہی ملک میں ہوتا ہے، وہ خود یا جس کو وہ اجازت دے اس جانور کو ذبح کر کے کھا سکتا ہے اور اس کے چمڑے کی قیمت جہاں چاہے صرف کر سکتا ہے۔[2]

= مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

وفي مجموع النوازل: لو قال وهو مريض إن برئت من مرضي هذا ذبحت شاة، أو عليّ شاة أذبحها فبرئ لا يلزمه شيء، ولو قال: عليّ شاة أذبحها وأتصدق بلحمها لزمه۔ (البحر الرائق: (۴/۲۹٦)، كتاب الأيمان، قبيل باب اليمين في الدخول، ط: سعيد)

والثني من الغنم الذي تم له سنة وطعن في الثانية۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۱۷/۴۲۵)، كتاب الأضحية، الفصل الخامس في بيان ما يجوز من الضحايا وما لا يجوز، ط: مكتبه زكريا)

(۱) ومن نذر نذرا مطلقا أو معلقا بشرط وكان من جنسه واجب . . . وهو عبادة مقصودة . . . ووجد الشرط . . . لزم الناذر۔ (الدر مع الرد: (۳/۷۳۵)، كتاب الايمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲/۵۸)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد۔

الفتاوى التاتارخانية: (۵/۳۱)، كتاب الايمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط: قديمي۔

(۲) لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك الغير بلا إذنه أو وكالة منه۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۵۱)، المادة: ۹٦، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية، ط: مكتبه فاروقيه)=

جانور ذبح کر کے گوشت صدقہ کروں گا

''میں جانور ذبح کر کے گوشت صدقہ کروں گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جانور ذبح کرنے کی نذر مانی

☆ ...... اگر جانور ذبح کرنے کی نذر مانی، اور دل میں نیت کچھ نہیں تھی تو عرف کی وجہ سے یہ نذر درست ہے۔(۱)

☆ ...... اگر جانور ذبح کرنے کی نذر مانی اور نیت یہ تھی کہ جانور ذبح کر کے گوشت تقسیم کرے گا تو بھی نذر درست ہے۔(۲)

= الدر مع الرد: (۲۰۰/۶)، کتاب الغصب، مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر بدون إذن صریح، ط: سعید)

وفی البزازیة: غالب مال المهدی إن حلالا، لا بأس بقبول هدیته وأكل ماله مالم یتبین أنه من الحرام۔ (مجمع الأنهر: (۱۸۶/۴)، کتاب الكراهية، فصل فی الكسب، ط: دار الکتب العلمية)

الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۳۶۰/۶)، کتاب الكراهية، الرابع فی الهدية والميراث، ط: رشیدیہ۔

الفتاوى الهندية: (۳۴۳/۵)، کتاب الكراهية، الباب الثاني عشر فی الهدايا والضيافات، ط: رشیدیہ۔

(۱) لو نذر بقتل شاة لا يلزمه، ولو نذر بذبحها لزمه۔ (بدائع الصنائع: (۸۵/۵)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فانواع، ط: سعید)

شامی: (۷۴۰/۳)، کتاب الایمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید۔

ناذر کا قصد اس نذر ذبح سے یقیناً تصدق کا ہوتا ہے، پس عرفاً نذر بالذبح کا لفظ مستعمل نذر بمجموع الذبح والتصدق میں ہے اور اس مجموع کے نذر میں فقہاء نے انعقاد کی تصریح کی ہے۔ (امداد الفتاوی: (۵۴۵/۲)، کتاب النذور عنوان: تحقیق حکم نذر بالذبح، ط: دار العلوم کراچی)

(۲) ولو قال: إن برئت من مرضي هذا ذبحت شاة أو علي أن أذبحها فبرئ لا يلزمه شيء ۔ ۔ ۔ إلا إذا زاد وتصدق بلحمها فيلزمه۔ (الدر مع الرد: (۷۳۹/۳، ۷۴۰)، کتاب الایمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

مجمع الأنهر: (۲۷۶/۲)، کتاب الأیمان، باب اليمين فی الدخول والخروج والإتيان والسكنى وغير ذلك، ط: دار الکتب العلمية۔

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۶۹۴)، کتاب الصوم، باب ما یلزم الوفاء به، ط: قدیمی۔

جانور ذبح کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے صرف یہ کہا کہ "جانور ذبح کروں گا" گوشت صدقہ کرنے کا جملہ زبان سے نہیں کہا، اور دل میں صدقہ کرنے کی نیت بھی نہیں تھی، تو یہ نذر درست نہیں ہوگی، کیونکہ قربانی کے علاوہ صرف جانور کو ذبح کرنا عبادت مقصودہ نہیں ہے۔ (۱)

جانور غیر اللہ کی نذر کا

"غیر اللہ کی نذر کا جانور" عنوان کے تحت دیکھیں۔

جانور کی قربانی کرنا نذر پوری نہ ہونے پر

"نذر پوری نہ ہونے پر جانور کی قربانی کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

جاہلیت کی رسم

جاہلیت کے زمانہ میں یہ رسم تھی کہ کسی جانور کا کان کاٹ کر، داغ لگا کر یا کوئی دوسری علامت لگا کر غیر اللہ اور غیر اللہ کی تعظیم کے لئے جانور چھوڑ دیتے تھے، اس سے کسی قسم کا کام نہیں لیتے تھے، اور اس کو ذبح بھی نہیں کرتے، بلکہ ذبح کرنے کو حرام سمجھتے تھے۔ چنانچہ کفار و مشرکین بتوں کے نام پر مختلف طریقوں سے جانور چھوڑتے تھے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِن بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَلٰكِنَّ

(۱) ولو قال: إن برئت من مرضي هذا ذبحت شاة أو علي شاة أذبحها فبرئ لا يلزمه شيء: لأن الذبح ليس من جنسه فرض بل واجب كالأضحية۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۹، ۷۴۰) كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة)

مجمع الانهر (۲/ ۲۷۶) كتاب الأيمان، باب اليمين في الدخول والخروج والاتيان، ط: دار الكتب العلمية۔

الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللهِ الْكَذِبَ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ (۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام کو لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں اور اکثر کافر (دین کی) عقل نہیں رکھتے۔ (بیان القرآن) (۲)

جاہلیت کے زمانہ میں نذر

اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں اپنے معبودوں اور بتوں کی قربت اور رضامندی حاصل کرنے کے لئے نذر مانا کرتے تھے، قرآن مجید میں ہے:

وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (۳)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مواشی پیدا کئے ہیں ان (مشرک) لوگوں نے ان میں سے کچھ حصہ اللہ (کے نام) مقرر کیا، اور بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے پھر جو چیز ان کے معبودوں (کے نام) ہوتی ہے وہ تو اللہ (نام کے حصہ) کی طرف نہیں پہنچتی اور جو اللہ (کے نام) کی ہوتی ہے وہ ان کے معبودوں (کے نام کے حصہ) کی طرف پہنچ جاتی ہے، انہوں نے کیا بری تجویز نکال رکھی ہے۔ (بیان القرآن)

---

(۱) سورۃ المائدۃ، آیت نمبر: ۱۰۳۔

(۲) ومنها (ای من اقسام الشرک): انهم کانوا یسیبون السوائب والبحائر تقربا إلی شرکائهم، فقال الله تعالی: ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة۔ الآية۔ (حجة الله البالغة: (۱/۱۲۲)، المبحث الخامس: مبحث البر والإثم، باب أقسام الشرک، ط: دار الجيل)

(۳) سورۃ الأنعام، آیت نمبر: ۱۳۶۔

ان کی نذر یہ تھی کہ وہ زمینی پیداوار اور مال مویشیوں میں سے کچھ حصہ اللہ کے لئے اور کچھ حصہ اپنے بنائے ہوئے بتوں کے لئے مختص کردیتے تھے، اللہ تعالیٰ کے لئے مختص کئے ہوئے حصے کو مہمانوں، فقراء، مساکین وغیرہ پر خرچ کرتے، اور بتوں کے حصے کو بتوں کے مجاورین اور پجاریوں پر خرچ کرتے تھے۔

ان کے عدل وانصاف کا اصول یہ تھا کہ اگر بتوں کے حصے میں کوئی کمی آتی تو اللہ کے حصے میں سے کچھ نکال کر اس میں شامل کر لیتے تھے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے لئے مقرر کئے ہوئے حصے میں کمی آتی تو بتوں کے حصے میں سے کچھ بھی اللہ کے حصے میں شامل نہ کرتے تھے، اور دلیل یہ دیتے کہ اللہ تعالیٰ تو غنی اور بے نیاز ذات ہے، اس کو ضرورت نہیں۔ یہ کفار و مشرکین کا عدل وانصاف تھا۔ (۱)

جبر نہیں نذر میں

''نذر میں جبر نہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جس دن فلاں آئے گا اس دن روزہ رکھوں گا

کسی نے یہ نذر مانی کہ'' جس دن میرا فلاں رشتہ دار آئے گا اس دن روزہ

(۱) قال ابن عباس ﷺ: کان المشرکون یجعلون لله من حرثهم وانعامهم نصیبا وللأوثان نصیباً فما کان للصنم انفقوه علیه وما کان لله اطعموه الصبیان والمساکین ولا یاکلون منه البتة، ثم إن سقط مما جعلوه لله فی نصیب الأوثان ترکوه وقالوا: إن الله غنی عن هذا وإن سقط مما جعلوه للأوثان فی نصیب الله اخذوه وردوه إلی نصیب الصنم وقالوا: إنه فقیر۔ (تفسیر الرازی: (۱۵۸/۱۳)، سورة الأنعام، الأیة: ۱۳۶، ط: دار احیاء التراث العربی)

وجعلوا لله مما ذرأ من الحرث والأنعام نصیبا) ای جعل مشرکوا قریش لله مما خلق من الزرع والأنعام نصیبا ینفقونه علی الفقراء ولشرکائهم نصیبا یصرفونه إلی سدنتها، قال ابن کثیر: هذا ذم وتوبیخ من الله للمشرکین الذین ابتدعوا بدعا وکفرا وشرکا، وجعلوا لله شرکاء وهو خالق کل شئی سبحانه۔ (صفوة التفاسیر: (۳۹۰/۱)، الأنعام: ۱۳۶، ط: قدیمی)

تفسیر ابن کثیر: (۳۰۸/۳)، الانعام: ۱۳۶، ط: دار الکتب العلمیة۔

رکھوں گا'' تو اس کے احکام مختلف ہیں:

☆......اگر فلاں رشتہ دار زوال سے پہلے آ گیا اور نذر ماننے والے نے اب تک کچھ کھایا پیا نہیں، اور اگر عورت ہے تو اس کو اب تک حیض بھی پیش نہیں آیا تو اس دن نذر کرنے والے پر روزہ رکھنا واجب ہوگا، اور اگر اس دن اس نے روزہ نہیں رکھا تو بعد میں قضاء ضروری ہوگی۔

☆......اور اگر اس دن نذر کرنے والے نے کچھ کھا پی لیا تھا اس کے بعد فلاں رشتہ دار آیا تو اس پر روزہ واجب نہیں ہوگا۔

☆......اگر عورت نے یہ نذر مانی تھی اور اسے حیض شروع ہو گیا اس کے بعد فلاں رشتہ دار آیا تو روزہ رکھنا واجب نہیں ہوگا۔

☆......اور اگر فلاں رشتہ دار زوال کے بعد آیا تو نذر کرنے والے پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہوگا، کیوں کہ ان صورتوں میں معین دن میں روزہ رکھنا ممکن نہیں رہا۔

☆......اگر فلاں رشتہ دار رمضان میں آیا تو اس پر قضا لازم نہیں ہوگی کیوں کہ رمضان کا روزہ پہلے سے فرض ہے۔(۱)

(۱) نذر . . . يوم يقدم فلان، فقدم بعد الأكل أو الزوال أو حيضها قضى عند الثاني خلافاً للثالث، ولو قدم في رمضان فلا قضاء اتفاقاً۔ (قوله: خلافاً للثالث) قال في النهر: ولو قدم بعد الزوال قال محمد: لا شئ عليه ولا رواية فيه عن غيره، قال السرخسي: والأظهر التسوية بينهما اھ أي بين القدوم بعد الأكل والقدوم بعد الزوال، فالشارح جرى في الفرع الثاني على ذلك الاستظهار۔ (قوله: فلا قضاء اتفاقاً) لأنه تبين أن نذره وقع على رمضان، ومن نذر رمضان فلا شئ عليه ح أي لا شئ عليه إذا أدركه كما قدمناه عن السراج (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۸)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في صوم ست من شوال، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۱/ ۴۷۱)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، ط: دار المعرفة۔

النهر الفائق: (۲/ ۴۱)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل في النذر، ط: رشيديه۔=

اور اگر فلاں رشتہ دار رات کو آیا تو بھی روزہ واجب نہیں ہوگا کیونکہ اس نے دن کا لفظ بولا ہے اور اس کے ساتھ روزہ کو معلق کیا ہے جو دن کے ساتھ خاص ہے اس لئے اس سے دن کا حقیقی معنیٰ ہی مراد ہوگا۔ (۱)

اور اگر ایام منہیہ میں سے کسی دن فلاں آدمی آیا تو نذر لازم ہوگی، بعد میں قضاء کرنا ضروری ہوگا، اور اگر نذر کرنے والے نے ایام منہیہ ہی میں روزہ رکھ لیا تو بھی ہوجائے گا۔

اور اگر فلاں رشتہ دار ایسے دن آیا جس دن نذر ماننے والے نے کفارہ یا نفلی روزہ رکھا تھا تو اس سے کفارہ یا نفل کا روزہ ادا ہوگا، نذر کا روزہ بعد میں رکھنا ضروری ہوگا۔ (۲)

= ولو قال: لله لأصوم من اليوم الذي يقدم فيه فلان، فقدم فلان في يوم قد أكل فيه الحالف أو قدم بعد الزوال، فلا شئي عليه. (الفتاوى الهندية: (۱۲۲/۲)، كتاب الأيمان، الباب التاسع في اليمين في الحج والصلاة والصوم، ط: رشيديه)

(۱) وفي الولوالجية: لله علي أن أصوم اليوم الذي يقدم فيه فلان، فقدم فلان ليلاً لم يجب عليه الشئي لأن اليوم إذا قرن به ما يختص بالنهار يراد به بياض النهار، فإذا كان كذلك لم يوجد الوقت الذي أوجب فيه الصوم. (الفتاوى التاتارخانية: (۴۰۴/۲)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر: في النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

الفتاوى الولوالجية: (۲۳۴/۱)، كتاب الصوم، الفصل الثاني فيما يوجب الكفارة الخ، ط: دار الكتب العلمية.

البحر الرائق: (۲۹۷/۲)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل عقد لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد.

(۲) وإذا قال: لله علي أن أصوم اليوم الذي يقدم فيه فلان، فقدم فلان يوم الأضحى فعليه يوم مكانه... ابن سماعة عن أبي يوسف رحمه الله: إذا قال: لله علي أن أصوم اليوم الذي يقدم فيه فلان، فقدم فلان في يوم هو فيه صائم من رمضان أو من كفارة يمين أو تطوع فإن ذلك اليوم يجزئه بما هو صائم به، وعليه أن يصوم يوماً لقدوم فلان. (الفتاوى التاتارخانية: (۴۰۶/۲، ۴۰۳، ۴۰۴)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر في النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

المحيط البرهاني: (۳۷۶/۳، ۳۷۴)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر في النذور، ط: إدارة القرآن.=

☆......اگر کسی نے کہا کہ ''جس دن فلاں آئے گا میں اس دن روزہ رکھوں گا'' اور ساتھ یہ بھی کہا کہ ''جس دن فلاں مریض ٹھیک ہوگا میں اس دن ہمیشہ روزہ رکھوں گا'' پھر یہ ہوا کہ جس دن فلاں آیا اسی دن مریض بھی ٹھیک ہوگیا تو اس پر ان دونوں منتوں کی طرف سے صرف اسی دن کا روزہ ہمیشہ کے لئے رکھنا لازم ہوگا، اس کے علاوہ اس پر نذر کا مزید کوئی روزہ لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

جس دن فلاں آئے گا میں ہمیشہ اس دن روزہ رکھوں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے یوں کہا کہ ''جس دن فلاں آئے گا میں ہمیشہ اس دن روزہ رکھوں گا'' تو اس پر اسی دن ہمیشہ روزہ رکھنا واجب ہوجائے گا جس دن فلاں آئے گا مثلاً اگر فلاں آدمی پیر کو آتا ہے تو نذر کرنے والے پر زندگی بھر ہر پیر کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ (۲)

= ولو نذر صوم الأيام المنهية... صح ولكنه أفطر الأيام المنهية وجوباً... وقضاها... وإن صامها خرج عن العهدة۔ (الدر المختار: (۳/ ۴۳۳، ۴۳۴)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في الكلام على النذر، ط: سعيد)

(۱) فإن جعل على نفسه أن يصوم اليوم الذي يقدم فيه فلان وجعل على نفسه أن يصوم اليوم الذي يعافي فيه فلان أبداً فعوفي فلان في اليوم الذي قدم فيه فلان فعليه صوم ذلك اليوم وحده أبداً ولا شئي غير ذلك (الفتاوى التاتارخانية: (۲/ ۴۰۶)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر في النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

المحيط البرهاني: (۳/ ۳۷۶)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر في النذور، ط: ادارة القرآن۔

الفتاوى الهندية: (۱/ ۲۰۹)، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ط: رشيديه۔

(۲) ولو قال: لله علىّ صوم اليوم الذي يقدم فلان فيه أبداً، فقدم في يوم قد أكل فيه لم يلزمه صومه ويلزم صوم كل يوم فيما يستقبل۔ (شامي: (۲/ ۴۳۸)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۱/ ۲۰۹)، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ط: رشيديه۔

المبسوط للسرخسي: (۳/ ۹۷)، كتاب الصوم، ط: دار المعرفة۔

جس دن فلاں مریض ٹھیک ہوگا میں اس دن ہمیشہ روزہ رکھوں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''جس دن فلاں مریض ٹھیک ہوگا میں اس دن ہمیشہ روزہ رکھوں گا'' تو جس دن مریض ٹھیک ہوگا اس پر اس دن کا روزہ ہمیشہ کے لئے رکھنا لازم ہو جائے گا۔[1]

جس دن فلاں آئے گا میں اس دن سے مسلسل دو ماہ کے روزے رکھوں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''جس دن فلاں آئے گا میں اس دن سے مسلسل دو ماہ کے روزے رکھوں گا'' تو فلاں شخص جس دن آئے گا اس دن سے مسلسل دو ماہ روزے رکھنا لازم ہوگا۔

اور اگر فلاں آدمی شعبان کے آخری کسی دن میں آیا تو وہ شعبان کے باقی دنوں کا روزہ رکھ لے، پھر رمضان کے روزے رکھ لے اور دو ماہ سے جتنے دن باقی ہیں اتنے دنوں کے روزے رمضان کے بعد متصل رکھنا شروع کردے۔[2]

---

(۱) وعن أبی یوسف: إذا جعل علی نفسه أن یصوم الیوم الذی عافاہ الله تبارک وتعالی فعافاہ الله فی یوم صام ذلک الیوم أبداً۔ (الفتاوی التاتارخانیة: (۲/۷ ۴۰)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: دائرۃ المعارف العثمانیة)

المحیط البرهانی: (۳/۶ ۷ ۳)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: ادارۃ القرآن۔

(۲) إذا قال: لله علی أن أصوم شهرین متتابعین من یوم یقدم فلان، فقدم فی أیام بقیت من شعبان فإنه یصوم ما بقی من شعبان لنذرہ، ویصوم رمضان من الفریضة ویقضی بعد الفطر ما بقی من نذرہ۔ (الفتاوی التاتارخانیة: (۲/۶ ۴۰)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: دائرۃ المعارف العثمانیة)

المحیط البرهانی: (۳/۶ ۷ ۳)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: إدارۃ القرآن۔

البحر الرائق: (۲/۷ ۹ ۲)، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، فصل عقد لبیان ما یوجبه العبد علی نفسه، ط: سعید۔

جگہ متعین نہیں ہوتی نذر میں

''متعین مدرسہ میں نذر کا پیسہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جمع بولا جائے ''دن'' کا لفظ

''دن کا لفظ تثنیہ یا جمع بولا جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جمع بولا جائے ''رات'' کا لفظ

''رات'' کا لفظ تثنیہ یا جمع بولا جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جمعرات کو روزہ رکھنے کی نذر

اگر کسی عورت نے نذر مانی ہے کہ ''جب تک اولاد نہیں ہوگی ہر جمعرات کو اللہ کے لئے روزہ رکھے گی'' تو جب تک اولاد نہیں ہوگی ہر جمعرات کو روزہ رکھنا لازم ہوگا، اور اگر ساری عمر اس کے یہاں اولاد نہیں ہوئی، اور وہ عمر کے اس مرحلہ میں پہنچ گئی کہ روزہ رکھنے کی قدرت نہیں رہی، تو اس وقت ہر جمعرات کے روزے کے بدلہ ایک صدقۂ فطر کے بقدر فدیہ دینا لازم ہوگا، اور جب تک روزہ رکھنے پر قدرت ہوگی روزہ رکھنا لازم ہوگا، فدیہ ادا کرنا کافی نہیں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط، وكان من جنسه واجب أو فرض وهو عبادة مقصودة، ووجد الشرط لزم الناذر كصوم (الدر المختار) ان كان معلقاً بشرط والا لزم في الحال۔ (شامی: (۳/ ۷۳۵)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

ان علق النذر بشرط يريد كونه لايخرج عنه بالكفارة۔ (الفتاوى الهندية: (۲/ ۶۵)، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه)

وان علقه بما لم يرده وفى بنذره أو كفر على المذهب۔ (الدر المختار) بخلاف ما إذا علق بشرط يريد ثبوته۔ (شامی: (۳/ ۷۳۹)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

ولو قال: لله علي صوم جميع هذا الشهر، فعليه ان يصوم كل جمعة تمر في ذلك الشهر۔ (المبسوط للسرخسي: (۳/ ۱۴۵)، كتاب الحيض، ط: دار المعرفة)

بدائع الصنائع: (۵/ ۸۸)، كتاب النذر، ط: سعيد۔

اور اگر مذکورہ عورت نے صرف دل سے جمعرات کو روزہ رکھنے کی نیت کی زبان سے کچھ نہیں کہا تو اس پر روزہ رکھنا لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

جمعہ کو روزہ رکھنے کی نذر ماننا

اگر کسی نے زبانی طور پر یہ نذر مانی کہ "اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اپنی تمام زندگی میں ہر جمعہ کا روزہ رکھا کروں گا" اور اس کے بعد وہ کام ہوگیا تو ہر جمعہ کو روزہ رکھنا لازم ہوگا، (۲) اگر کسی جمعہ کو روزہ نہیں رکھا تو اس کا قضاء روزہ کسی اور دن

---

(۱) فركن النذر هو الصيغة الدالة عليه، وهو قوله: لله عز شانه عليّ كذا أو عليّ كذا، أو هذا هدي، أو هذا صدقة، أو مالي صدقة۔ (بدائع الصنائع: (۶/۳۳۳)، كتاب النذر، قبيل فصل في شرائط الركن، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

حقيقة النذر التزام الفعل بالقول مما يكون طاعة لله عز وجل، ومن الأعمال قربة، ولا يلزم نذر المباح۔ (احكام القران للجصاص: (۲/۱۸)، ال عمران ۳۵، ط: إدارة القرآن)

هو واجب بالنذر بلسانه (الدر المختار) فلا يكفي لايجابه النية، شامي: (۲/۴۴۱)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

ولو اخر القضاء حتى صار شيخا فانيا أو كان النذر بصيام الأبد فعجز لذلك أو باشتغاله بالمعيشة... فله ان يفطر، ويطعم لكل يوم مسكينا على ماتقدم وان لم يقدر على ذلك لعسرته يستغفر الله انه هو الغفور الرحيم۔ (الفتاوى الهندية: (۱/۲۰۹)، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ط: رشيديه)

لو اخر القضاء حتى صار شيخاً فانياً، أو كان نذر بصيام الأبد، فعجز لذلك، أو باشتغاله بالمعيشة لكون صناعة شاقة، له ان يفطر، وان يطعم لكل يوم مسكينا على ماتقدم، واذا لم يقدر على ذلك لعسرته يستغفر الله انه هو الغفور الرحيم الغني الكريم۔ (فتح القدير: (۲/۳۸۶)، كتاب الصوم، فصل فيما يوجبه على نفسه، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

البحر الرائق: (۲/۵۰۱)، كتاب الصوم، فصل في العواض، ط: رشيديه

(۲) قال الله تعالىٰ "وليوفوا نذورهم" (الحج: ۲۹)

عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من نذر ان يطع الله فليطعه الخ (اعلاء السنن: (۱۱/۳۹۷)، كتاب الأيمان، باب من نذر نذرا في معصية الخ، ط: إدارة القرآن)

ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط يريده كإن قدم غائبي... ووجد لزمه الوفاء۔ (ملتقى الابحر مع مجمع الأنهر: (۲/۲۷۴، ۲۷۵)، كتاب الأيمان، قبيل باب اليمين في الدخول والخروج، ط: مكتبة غفارية كوئٹه)=

رکھ لے اور اگر بعد میں بیماری یا بوڑھاپا کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت ختم ہوگئی ہے تو ہر روزہ کے بدلے ایک صدقۂ فطر کے برابر آٹا یا گندم صدقہ کردے یا اس کی قیمت ادا کردے، اور اگر روزہ رکھنے پر بھی قادر نہیں اور فدیہ دینے کی بھی قدرت نہیں تو اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے۔ (۱)

جناب سیدہؓ کی کہانی سننے کی نذر ماننا

''جناب سیدہؓ کی کہانی'' کے نام سے ایک چھوٹی سی کتاب ہے، اس کتاب کے فوائد میں یہ ذکر کرتے ہیں کہ اگر کسی کی کوئی حاجت پوری نہ ہوتی ہو تو وہ یہ نذر کر لے کہ جب میری فلاں حاجت پوری ہوگی تو میں ''جناب سیدہؓ کی کہانی سنوں گا'' اس کی وہ مراد پوری ہوجائے گی، خاص کر عورتوں میں یہ فوائد بیان کر کے اس کی ترغیب دی جاتی ہے، اور پھر اس کتاب میں کہانی ایسی ہی ہے جس کی وجہ سے عورتوں پر ایک خاص اثر ہوتا ہے اور سب نذر ماننا شروع کر دیتی ہیں کہ میری فلاں حاجت پوری ہوگئی تو جناب سیدہ کی کہانی سنوں گا، تو ''جناب سیدہ کی کہانی'' کے بارے میں حقیقت یہ ہے کہ یہ کہانی واقعتۂ بنائی ہوئی من گھڑت کہانی ہے، بے اصل اور بے دلیل باتوں پر مشتمل ہے، اہل سنت والجماعت کے کسی مخالف دشمن آدمی نے مسلمان مردوں کو عام طور پر اور مسلمان عورتوں کو خاص طور پر گمراہ کرنے کے لئے یہ کہانی

= ثم ان علقه بشرط يريده كان قدم غائبي، يوفي وجوبا ان وجد الشرط. (الدر مع الرد: (۷۳۸/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

(۱) ولو اخر القضاء حتى صار شيخاً فانياً، او كان نذر بصيام الأبد، فعجز لذلك، او باشتغاله بالمعيشة لكون صناعة شاقة، له ان يفطر، وان يطعم لكل يوم مسكينا على ماتقدم، و اذا لم يقدر على ذلك لعسرته يستغفر الله انه هو الغفور الرحيم الغني الكريم. (فتح القدير: (۳۸۶/۲)، كتاب الصوم، فصل فيما يوجبه على نفسه، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

البحر الرائق: (۵۰۱/۲)، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ط: رشيديه.

گھڑی ہے، اس کہانی کو سننے کی نذر ماننا لغو اور بے کار ہے[1] اور اس کو سننا اپنے قیمتی اوقات کو برباد کرنا اور غلط باتوں کو ذہن نشین کرنا ہے، عورتوں کو سمجھا دینا چاہئے کہ یہ مسلمانوں کے ایمان اور عقائد کو خراب کرنے کی چال ہے، کہانی کی باتوں پر ہرگز یقین نہ کریں۔

جناب سیدہؓ کے صحیح فضائل اور حالات معتبر کتابوں میں موجود ہیں ان کو پڑھیں اور سنیں اس سے ایمان تازہ ہوگا، اور اہل بیت کی محبت میں اضافہ ہوگا[2] اور اس کہانی کا حکم یہ ہے کہ جو بھی اس کہانی کو سننے کی نذر مانے تو اسے نہ سنے بلکہ اس کو توبہ کرنی چاہئے۔[3]

---

(۱) عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده ﷺ أن رسول الله ﷺ قال: لا نذر إلا فی ما یبتغی به وجه الله، ولا یمین فی قطعیة الرحم۔ (إعلاء السنن: (۱۱/۳۸۳)، کتاب الأیمان، باب اشتراط کون المنذور عبادةً مقصودة، ط: إدارة القرآن)

ومنها أن یکون قربة، فلا یصح النذر بما لیس بقربة راساً کالنذر بالمعاصی۔ (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، کتاب النذر، فصل: وأما شرائط الرکن، ط: سعید)

ولم یلزم الناذر ما لیس من جنسه فرض کعیادة مریض، وتشییع جنازة، ودخول مسجد... أن لا یکون معصیة لذاته۔ (الدر مع الرد: (۷۳۶/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

النذر إن کان فی المباح أو فی المعصیة، فلا یلزمه کما إذا قال: لله علیّ أن أذهب إلی السوق أو أشتمه أو أضربه۔ (الفتاوی التاتار خانیه: (۳۱/۵)، کتاب الأیمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: قدیمی)

(۲) قال الشیخ الإمام صدر الإسلام أبو الیسر: نظرت فی الکتب التی صنفها المتقدمون فی علم التوحید... وجدت أیضاً تصانیف کثیرة فی هذا الفن للمعتزلة، فلا یجوز إمساک تلک الکتب والنظر فیها کیلا تحدث الشکوک، فلا یتمکن الوهن فی العقائد۔ (الفتاوی الهندیة: (۳۷۷/۵)، کتاب الکراهیة، المتفرقات، ط: رشیدیه)

الفتاوی التاتار خانیة: (۲۷۷/۱۸)، کتاب الکراهیة، الفصل الثانی والثلاثون فی المتفرقات، ط: مکتبه فاروقیه۔

(۳) اتفقوا علی أن التوبة من جمیع المعاصی واجبة، وأنها واجبة علی الفور، ولا یجوز تاخیرها سواء کانت صغیرة أو کبیرة۔ (روح المعانی: (۲۸/۲۸۹)، سورة التحریم الآیة: ۸، ط: رشیدیه)

شرح النووی علی المسلم: (۳۵۴/۲)، کتاب التوبة، ط: قدیمی۔

جنازہ کی نماز کی نذر

اگر کسی نے خاص میت یا عام میت کی جنازہ کی نماز پڑھنے کی نذر کی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، اور نذر کی وجہ سے جنازہ کی نماز پڑھنا لازم نہیں ہوگا کیوں کہ جنازہ کی نماز پہلے ہی سے اس پر فرض کفایہ ہے تو نذر کر کے دوبارہ اس کو فرض کرنا ممکن نہیں ہے۔ (١)

جنازہ کے ساتھ چلنا

جنازہ کے ساتھ چلنا عبادت اور ثواب کا کام ہے لیکن یہ عبادت مقصودہ نہیں ہے بلکہ میت کا حق ادا کرنا ہے اور اس کی جنس سے کوئی واجب بھی نہیں، اس لئے جنازے کے ساتھ چلنے کی نذر کرنا درست نہیں۔ (٢)

جنس دینا نقد کی جگہ پر

''نقد کے بجائے جنس دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جنس سے کیا مراد ہے

منذور بہ (یعنی جس چیز کی نذر مانی جارہی ہے) کے شرائط میں سے چوتھی شرط

---

(١) وكذا لا يصح بتكفين الميت، والصلوة عليه، لأنهما من فروض الكفاية، وهو فوق الواجب كذا في السيد وهو بناء منه على أن النذر واجب بالوجوب المصطلح عليه، وإنما لم يصح النذر بهما لأن الناذر ممن خوطب بهما۔ (حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ٦٩٣)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي)

جامع الرموز: (٣٥١/٢)، كتاب الأيمان، ط: مظهر العجائب، كلكته۔

(٢) وفي البدائع: ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة، فلا يصح النذر بعيادة المريض، وتشييع الجنازة والوضوء... وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلك، وإن كانت قرباً إلا أنها غير مقصودة۔ اه (شامي (٧٣٥/٣) كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٥٨/٢)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (٨٢/٥)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ منذور کی جنس سے کم از کم کوئی واجب موجود ہو، اس میں یہ بھی مزید اضافہ ہے کہ یا وہ منذور بہ خود کسی واجب یا فرض پر مشتمل ہو، جیسے اعتکاف کی نذر صحیح ہے کیونکہ اعتکاف کے لئے روزہ شرط اور واجب ہے، اور وہ روزہ فرض ہے۔ (۱)

منذور بہ (یعنی جس چیز کی نذر مانی جارہی ہے) کی جنس سے واجب یا فرض ہونا جو شرط ہے اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ فرض یا واجب عبادت مقصودہ بھی ہو، عبادت غیر مقصودہ بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ وقف کی نذر صحیح ہونے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس کی جنس سے مسجد بنانے کی صورت میں واجب موجود ہے حالانکہ مسجد بنانا عبادت مقصودہ میں سے نہیں ہے۔ (۲)

منذور بہ کی جنس سے واجب یا فرض موجود ہونا عام ہے خواہ وہ مستقل واجب

(۱) قال في المعراج في باب الاعتكاف، قلنا: بل من جنسه واجب لله تعالىٰ وهو اللبث بعرفة يوم عرفة وهو الوقوف أو النذر بالشئي إنما يصح إذا كان من جنسه واجب أو مشتمل على الواجب وهذا كذلك؛ لأن الاعتكاف يشتمل على الصوم ومن جنس الصوم واجب فيكون النذر به مشتملا على اللبث والصوم ومن جنس الصوم واجب وإن لم يكن من جنس اللبث واجب، فيصح النذر۔ (منحة الخالق على البحر: (۲/۲۹۴)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل في النذر، ط: سعيد)

حاشية الشلبي على التبيين: (۱/۳۴۸)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: امداديه ملتان۔

شامي: (۳/۷۳۶)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد۔

(۲) ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط وكان من جنسه واجب) أي فرض... وهو عبادة مقصودة... ووجد الشرط... لزم الناذر۔ (قوله: وهو عبادة مقصودة) الضمير راجع للنذر، بمعنى المنذور لاللواجب، خلافاً لما في البحر قال في الفتح: مما هو طاعة مقصودة لنفسها، ومن جنسها واجب الخ۔ وفي البدائع: ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المريض، وتشييع الجنازة والوضوء والاغتسال ودخول المسجد، ومس المصحف والأذان وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلك، وإن كانت قرباً إلا أنها غير مقصودة اھ۔ فهذا صريح في أن الشرط كون المنذور نفسه عبادة مقصودة لاما كان من جنسه، ولذا صححوا النذر بالوقف، لأن من جنسه واجباً وهو بناء مسجد للمسلمين كما يأتي مع أنك علمت أن بناء المساجد غير مقصودة لذاته۔ (الدر مع الرد: (۳/۷۳۵)، كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط: سعيد)

منحة الخالق على البحر الرائق: (۴/۴۹۸)، كتاب الأيمان، ط: رشيديه۔

یا فرض ہو جیسے روزہ، نماز، زکوۃ اور حج مستقل فرض ہے۔ یا وہ کسی عبادت کے ضمن میں تبعاً واجب یا فرض ہو جیسے وقوف عرفہ حج کے ضمن میں اور قعدۂ اخیرہ نماز کے ضمن میں فرض ہے، یا وہ پہلے سے اس پر واجب نہ تھا کسی سبب کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے واجب ہو گیا جیسے غلام آزاد کرنے کی نذر کرنا بالکل درست ہے، کیونکہ اس کی جنس میں کفارہ کی صورت میں غلام آزاد کرنا موجود ہے، اور کفارہ ہر شخص پر واجب نہیں ہوتا بلکہ جو اس کے سبب کا ارتکاب کرتا ہے اس پر واجب ہوتا ہے مثلاً قسم توڑ دی، ظہار کرلیا، رمضان کا روزہ قصداً توڑ دیا وغیرہ۔ (۱)

منذور بہ کی جنس سے جو واجب یا فرض ہو وہ عام ہے چاہے اس کا وجوب اور فرضیت قطعی ہو یا عملی ہو دونوں شامل ہیں قطعی کی مثال نماز، روزہ اور عملی جیسے درود شریف کی نذر ماننا اس لئے درست ہے کہ اس کی جنس سے واجب موجود ہے اور وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ پر زندگی میں ایک بار درود پڑھنا فرض ہے اور جب بھی

(۱) وفی النهاية بأن النذر لايصح إلا بشروط ثلاثة فی الأصل إلا إذا قام الدليل علی خلافه احدها: أن يكون الواجب من جنسه شرعاً، والثانی: أن يكون مقصوداً لا وسيلة۔ والثالث: أن لايكون واجباً عليه فی الحال أو ثانی الحال... وقيد بقوله إلا إذا قام الدليل علی خلافه، لأنه لو قام الدليل علی الوجوب من غير الشروط المذكورة يجب كالنذر بالحج ماشياً والاعتكاف واعتاق الرقبة مع أن الحج بصفة المشی غير واجب، وكذا الاعتكاف، وكذا نفس الاعتكاف من غير مباشرة سبب موجب للاعتاق كذا فی النهاية، وفيه نظر لأن النذر بالحج ماشياً من جنسه واجب، لأن أهل مكة ومن حولها لايشترط فی حقهم الراحلة بل يجب المشی علی كل من قدر منهم علی المشی كما صرح به فی التبيين فی آخر الحج وأما الاعتكاف وهو اللبث فی مكان من جنسه واجب وهو القعدة الاخيرة فی الصلاة وأما الاعتاق فلاشك أن من جنسه واجباً وهو الاعتاق فی الكفارة وأما كونه من غير سبب فليس بمراد۔ (قوله: وهو القعدة الأخيرة فی الصلاة) قال فی المعراج فی باب الاعتكاف قلنا: بل من جنسه واجب لله تعالیٰ وهو اللبث بعرفة يوم عرفة وهو الوقوف۔ (البحر الرائق مع منحة الخالق: (۲/۲۹۴)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل عقد لبيان مايوجبه العبد علی نفسه، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۳/۷۳۶، ۷۳۵)، كتاب الأيمان، مطلب فی أحكام النذر، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوی علی الدر المختار: (۲/۳۳۸)، كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة۔

نبی کریم ﷺ کے نام کا ذکر آئے تو ایک بار درود پڑھنا واجب ہے لیکن یہ فرضیت اور وجوب عملی ہے قطعی نہیں۔ (۱)

جھوٹے مقدمہ میں جیتنے کے لئے نذر ماننا

مثلاً زید نے بکر کے خلاف عدالت میں ایک جھوٹا مقدمہ دائر کیا، اور یہ نذر مانی کہ "اگر میں مقدمہ میں جیت گیا تو اتنی رقم صدقہ کروں گا، یا مدرسہ یا مسجد میں دونگا" اتفاق سے زید کامیاب ہوگیا تو اتنی رقم مساکین میں صدقہ کرنا لازم ہوگا، کیونکہ صدقہ عبادت ہے، اور عبادت کی نذر منعقد ہوجاتی ہے اور اس کا مصرف مساکین ہیں، (۲) البتہ زید عدالت میں جھوٹا مقدمہ دائر کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا، اور اگر زید نے مقدمہ جیتنے کی وجہ سے بکر سے مال، جائیداد یا رقم لی ہے تو وہ زید

(۱) (ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط وكان من جنسه واجب) أى فرض... وهو عبادة مقصودة... ووجد الشرط... لزم الناذر... كصوم وصلاة وصدقة... ولو نذر أن يصلى على النبى ﷺ كل يوم كذا لزمه۔ (قوله): لزمه) لأن من جنسه فرضاً وهو الصلاة عليه ﷺ مرة واحدةً فى العمر وتجب كلما ذكر وإنما هى فرض عملى قال ح: ومنه يعلم أنه لا يشترط كون الفرض قطعياً، ط۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۵، ۷۳۸)، كتاب الأيمان، مطلب فى احكام النذر، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۳۳۹/۲)، كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة۔

(۲) (وإن علقه بما لم يرده كإن زنيت بفلانة) مثلاً فحنث (وفى) بنذره (أو كفر) ليمينه على المذهب (الدر المختار) وفى رد المحتار: انظر لو كان فاسقاً يريد شرطاً هو معصية فعلق عليه، فهل يقال: إذا باشر الشرط يجب عليه المعلق ام لا ويظهر لى الوجوب، لأن المنذور طاعة وقد علق وجوبها على شرط فإذا حصل الشرط لزمته۔ (الدر مع الرد المحتار: (۷۳۸/۳)، كتاب الأيمان، مطلب فى احكام النذر، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۳۴۰/۲)، كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة۔

مجمع الأنهر: (۲۷۵/۲)، كتاب الأيمان، ط: دار الكتب العلمية۔

إذ مصرف النذر الفقراء... ولا يجوز أن يصرف ذلك لغنى غير محتاج، (البحر الرائق: (۲۹۸/۲)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل عقد لبيان ما يوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوى على المراقى: (ص: ۶۹۳)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمى۔

کے لئے حلال نہیں ہوگی بکر کو ہی واپس کردینا ضروری ہوگا، ورنہ آخرت میں دینا پڑے گا اور آخرت میں دینا بہت ہی بڑا مشکل کام ہوگا۔ (۱)

جیون کے بدلہ جیون دوں گا

''جان کے بدلے جان دینے کی نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) عن أبی حرة الرقاشی عن عمه رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لا یحل مال امرئ إلا بطیب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۶)، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

وعنه (عن سمرة رضی اللہ عنہ) عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: علی الید ما أخذت حتی تؤدی، رواه الترمذی وأبوداؤد وابن ماجه۔ (مشکاة: (ص: ۲۵۶)، ط: قدیمی)

(حتی تؤدی)... والضمیر إلی الید أی حتی تؤدیه إلی مالکه، فیجب رده فی الغصب وإن لم یطلبه۔ (مرقاة المفاتیح: (۱۳۷/۶)، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: رشیدیه)

لا یجوز لأحد أن یأخذ مال أحد بلا سبب شرعی، وإن أخذه... وجب علیه رده۔ (شرح المجله لرستم باز: (۵۱/۱)، رقم المادة: ۹۷ المقالة الثانیة فی بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: مکتبه فاروقیه)

چ

چادر چڑھانے کی نذر قبروں پر

”قبروں پر چادر چڑھانے کی نذر“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

چرس کی نذر

بعض لوگ مزار یا کسی بابا کی زیارت پر چرس دینے کی نذر مانتے ہیں، یہ نذر صحیح نہیں ہے، اور چرس چڑھانا گناہ ہے، ایسی نذر صحیح نہیں ہوتی، اور مزار پر چرس دینا یا نقد رقم دینا یا اور کوئی چیز دینا لازم نہیں ہوتا، ہاں محتاج اور غریب لوگوں کو نقد رقم دے کر یا کھانا وغیرہ کھلا کر یا قرآن مجید کی تلاوت کر کے یا استغفار و درود وغیرہ کے ذریعہ کسی بزرگ وغیرہ کو ثواب پہنچانا درست ہے مگر چرس دینا جائز نہیں ہے۔ (١)

چلہ کی جماعت میں جانے کی نذر ماننا

چلہ کی جماعت میں جانے یا بھیجنے کی نذر ماننا صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ عبادات

---

(١) ومنها أن يكون قربة، فلايصح النذر بما ليس بقربة رأساً كالنذر بالمعاصي۔ (بدائع الصنائع: (٥/ ٨٢)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (٣/ ٧٣٦)، كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط: سعيد۔

الفتاوى التاتارخانية: (٥/ ٣١)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط: قديمي۔

(وفي دعاء الاحياء للأموات وصدقتهم) أي صدقة الاحياء (عنهم) أي عن الاموات (نفع لهم) أي للأموات خلافاً للمعتزلة (شرح العقائد: (ص: ١٥٤)، ط: مير محمد كتب خانه)

وفي البحر: من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاحياء والاموات جاز ويصل ثوابها اليهم عند أهل السنة والجماعة كذا في البدائع ثم قال: بهذا علم أنه لا فرق بين ان يكون المجعول له ميتاً أو حياً۔ (شامي: (٢/ ٢٤٣)، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في القراءة للميت واهداء ثوابها إليه، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (٢/ ٢١٢)، كتاب الحج، فصل وأما الذي يرجع إلى النبات، ط: سعيد۔

مقصودہ میں سے نہیں ہے، اور عبادت مقصودہ کی نذر منعقد نہیں ہوتی، اس لئے اگر کسی نے چلہ کی جماعت میں جانے کی نذر مانی، یا کسی کو چلہ کی جماعت میں بھیجنے کی نذر مانی تو اس نذر کو پورا کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

چلہ میں بھیجنے کی نذر

نذر منعقد ہونے کے لئے عبادت مقصودہ میں سے ہونا لازم ہے، اور تبلیغی جماعت میں چلہ لگانا عبادت مقصودہ میں سے نہیں اس لئے چلہ میں بھیجنے کی نذر منعقد نہیں ہوگی اور اسے پورا کرنا بھی لازم نہیں ہوگا۔ (۲)

چوری شدہ رقم ملنے پر نذر کو معلق کرنا

کسی کی رقم یا کوئی چیز چوری ہوگئی یا گم ہوگئی، تو اس آدمی نے زبانی طور پر یہ

(۱) النذر ان كان في المباح أو في المعصية فلا يلزمه... والأصل في ذلك ان كل ما كان له اصل في الفروض لزم الناذر بنذره، وكل مالم يكن له اصل في الفروض لا يلزم الناذر بنذره، فالذي له اصل: الصوم والصلاة والحج والصدقة والاعتكاف والذي لا اصل له في الفروض؛ عيادة المريض، وتشييع الجنازة، ودخول المسجد، وفي السراجية: بناء الرباط والسقاية والقنطرة ونحوه۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۶/ ۲۸۱)، (رقم: ۹۳۷۶)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط: مكتبة زكريا)

بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

شامي: (۷۳۶/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد۔

(۲) ومن شروطه ان يكون عبادة مقصودة، فلا يصح النذر بعيادة المريض وتشييع الجنازة والوضوء والاغتسال ودخول المسجد ومس المصحف والاذان وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلك وان كانت قربا الا انها غير مقصودة۔ (شامي: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، ط: سعيد۔

المبسوط للسرخسي: (۱۲۸/۳)، كتاب نوادر الصوم، ط: دار المعرفة

ومن نذر نذراً مطلقاً او معلقاً بشرط وكان من جنسه فرض وهو عبادة مقصودة ووجد الشرط لزم الناذر كصوم وصلاة وصدقة ووقف شامي: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد۔

نذر مانی کہ اگر چوری شدہ یا گم شدہ رقم وغیرہ مل گئی ،تو اس کا مثلاً دسواں حصہ نکال کر مساکین کو کھانا پکا کر کھلا دوں گا، پھر وہ رقم وغیرہ مل گئی تو اس کا دسواں حصہ فقراء اور مساکین میں تقسیم کرنا لازم ہوگا، خواہ نقد دیں یا کھانا پکوا کر کھلا دیں یا کپڑا دیں، نذر ادا ہو جائے گی۔[1]

---

(۱)(ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط و كان من جنسه واجب... وهو عبادة مقصودة... ووجد الشرط) المعلق به (لزم الناذر) لحديث "من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى" (كصوم وصلاة وصدقة... فإنها عبادات مقصودة، (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۵)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط:سعيد)

الفتاوى التاتارخانية: (۶ / ۲۸۱)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون:في النذور، ط: مكتبه فاروقيه۔

امداد المفتين:(ص:۲ ۱ ۲)، كتاب الأيمان والنذور، ط:دار الإشاعت۔

ح

حاجت پیش آئے

جب بندے کو کوئی حاجت پیش آئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اس کی عبادت کرے، اور اس کی رضامندی کے لئے صدقہ خیرات کرے اس سے بلا ومصیبت دور ہوجاتی ہے، نذر معلق نہ کرے یہ بہتر ہے۔ (۱)

حافظ بنانے کی نذر

"بیٹے کو عالم دین بنانے کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

حافظ بنانے کی نذر ماننا

اگر کسی مرد یا عورت نے یہ نذر مانی کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو میں اسے قرآن کا حافظ بناؤں گا یا اسے دینی عالم بناؤں گا یا اسے مفتی یا محدث بناؤں گا، یا وہ

---

(۱) عن الأسود عن عبداللہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: حصنوا اموالکم بالزکاۃ وداووا مرضاکم بالصدقۃ واعدوا للبلاء الدعاء۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: (۱۰/۱۲۸)، رقم الحدیث: ۱۰۱۹۶، باب العین، ط: مکتبہ العلوم والحکم)

عن علی ابن أبی طالب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: باکروا بالصدقۃ فإن البلاء لایتخطاها۔ (المعجم الأوسط للطبرانی: (۹/۲)، رقم الحدیث: ۵۶۴۳، باب المیم، من اسمہ محمد، ط: دار الحرمین القاہرہ)

عن علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: بادروا بالصدقہ، فإن البلاء لایتخطاها، رواہ رزین (مرقاۃ المفاتیح: (۴/۳۹۰)، کتاب الزکاۃ، باب الانفاق واکراہیۃ الامساک، الفصل الثالث، ط: رشیدیہ)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ: قال نهی النبی ﷺ عن النذر، وقال: إنہ لایرد شیئاً وإنما یستخرج بہ من البخیل" (الصحیح للبخاری: (۲/۹۷۸)، کتاب القدر، باب القاء النذر العبد إلی القدر، ط: قدیمی)

(قولہ: إنہ) ای إن النذر لایرد شیئا قیل: النذر التزام قربۃ فلم یکن منهیا، واجیب بأن القربۃ غیر منهیۃ لکن التزامها منهی، إذ ربما لایقدر علی الوفاء، وقیل: الصدقۃ ترد البلاء، وهذا التزام الصدقۃ، (عمدۃ القاری: (۲۳/۱۵۴)، کتاب القدر، باب القاء النذر العبد إلی القدر، ط: دار احیاء التراث العربی)

اللہ تعالیٰ کی عبادت وطاعت کرتے رہے گا، اور میں اسے دنیاوی کاموں میں مشغول نہیں کروں گا۔ بعض فقہاء کرام کے نزدیک یہ تمام نذریں صحیح ہیں، اور اسے پورا کرنا ضروری ہے۔ (۱)

دوسرے فقہاء کرام کے نزدیک یہ تمام نذریں واجب نہیں البتہ اس میں اللہ تعالیٰ سے ایک وعدہ ہے، اس لئے وعدہ کے طور پر اسے پورا کرنا چاہئے کیونکہ نذر منعقد ہونے کے لئے کچھ شرائط ہیں، ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ منذور بہ (جس چیز کی نذر مانی جارہی ہے وہ) عبادت مقصودہ ہو، اور اس کی جنس میں سے واجب موجود ہو، چونکہ یہ شرائط یہاں نہیں پائی جاتیں تو نذر واجب نہیں ہوگی۔ (۲)

مزید یہ کہ بیٹے کو حافظ، عالم وغیرہ بنانا اپنے دائرۂ اختیار سے باہر ہے اور یہ غیر کے فعل کی نذر ہے، صحیح نہیں ہے، البتہ اس میں اللہ تعالیٰ سے ایک قسم کا وعدہ ہے، وعدہ کے طور پر اسے پورا کرنا چاہئے۔ (۳)

---

(۱) قال الجصاص: والنذر فی مثل ذلک صحیح فی شریعتنا ایضاً بان ینذر الإنسان ان ینشی ابنه الصغیر علی عبادة الله وطاعته وان لایشغله بغیرهما وان یعلمه القران والفقه وعلوم الدین وجمیع ذلک نذور صحیحة: لان فی ذلک قربة الی الله تعالیٰ۔ (احکام القران للجصاص: (۲/ ۱۸)، سورة آل عمران، مطلب: فیمن نذر أن ینشی ابنه فی عبادة الله وأن یعلمه القران وعلوم الدین، ط: قدیمی)

احکام القران للتھانوی: (۲/۱۹، ۱۷)، سورة آل عمران، ط: إدارة القرآن۔

(۲) ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط وکان من جنسه واجب... وهو عبادة مقصودة... ووجد الشرط یلزم الناذر... کصوم وصلاة وصدقة... ولم یلزم الناذر مالیس من جنسه فرض کعیادة مریض وتشییع جنازة ودخول مسجد... لأنه لیس من جنسها فرض مقصود (الدر مع الرد: (۳/۷۳۵، ۷۳۶)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

الفتاوی التاتارخانیة: (۶/ ۲۸۱)، کتاب الأیمان، الباب السادس والعشرون فی النذور، ط: مکتبه فاروقیه۔

بدائع الصنائع: (۵/ ۸۲)، کتاب النذور، فصل وأما شرائط الرکن فانواع، ط: سعید۔

(۳) فإن نوی به العدة فلا شئی علیه لأن المواعید لایتعلق بها اللزوم، ولکن یندب إلی الوفاء بالوعد، (المبسوط للسرخسی: (۳/ ۱۳۲)، باب النذر، ط: دار المعرفة) =

بعض فقہاء کرام نے بچے کو حافظ یا عالم وغیرہ بنانے کی نذر اور بچے کو مسجد کا خادم بنانے کی نذر کرنے کے درمیان فرق کیا ہے، اور کہا ہے کہ حافظ اور عالم بنانے کی نذر کرنا درست ہے اور خادم بنانے کی نذر کرنا درست نہیں، فرق اس طرح کیا ہے کہ بچے کو حافظ یا عالم بچپن میں بنایا جاتا ہے، اور اس وقت والدین کو بچے پر پوری ولایت حاصل ہوتی ہے، وہ اسے حافظ یا عالم بنانے پر مجبور کر سکتے ہیں، لیکن مسجد کی خدمت بڑی عمر میں کی جاتی ہے، اور بالغ ہونے کے بعد والدین کو اولاد پر جبر (زبردستی) کرنے کی ولایت حاصل نہیں ہوتی۔ (۱)

حام

حام: وہ نر اونٹ ہے جو متعدد بار جفتی کر چکا ہو، اور اس کی نسل سے کئی بچے پیدا ہو چکے ہوں، ایسے نر اونٹ کو بھی زمانۂ جاہلیت میں بتوں کے نام پر آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔ (۲)

= غنیۃ الناسک: (ص: ۳۵۱)، باب النذر بالحج أو العمرۃ، فصل فی الکنایات، ط: إدارۃ القران۔

انظر ایضاً الحاشیۃ الآتیہ۔

(۱) وھل یصح النذر بجعل الولد خادماً للمسجد؟ قال الشیخ فی بیان القرآن: کان ذلک فی شرائع من قبلنا، بخلاف مافی شرعنا، لقولہ علیہ السلام: "لانذر فیما لا یملک" ولیس فی وسع الناذر أن یفعل غیرہ فعلاً، فلاینعقد النذر فافھم انتھی۔ (احکام القرآن لظفر احمد العثمانی: (۲/ ۱۷)، سورۃ آل عمران، لایصح النذر بجعل الولد خادماً للمسجد، ط: إدارۃ القرآن)

ولیس فی اختیار الناذر أن یفعل غیرہ فعلاً، فلم ینعقد النذر۔ (حاشیۃ بیان القرآن: (۱/ ۲۳۲)، آل عمران: ۳۵، ط: دار الإشاعت)

(۲) عن سعید المسیب قال: ... والحام: فحل الإبل یضرب الضراب المعدود، فإذا قضی ضرابہ ودعوہ للطواغیت، وأعفوہ من الحمل فلم یحمل علیہ شئی وسموہ الحامی۔ (صحیح البخاری: (۲/ ۶۶۵)، کتاب التفسیر، باب قولہ: ماجعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام، ط: قدیمی)

السنن الکبری للبیھقی: (۱۰/ ۹)، کتاب الضحایا، باب ما حرم المشرکون علی أنفسھم، ط: إدارۃ تالیفات اشرفیہ۔ =

حج ایک ہزار کرنے کی نذر

اگر کسی نے ایک ہزار حج کرنے کی نذر مانی، تو اس پر اتنے ہی حج واجب ہوں گے، جتنے سال وہ زندہ رہے گا، یعنی اس پر آئندہ ہر سال ایک حج کرنا لازم ہوگا، جب انتقال ہوگا تو حج واجب ہونے کا سلسلہ ختم ہوجائے گا، البتہ باقی ماندہ حجوں کی ادائیگی کی وصیت کرنا ضروری ہوگا۔ (۱)

حج پیدل کرنے کا حکم

''پیدل حج کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

حج دو کروں گا ایک سال میں

''دو حج کروں گا ایک سال میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

حج کرانے کی نذر کرنا

مثلاً کسی شخص نے کہا کہ ''اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک سال میں بیٹا دیا تو میں زید کو حج کراؤں گا'' اور اللہ تعالیٰ نے ایک سال میں بیٹا دے دیا تو زید کو حج کرانے کی نذر لازم ہوجائے گی البتہ یہ اختیار ہوگا کہ چاہے تو زید کو حج کرنے کے لئے

= صحیح ابن حبان: (۱۴/ ۱۵۵)، رقم الحدیث: ۶۲۲۶، باب الذبائح، باب بدء الخلق، ذکر الأخبار عن أول من سیب السوائب فی الجاهلیة، ط: مؤسسة الرسالة، بیروت۔

(۱) (ولو نذر ثلاثین حجة لزمه بقدر عمره)۔ قوله: (لزمه بقدر عمره) ای لزمه أن یحج بقدر ما یعیش ومشی فی لباب المناسک علی أنه یلزمه الکل، وعلیه أن یحج بنفسه قدر ما عاش ویجب الإیصاء بالبقیة وعزاه القاری فی شرحه إلی العیون والخانیة والسراجیة، قال فی النوازل: أنه قولهما والأول قول محمد وفی الفتح الحق لزوم الکل اهـ ملخصاً (الدر مع الرد: (۳/ ۷۴۲)، کتاب الأیمان، مطلب النذر غیر المعلق لا یختص بزمان ومکان ودرهم وفقیر، ط: سعید)

ارشاد الساری: (ص: ۴۶۸)، باب النذر بالحج والعمرة، ط: إدارة القرآن۔

فتح القدیر: (۳/ ۱۶۱)، کتاب الحج، مسائل منثورہ، ط: رشیدیہ۔

بھیج دے یا اتنی رقم غریبوں میں صدقہ کر دے۔ (۱)

حج کو دو شرطوں کے ساتھ معلق کیا

اگر کسی نے حج کو ایک شرط کے ساتھ معلق کیا پھر دوسری شرط کے ساتھ معلق کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں:

❶ اگر حج کو پہلی شرط کے ساتھ معلق کرنے کے بعد دوسری شرط میں بھی یہ کہا ہے کہ وہی حج مجھ پر واجب ہے تو ایک ہی حج واجب ہوگا مثلاً پہلی شرط میں یہ کہا کہ ''اگر میں بازار گیا تو مجھ پر حج ہے'' پھر دوسری شرط میں یہ کہا کہ ''اگر میں نے بری نظر سے کسی کو دیکھا تو مجھ پر وہی حج ہے'' پھر دونوں شرطیں پائی گئیں تو ایک حج واجب ہوگا۔

❷ اور اگر حج کو پہلی شرط کے ساتھ معلق کرنے کے بعد دوسری شرط میں حج کو مطلق ذکر کیا تو دو حج واجب ہوں گے، مثلاً یوں کہا کہ ''اگر میں امتحان میں کامیاب ہوا تو حج کروں گا'' پھر دوسری شرط میں یہ کہا کہ ''اگر میں نے پہلی پوزیشن حاصل کی تو حج کروں گا'' پھر دونوں شرطیں پائی گئیں تو دو حج واجب ہوں گے۔ (۲)

(۱) ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط، وكان من جنسه واجب... وهو عبادة مقصودة... ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث "من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى" الدر المختار۔ وفي الشامي: (قوله وهو عبادة مقصودة)... وفي البدائع: ومن شروطه ان يكون قربة مقصودة، فلا يصح النذر بعيادة المريض، وتشييع الجنازة، والوضوء، والاغتسال ودخول المسجد ومس المصحف والاذان... (قوله: لزم الناذر) أي لزمه الوفاء به، والمراد انه يلزمه الوفاء باصل القربة التي التزمها۔ (الدر مع الرد: ۳/۷۳۵) ط: سعید)

مزید عبارات ''اپنے فعل کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (صفحہ نمبر: ۱/۶۰)

(۲) إذا علق الحج بشرط ثم علقه بشرط آخر ووجد الشرطان تكفيه حجة واحدة إذا قال في اليمين الثانية: فعلي ذلك الحج۔ (فتاوى قاضيخان على هامش الهندية: (۱/۳۰۴)، كتاب الحج، قبيل فصل في التمتع، ط: رشيديه)

الفتاوى التاتارخانية: (۲/۵۶۷)، كتاب المناسك، الفصل الثامن عشر في التزام الحج والتزام الهدي والبدنة، ط: دائرة المعارف العثمانية۔=

حج کی نذر

حج کی نذر ماننے سے نذر منعقد ہوجاتی ہے، کیونکہ حج کی نذر میں نذرِ صحیح ہونے کی تمام شرائط موجود ہیں، اور نذر پوری ہونے کے بعد حج کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

حج کی نذر طواف زیارت کے بغیر

"طواف زیارت کے بغیر حج کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

حج کی نذر ماننا بیماری سے شفا پانے پر

"بیماری سے شفا پانے پر حج کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

حج کی نذر وقوف عرفہ کے بغیر

"طواف زیارت کے بغیر حج کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

حج متعدد کرنے کی نذر مانی ایک سال میں

"دو حجوں کی نذر مانی ایک سال میں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

حج ہزار مرتبہ کرنے کی نذر کی

"ہزار حجوں کی نذر کی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

= الفتاوی الهندية: (۲۶۲/۱)، كتاب الحج، الباب السابع عشر في النذر بالحج، ط: رشيدية۔

غنية الناسك: (ص: ۳۴۸)، باب النذر بالحج أو العمرة، ط: إدارة القرآن۔

(۱) (ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط وكان من جنسه واجب) أي فرض... وهو عبادة مقصودة... ووجد الشرط... لزم الناذر... كصوم وصلاة وصدقة... وحج ولو ماشياً، فإنها عبادات مقصودة۔ (الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

الفتاوى التاتار خانية: (۳۱/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط: قديمي۔

فإذا قال: لله علي حجة، أو قال: علي حجة يلزم الوفاء۔ (غنية الناسك: (ص: ۳۴۷)، باب النذر بالحج أو العمرة، فصل في النذر الصريح، ط: إدارة القرآن)

حجۃ الاسلام کی نذر ماننا

اگر کسی نے ''حجۃ الاسلام'' کی نذر مانی، تو نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ حجۃ الاسلام'' امیر آدمی پر پوری زندگی میں صرف ایک بار فرض ہوتا ہے، اگر یہ امیر ہے تو ''حجۃ الاسلام'' اس پر پہلے سے فرض ہے، اور جو چیز پہلے سے فرض ہو اس کی نذر صحیح نہیں ہے، اور اگر یہ آدمی امیر نہیں ہے تو اس پر'' حجۃ الاسلام'' واجب ہی نہیں ہوسکتا۔ (۱)

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''میں دوبار یا اس سے زیادہ ''حجۃ الاسلام'' کروں گا، تو بھی نذر صحیح نہیں ہے، کیونکہ ایک سے زائد بار ''حجۃ الاسلام'' واجب ہی نہیں۔ (۲)

(۱) وفی البحر شرائطه خمس فزاد: أن لایکون معصیة لذاته... وأن لایکون واجباً علیه قبل النذر، فلو نذر حجة الإسلام لم یلزمه شئی غیرها۔ وفی الرد: والحاصل أن نذر الأضحیة صحیح ینصرف إلی شاة أخری غیر الواجبة علیه ابتداء بإیجاب الشرع إلا إذا قصد الإخبار عن الواجب علیه، وکان فی أیامها ومثله ما لو نذر الحج، لأن الأضحیة والحج قد یکونان غیر واجبین، بخلاف حجة الإسلام فإنها نفس الواجب علیه لأنها اسم لفریضة العمر کصوم رمضان وصلاة الظهر فلایصح النذر بها۔ (الدر مع الرد: (۷۳۷/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲۹۸/۴)، کتاب الأیمان، ط: رشیدیه۔

شامی: (۳۳۳/۶)، کتاب الأضحیة، ط: سعید۔

(۲) ولو قال: لله علی حجة الإسلام مرتین لایلزمه شئی، لأنه مرید بذلک التزام شئی غیر مشروع۔ (البحر العمیق: (۲۲۱۰/۴)، الباب السابع عشر: فی النذر بالحج والحلف به) ط: مؤسسة الریان)

نذر أن یصلی الظهر ثمانیة... أو حجة الإسلام مرتین لایلزمه الزائد، لأنه التزم غیر المشروع فهو معصیة۔ (شامی (۲۳/۲) کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراویح، ط: سعید)

البحر الرائق: (۵۸/۲)، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید۔

فلایصح النذر بالمعاصی ولا بالواجبات، فلو نذر حجة الإسلام لاتلزمه إلا واحدة، (الاشباه والنظائر: (ص: ۱۷۱)، کتاب الصوم، ط: قدیمی)

حجۃ الاسلام نفلی طور پر ادا کرے گا

اگر کسی نے نذر مانی کہ ''میں حجۃ الاسلام (فرض حج) نفلی طور پر ادا کروں گا'' تو اس پر فرض حج ہی لازم ہے، اگر وہ ادا کرلیا تو کافی ہے، نفلی حج ضروری نہیں۔ (۱)

حرام رقم سے نذر ماننا

حرام رقم یا حرام آمدنی کی رقم سے نذر ونیاز کرنا حرام ہے، (۲) اور حرام رقم سے بنایا گیا کھانا یا خریدا ہوا کھانا کھانا بھی مکروہ تحریمی ہے، (۳) اور ایسا کھانا کھلا کر ثواب کی امید رکھنا سخت گناہ ہے اور اس سے کفر کا اندیشہ ہے کفر نہیں۔ (۴) حرام رقم

(۱) ولو قال: علی أن أحج حجة الإسلام تطوعاً، فحجها بالإسلام، لم يلزمه التطوع۔ (غنية الناسک: (ص: ۳۴۸)، باب النذر بالحج والعمرة، ط: إدارة القرآن)

إذا قال: علی أن أحج حجة الإسلام تطوعاً، لم يصح۔ (البحر العميق: (۲۲۱۰/۴)، الباب السابع عشر فی النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان)

(۲) عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إن الله طيب لا يقبل إلا طيباً الخ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمی)

مسند أحمد: (۲/۲۹ ۶)، رقم الحديث: ۸۱۴۸، مسند أبی هريرة رضی اللہ عنہ، ط: دار احياء التراث العربی۔

وشرط صحة النذر أن يكون المنذور ملكاً للناذر۔ (شامی: (۳/۷۴۲)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان، ط: سعيد)

(إذا نذر شيئاً) من القربات (لزم الوفاء به) (قوله: (من القربات) خرج النذر بمعصية، فلا وفاء به، بل يحرم فعلها۔ حاشية الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمی)

(۳) آكل الربا وكاسب الحرام أهدى إليه أو اضافه وغالب ماله حرام، لايقبل ولا يأكل مالم يخبره أن ذلک المال أصله حلال۔ (الفتاوى الهندية: (۵/۳۴۳)، كتاب الكراهية، الباب الثانی عشر فی الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

مجمع الأنهر: (۴/۱۸۶)، كتاب الكراهية، فصل فی الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔

بزازيه علی هامش الهندية: (۶/۳۶۰)، كتاب الكراهية، الرابع فی الهدية والميراث، ط: رشيديه۔

(۴) انما يكفر إذا تصدق بالحرام القطعی (الدر المختار) وفی الرد: رجل دفع إلى فقير من المال الحرام شيئا يرجو به الثواب، يكفر... (قوله: إذا تصدق بالحرام القطعی) أی مع رجاء الثواب الناشیء=

کا حکم یہ ہے کہ جس سے لی ہے اس کو واپس کردے، اگر اس کا انتقال ہوگیا تو اس کے وارثوں کو واپس کردے، اور اگر وہ آدمی بھی نہیں اور اس کے ورثاء کا بھی علم نہیں تو ثواب کی نیت کے بغیر مستحق زکوۃ لوگوں میں صدقہ کردے۔ (۱)

حرام کام کرنے کی نذر ماننا

اگر کسی نے نذر مانی کہ اگر فلاں کام ہوگیا تو وہ فلاں حرام کام کرے گا، تو کام ہونے کے بعد حرام کام تو کرنا جائز نہیں ہوگا، البتہ قسم کا کفارہ ادا کرنا اس پر لازم ہوگا۔ (۲)

=عن استحلاله كما مر۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۲۹۲)، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، مطلب في التصدق من المال الحرام، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۲/ ۲۷۲)، كتاب السير، الباب التاسع في احكام المرتدين، ط: رشيديه۔

الفتاوى التاتارخانية: (۵/ ۵۰۴)، كتاب احكام المرتدين، فصل في مايتعلق بالحلال والحرام، ط: إدارة القرآن۔

(۱) ويردونها على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها، لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۳۸۵)، كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم، وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه۔ (شامي: (۵/ ۹۹)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في من ورث مالاً حراماً، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۵/ ۳۴۹)، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشيديه۔

(۲) عن ابن عباس ﷺ ان رسول الله ﷺ قال: من نذر نذراً لم يسمه، فكفارته كفارة يمين، ومن نذر نذراً في معصية فكفارته كفارة يمين، ومن نذر نذراً لا يطيقه فكفارته كفارة يمين، ومن نذر نذراً اطاقه فليف۔ (سنن أبي داؤد: (۲/ ۱۱۷)، كتاب الأيمان والنذور، باب من نذر نذراً لا يطيقه، ط: رحمانيه)

عن عائشة ﷺ عن النبي ﷺ: من نذر أن يطيع الله فليطعه ومن نذر أن يعصي الله فلا يعصه۔ (صحيح بخاري: (۲/ ۹۹۱)، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة، ط: قديمي)

علق النذر بما هو معصية كقوله: ان كلمت ابى فعلىّ نذر فهو كما لو علقه بمباح ان أبهم وكان عليه ان يحنث نفسه ويكفر، لأنه اذا عرى عن النية فهو يمين، وان نوى شيئاً بعينه فهو على ما نوى ولا يحنث نفسه في المباح۔ (بزازية على هامش الهندية۔ (۴/ ۲۷۲)، كتاب الأيمان، النوع الثالث في النذر، ط: رشيديه)

إذا نذر شيئاً من القربات لزمه الوفاء به۔ قوله: من القربات) خرج النذر بمعصية، فلا وفاء به، بل يحرم فعلها۔ (حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمي)

حرم مکی

''حرم مکی'' میں مکہ شہر، مسجد حرام اور کعبہ شریف داخل ہیں، اور میقات کے باہر سے آنے کی صورت میں احرام کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں، البتہ مسجد نبوی، حرم مدینہ، بیت المقدس اور دنیا کی کسی بھی مسجد میں احرام کے بغیر داخل ہونا جائز ہے۔ (۱)

(حضرت) حسین رضی اللہ عنہ کی مجلس پر نذر کی رقم خرچ کرنا

''نذر کی رقم میلاد پر خرچ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(حضرت) حسین رضی اللہ عنہ کے نام نذر و نیاز

اموات کے تقرّب اور خوشنودی کے لئے نذر ماننا باطل اور حرام ہے لہذا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی نذر و نیاز کرنا درست نہیں، اور جو نذر اللہ تعالیٰ کے واسطے کی جائے وہ خالص اللہ ہی کے لئے ہونی چاہئے اس میں کسی کے ایصال ثواب کا ارادہ اور نیت نہیں کرنی چاہئے۔ (۲)

---

(۱) أن المكان نوعان: مكان يصح الدخول فيه بغير احرام، وهو ماسوى الحرم كمسجد المدينة على صاحبها أفضل الصلاة والسلام ومسجد بيت المقدس وغيرهما من سائر المساجد والأماكن، ومكان لايصح الدخول فيه بغير احرام، وهو الحرم، والحرم مشتمل على مكة، ومكة على المسجد الحرام، والمسجد الحرام على الكعبة۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۸۳)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

البحر العميق: (۴/ ۲۲۱۰)، الباب السابع: في النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان۔

الفتاوى التاتارخانية: (۶/ ۲۹۸)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذر، ط: مكتبه فاروقيه۔

(۲) واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام ومايؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام مالم يقصدوا صرفها لفقراء الأنام۔ (قوله: باطل وحرام) لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لايجوز لأنه عبادة والعبادة لاتكون لمخلوق... ومنها أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالى واعتقاد ذلك كفر۔ =

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مجلس پر نذر کی رقم خرچ کرنا

"نذر کی رقم میلاد پر خرچ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام نذر ونیاز

"(حضرت حسین رضی اللہ عنہ) کے نام نذر ونیاز" عنوان کے تحت دیکھیں۔

حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی کہانی سننے کی نذر

کتاب "جناب سیدہ کی کہانی" بے اصل اور بے بنیاد باتوں پر مشتمل ہے، اہل سنت والجماعت کے کسی مخالف نے مسلمان مردوں کو عام طور پر اور سادہ لوح عورتوں کو خاص طور پر گمراہ کرنے کے لئے یہ کتاب لکھی ہے، اس کے سننے کی نذر ماننا لغو،[1] اور اس کا سننا وقت کو ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ غلط باتوں کا ذہن نشین کرنا ہے، عورتوں کو خاص طور پر سمجھا دیا جائے کہ وہ اس کتاب کی کہانی پر یقین نہ

= (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۹)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲/۲۹۸)، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف، ط: سعید۔

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۳)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی۔

(۱) ومنها ان یکون قربة، فلایصح النذر بمالیس بقربة رأساً کالنذر بالمعاصی، بدائع الصنائع: (۵/ ۸۲)، کتاب النذر، فصل: واما شرائط الرکن۔ ط: سعید)

ولم یلزم الناذر ما لیس من جنسه فرض کعیادة مریض وتشییع جنازة، ودخول مسجد... ان لایکون معصیة لذاته۔ (رد المحتار: (۳/۷۳۶)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر۔ ط: سعید)

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لانذر الا فی مایبتغی به وجه اللہ ولا یمین فی قطعیة رحم (اعلاء السنن: (۱۱/ ۴۸۳)، کتاب الأیمان، باب اشتراط کون المنذور عبادة مقصودة، ط: إدارة القرآن)

النذر ان کان فی المباح او فی المعصیة، فلایلزمه کما إذا قال: للہ علی ان اذهب إلی السوق، او اشتمه او اضربه۔ (الفتاوی التاتارخانیة: (۵/ ۴۰)، کتاب الأیمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: إدارة القرآن)

کریں،(۱) کہانی کہانی ہے، دین وشریعت نہیں ہے، جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے صحیح فضائل اور حالات معتبر اور مستند کتابوں میں موجود ہیں، ان کو پڑھیں اور سنیں اس سے ایمان تازہ ہوگا، نیک عمل کرنے کی رغبت اور شوق پیدا ہوگا اور اس کتاب کا حکم یہ ہے کہ جو بھی اس کے سننے کی نذر مانے اس پر توبہ لازم ہے۔(۲)

حکم نذر

''نذر پوری کرنا واجب ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

حیض

حیض کے ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اس لئے اگر نذر کے ایام میں حیض آجائے تو روزہ رکھنا چھوڑ دے، یہ شرعی عذر ہے تسلسل کے لئے منافی نہیں ہے، بعد میں ان دنوں کے روزے قضاء کی نیت سے رکھ لے البتہ غیر معین سال کی نذر ماننے کی صورت میں اگر تسلسل کی قید لگائی ہے تو حیض کے ایام کے روزے اسی سال کے اختتام پر متصل رکھنا ضروری ہوں گے۔(۳)

(۱) قال الشيخ الامام صدر الاسلام ابواليسر: نظرت فى الكتب التى صنفها المتقدمون فى علم التوحيد... وجدت ايضاتصانيف كثيرة فى هذاالفن للمعتزلة، فلايجوز امساك تلك الكتب والنظر فيها، كيلا تحدث الشكوك، فلايتمكن الوهن فى العقائد. (الفتاوى الهندية:(۵/ ۳۷۷) كتاب الكراهية، المتفرقات، ط:رشيديه)

الفتاوى التاتارخانية:(۱۸/ ۲۷۷)، كتاب الكراهية، الفصل الثانى والثلاثون فى المتفرقات، ط: مكتبه فاروقيه۔

(۲) اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصى واجبة، وأنها واجبة على الفور، ولايجوز تاخيرها سواء كانت صغيرة أو كبيرة (روح المعانى:(۲۸/ ۲۸۹)، سورة التحريم الآية:۸، ط:رشيديه)

شرح النووى على المسلم:(۲/ ۳۵۴)، كتاب التوبة، ط:قديمى۔

(۳) ولو نذر صوم الأيام المنهية أو) صوم هذه (السنة صح)... لكنه أفطر الأيام المنهية وجوباً... وقضاها... وكذا الحكم لو نكر السنة أو شرط التتابع فيفطرها لكنه يقضيها هنا متتابعة، (قوله وكذا=

حیض آنے والے دن روزہ کی نذر ہوگئی

کسی عورت نے نذر مانی کہ میں کل روزہ رکھوں گی، اور کل کا دن حیض کا ہو تو اس پر نذر کا روزہ لازم ہے، اگر حیض نہ آیا تو روزہ رکھ لے، اور اگر حیض آ گیا تو اس دن روزہ نہ رکھے بلکہ حیض سے پاک ہونے کے بعد قضاء کی نیت سے روزہ رکھ لے۔ (۱)

حیض اور تسلسل

اعتکاف کے تسلسل میں عورت کے لئے حیض عذر بنتا ہے یا نہیں؟ اس کا معیار یہ ہے کہ اگر عورت نے بیس دن یا اس سے کم اعتکاف کی نذر مانی تو اس میں حیض عذر شمار نہ ہوگا، اگر اعتکاف کے درمیان حیض آ گیا تو سب کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا، اور اگر عورت نے بیس دن سے زیادہ اعتکاف کی نذر مانی تو اس میں حیض عذر

= الحكم) الإشارة إلى ما في المتن من حكم السنة المعينة۔ (قوله فيفطرها) أي الأيام المنهية۔ (قوله: لكنه يقضيها هنا متتابعة) أي موصولة بآخر السنة من غير فاصل للتتابع بقدر الإمكان۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۳، ۴۳۴)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في الكلام على النذر، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲/ ۲۹۵)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل عقد لبيان ما يوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد۔

(فإن لم يجد المظاهر ما يعتق... صام شهرين... متتابعين قبل المسيس ليس فيهما رمضان وأيام نهي عن صومها) وكذا كل صوم شرط فيه التتابع۔ (فإن أفطر بعذر) كسفر ونفاس بخلاف الحيض۔ (قوله: بخلاف الحيض) فإنه لا يقطع كفارة قتلها وإفطارها لأنها لا تجد شهرين خاليين عنه... وعليها أن تصل ما بعد الحيض بما قبله، فلو أفطرت بعده يوماً استقبلت لتركها التتابع بلا ضرورة۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۴۷۵، ۴۷۷)، كتاب الطلاق، باب الكفارة، مطلب: لا استحالة في جعل المعصية سبباً للعبادة، ط: سعيد)

(۱) (ولو نذرت عبادة) كصوم وصلاة (في غد فحاضت فيه يلزمها قضاؤها) لأنه يمنع الأداء لا الوجوب۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۱/ ۲۰۰)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: دار الكتب العلمية)

البحر الرائق: (۲/ ۲۹۵)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل عقد لبيان ما يوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد)

شمار ہوگا، اگر اعتکاف کے درمیان میں حیض آ گیا تو اعتکاف چھوڑ دے اور حیض ختم ہوتے ہی متصل قضا کرے، اگر متصل قضاء نہ کیا تو پورا اعتکاف نئے سرے سے دوبارہ کرنا پڑے گا۔[1]

حیض عذر ہے یا نہیں؟

"حیض اور تسلسل" عنوان کے تحت دیکھیں۔

حیض کا دن ہو نذر پورا کرنے کے دن

☆ ...... کسی عورت نے کہا کہ "جس دن میرا بیٹا...... واپس آئے گا، اس دن میں روزہ رکھوں گی" پھر جس دن بیٹا واپس آیا اس دن وہ حائضہ تھی تو اس دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، حیض سے پاک ہونے کے بعد قضاء لازم ہوگی۔

☆ ...... کسی عورت نے کہا کہ "میں جمعرات کو روزہ رکھوں گی" پھر جمعرات کو حیض شروع ہوگیا تو اس دن نذر کا روزہ رکھنا جائز نہیں بلکہ پاک ہونے کے بعد قضاء کرنا ضروری ہے۔[2]

---

(۱) وإذا نذرت المرأة اعتكاف شهر فحاضت فيه فعليها أن تقضي أيام حيضها وتصلها بالشهر فإن لم تصلها به فعليها أن تستقبله، لأن هذا القدر من التتابع في وسعها وما سقط عنها معلوم بأنه ليس في وسعها ولهذا قلنا لو نذرت اعتكاف عشر أيام فحاضت فعليها الاستقبال۔ (المبسوط للسرخسي: (۳/ ۱۲۱)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: دار المعرفة)

ولو نذرت المرأة اعتكاف شهر ثم حاضت تقضي ايام حيضها متصلاً بالشهر وإلا استقبلت۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲ / ۴۱۶)، كتاب الصوم، الفصل الثاني عشر في الاعتكاف، ط: دائرة المعارف العثمانية)

البحر الرائق: (۲/ ۳۰۱)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

(۲) إذا قالت لله علي أن أصوم اليوم الذي يقدم فيه فلان، فقدم فلان قبل الزوال وهي حائض فعليها أن تقضي، وكذلك إذا قالت: "لله علي أن أصوم يوم الخميس، فجاء يوم الخميس وهي حائض فعليها القضاء۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/ ۴۰۳)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر في النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)=

حیض کے دن باقی تھے اسی دوران اس نے نذر مانی

حائضہ عورت کے حیض کے دن باقی تھے، اسی دوران اس نے نذر مانی کہ ''میں کل روزہ رکھوں گی، تو کل تک اگر حیض ختم نہ ہوا ہو تو اس پر قضاء ضروری ہے، اور یہی حکم نفاس کا بھی ہے، مثلاً ایک عورت کا بچہ پیدا ہوا اور نفاس جاری تھا اس نے کہا میں کل روزہ رکھوں گی، تو کل اگر نفاس ختم نہ ہوا ہو تو اس دن روزہ نہ رکھے بلکہ پاک ہونے کے بعد قضا رکھے۔ (۱)

حیض میں روزہ رکھنے کی نذر کرنا

حیض اور نفاس کے دن روزہ رکھنے کی نذر کرنے سے نذر منعقد نہیں ہوتی کیونکہ حیض ونفاس کے دن روزہ رکھنا ممکن نہیں، روزہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ عورت حیض ونفاس سے پاک ہو۔ (۲)

= المحیط البرھانی: (۳/۳۷۴)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: إدارة القرآن۔

البحر الرائق: (۲/۲۹۷)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، فصل عقد لبیان ما یوجبه العبد علی نفسه، ط: سعید)

(۱) إذا قالت المرأة: لله علی أن اصوم غداً، وهی الیوم حائض وغداً من أیام حیضها فلم تطهر غداً فعلیها یوم مکانها، وکذلک فی النفاس وقد ولدت الیوم۔ (التاتارخانیة: (۲/۴۰۴)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: دائرة المعارف العثمانیة)

المحیط البرھانی: (۳/۳۷۴)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: إدارة القرآن)

(۲) وأما الذی یرجع إلی المنذور فانواع: منها أن یکون متصور الوجود فی نفسه شرعاً، فلایصح النذر بما لایتصور وجوده شرعاً کمن قال: لله علی أن اصوم لیلاً أو نهاراً أکل فیه، وکالمرأة إذا قالت: لله علی أن اصوم أیام حیض، لأن اللیل لیس محل الصوم، والأکل مناف للصوم حقیقة والحیض مناف له شرعاً، إذ الطهارة عن الحیض والنفاس شرط وجود الصوم الشرعی، (بدائع الصنائع: (۵/۸۲)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فانواع، ط: سعید)

الدر مع الرد: (۲/۴۳)، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراویح، ط: سعید)

الفتاوی التاتارخانیة: (۳/۴۰۳)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: دائرة المعارف العثمانیة)

خ

خاتون جنت کی کہانی سننے کی نذر ماننا

بعض لوگ اس طرح منت مانتے ہیں کہ ''میرا فلاں کام پورا ہو گیا تو خاتون جنت کی کہانی'' سنوں گا، تو اس بارے میں حکم یہ ہے کہ ''خاتون جنت کی کہانی'' من گھڑت ہے، لوگوں کی بنائی ہوئی کہانی ہے، اس کی نذر اور منت ماننا درست نہیں ہے، اور اس کو پورا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۱)

خادم بنانے کی نذر کرنا

سابقہ انبیاء کرام کی شریعتوں میں بچے کو مسجد کا خادم بنانے کی نذر ماننا درست تھا، لیکن ہماری شریعت میں یہ نذر صحیح نہیں ہے، کیونکہ نذر صحیح ہونے کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ نذر کرنے والا منذور بہ کا مالک ہو، اور دوسرے سے مسجد کی خدمت لینا نذر کرنے والے کی قدرت وطاقت میں نہیں ہے، وہ اس کا مالک نہیں۔ (۲)

خاص جانور ذبح کرنے کی نذر

''معین جانور ذبح کرنے کی نذر کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) ''حضرت سیدہؓ کی کہانی سننے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) وهل يصح النذر بجعل الولد خادما للمسجد؟ قال الشيخ في بيان القرآن: كان ذلك في شرائع من قبلنا، بخلاف ما في شرعنا لقوله عليه السلام "لا نذر فيما لا يملك" وليس في وسع الناذر ان يفعل غيره فعلا فلا ينعقد النذر فافهم۔ انتهى (احكام القرآن لظفر احمد العثماني: (۲/۱۷)، سورة آل عمران: ۳۵، لا يصح النذر بجعل الولد خادما للمسجد، ط: إدارة القرآن)

وليس في اختيار الناذر أن يفعل غيره فعلاً، فلم ينعقد النذر، حاشيه بيان القرآن: (۱/۲۳۲)، آل عمران: ۳۵، ط: دار الاشاعت)

وشرط صحة النذر أن يكون المنذور ملكا للناذر أو مضافا إلى السبب (شامي: (۳/۷۴۲)، كتاب الايمان، مطلب النذر المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم، ط: سعيد)

خانہ کعبہ کا حج کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ "میں خانہ کعبہ کا حج کروں گا" تو نذر منعقد ہوجائے گی اور اس پر حج کرنا واجب ہوگا۔ (۱)

خانہ کعبہ کا عمرہ کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ "میں خانہ کعبہ کا عمرہ کروں گا" تو نذر منعقد ہوجائے گی اور اس پر عمرہ کرنا لازم ہوجائے گا۔ (۲)

خیرات کتے کو ڈالنا

جانوروں کو کھلانا پلانا منع نہیں ہے، لیکن صدقہ خیرات فقیروں کو دینے کی بجائے کتے اور جانوروں کو ڈالنا جائز نہیں ہے۔ (۳)

(۱، ۲) إذا قال: علی المشی إلی بیت الله تعالیٰ أو إلی الکعبة... لزمته حجة أو عمرة استحساناً۔ (الفتاویٰ التاتارخانیة: (۲/۵۶٦)، کتاب المناسک، الفصل الثامن عشر فی التزام الحج، ط: دائرة المعارف العثمانیة)

الدر مع الرد: (۳/۸۲٦)، کتاب الأیمان، باب الیمین فی البیع والشراء والصوم والصلاة وغیرها، مطلب قال علی المشی إلی بیت الله تعالیٰ أو الکعبة، ط: سعید۔

غنیة الناسک: (ص: ۳۵۰)، باب النذر بالحج أو العمرة، فصل فی الکنایات، ط: إدارة القرآن۔

(۳) عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم: أن رجلاً رأی کلباً یأکل الثری من العطش، فأخذ الرجل خفه فجعل یغرف له به حتی أرواه، فشکر الله له فأدخله الجنة۔ (الصحیح للبخاری: (۱/ ۲۹)، کتاب الوضوء، باب إذا شرب الکلب فی الاناء، ط: قدیمی)

عن أبی موسی الاشعری رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: فکوا العانی یعنی: الاسیر، وأطعموا الجائع، وعودوا المریض۔ (صحیح بخاری: (۱/۴۲۸)، کتاب الجهاد، باب فکاک الاسیر، ط: قدیمی)

قوله: وأطعموا الجائع) عام یتناول کل جائع من بنی آدم وغیرهم، وإطعام الجائع فرض علی الکفایة، فلو أن رجلاً یموت جوعاً وعند آخر ما یحییه به بحیث لایکون فی ذلک الموضع أحد غیره، ففرض علیه إحیاء نفسه وإذا ارتفعت حالة الضرورة کان ذلک ندباً۔ (عمدة القاری: (۱۴/۳۰۸)، کتاب الجهاد، باب فکاک الاسیر، ط: دار الکتب العلمیه)=

= عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث معاذاً إلى اليمن فقال:.... إن الله قد فرض عليهم صدقة تؤخذ من أغنيائهم فترد على فقرائهم، الحديث۔ متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۵۵)، كتاب الزكاة، الفصل الأول، ط: قديمی)

آپ کے مسائل اور ان کا حل: (۲۱۲/۵)، کتاب الزکاۃ، منت وصدقہ، ط: مکتبہ لدھیانوی۔

داخلہ ہونے پر نذر ماننا

☆......اگر کسی نے نذر مانی کہ ”اگر میرا داخلہ فلاں مدرسہ میں ہو گیا تو میں ایک مہینہ کا روزہ رکھوں گا“ تو فلاں مدرسہ میں داخلہ ہونے کے بعد ایک مہینہ کا روزہ رکھنا واجب ہوگا۔ (۱)

☆......اگر کسی نے نذر مانی کہ ”اگر میرا داخلہ فلاں مدرسہ میں ہو گیا تو ایک ہزار روپیہ غریبوں میں تقسیم کروں گا“ تو فلاں مدرسہ میں داخلہ ہونے کے بعد ایک ہزار روپیہ صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

درود شریف روزانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھنے کی نذر مانی

”روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کی نذر مانی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) عن الحسن فی رجل جعل علیہ صوم شهر، قال: ان سمی شهراً معلوماً فلیصمه ولیتابع، واذا لم یسم شهراً معلوماً، أو لم ینوه، فلیستقبل الایام فلیصم ثلاثین یوماً، وان صام علی رؤیة الهلال وافطر علی رؤیته، فكانت تسعة وعشرین یوماً اجزاه ذلک وان فرق إذا استقبل الأیام۔ (المصنف لابن ابی شیبة: (۷/ ۲۰۲)، الأیمان والنذور، فی رجل جعل علیه صوم شهر، (رقم ۱۲۶۳۴)، ط: مؤسسة علوم القرآن)

ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط وكان من جنسه واجب۔ (ووجد الشرط) المعلق به لزم الناذر۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۵)، كتاب الأیمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعید)

(۲) ثم ان علقه بشرط یریده كان قدم غائبی أو شفی مریضی (یوفی) وجوباً (ان وجد) الشرط۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۸)، كتاب الأیمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعید)

طحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۴، ۶۹۵)، كتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی۔

مجمع الأنهر: (۲/ ۲۷۵)، كتاب الأیمان، قبیل باب الیمین فی الدخول والخروج والإتیان، ط: دار الكتب العلمیة۔

درود شریف کی نذر

درود شریف کی نذر کرنا درست ہے، کیونکہ اس کی جنس میں سے واجب ہے، اور عمر بھر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے، اور ہر مجلس میں نبی کریم ﷺ کا نام سن کر ایک دفعہ درود پڑھنا واجب ہے۔ لہذا اس کی نذر درست ہے۔ (۱)

دس آدمیوں کو کھانا کھلانے کی نذر ماننا

اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ "اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو دس آدمیوں کو کھانا کھلاؤں گا" تو کام ہونے کے بعد یا تو دس غریب آدمیوں کو کھانا کھلائے یا دس آدمیوں کو ایک ایک صدقۂ فطر کے برابر نقد دیدے، اور اگر دس آدمیوں کے کھانے کے پیسے ایک ہی غریب آدمی کو دے گا تو نذر پوری نہیں ہوگی بلکہ مزید نو غریب آدمیوں کو ایک ایک صدقۂ فطر کے برابر نقد رقم دینا پڑے گی۔ (۲)

(۱) ولو نذر أن يصلي على النبي ﷺ كل يوم كذا لزمه۔ قوله: (لزمه) لأن من جنسه فرضاً وهو الصلاة عليه ﷺ مرة واحدة في العمر وتجب كلما ذكر وإنما هي فرض عملي۔ (الدر مع الرد: (۷۳۸/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳۳۹/۲)، كتاب الايمان، ط: دار المعرفة۔

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي۔

(۲) واذا جعل الرجل لله على نفسه اطعام مسكين فهو على ما نوى من عدد المساكين وكيل الطعام لأن المنوى من محتملات لفظه... فعليه طعام عشر مساكين لكل مسكين نصف صاع من حنطة... ان قال في نذره اطعام المساكين فليس له ان يصرف الكل إلى مسكين واحد جملة۔ (المبسوط للسرخسي رحمه الله (۱۵۲/۸)، باب الإطعام في كفارة اليمين، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

قال بشر عن أبي يوسف: إذا جعل الرجل على نفسه أن يطعم عشرة مساكين ولم يسم فعليه ذلك، فإن اطعم خمسة لم يجزه، لأن النذر يعتبر بأصل الإيجاب، ومعلوم ان ما اوجبه ينبغي أن يكون لعدد من المساكين لا يجوز دفعة إلى بعضهم إلا على التفريق في الأيام، فكذا النذر۔ (بدائع الصنائع: (۸۶/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فانواع، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۶۶/۲)، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه۔

دس افراد کو کھانا کھلاؤں گا

اگر کسی نے نذر مانی کہ ''دس افراد کو کھانا کھلائے گا'' تو دس افراد کو کھانا کھلانا ضروری ہے، اگر ایک وقت میں پانچ مسکینوں کو اتنا کھانا کھلا دیا جو دس افراد کے لئے کافی ہے، تو نذر پوری نہیں ہوگی، دس مسکینوں کو کھلانا ضروری ہے، ہاں اگر پانچ مسکینوں کو دو وقت کھلا دیا تو درست ہے۔ (۱)

دس حج کروں گا اس سال

اگر کسی نے نذر مانی کہ ''میں اس سال دس حج کروں گا'' تو اس پر دس سالوں میں دس حج واجب ہوں گے۔ (۲)

دعا کی نذر

اگر کسی نے نماز کے بعد دعا کرنے کی نذر مانی یا مطلق دعا کی نذر مانی تو نذر

---

(۱) ولو نذر "أن يطعم عشرة مساكين" ولم يعينهم فاطعم خمسة ما يكفى عشرة لم يجزه۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲۸۷/۲)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون فى النذور، ط: مكتبه فاروقيه)

إذا جعل الرجل على نفسه أن يطعم عشرة مساكين ولم يسم فعليه ذلك فإن أطعم خمسة لم يجزه، لأن النذر يعتبر بأصل الإيجاب، ومعلوم أن ما أوجبه ينبغى أن يكون لعدد من المساكين لا يجوز دفعه إلى بعضهم إلا على التفريق فى الأيام فكذا النذر۔ (بدائع الصنائع: (۸٦/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فانواع، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۲/٦٦)، كتاب الايمان، الباب الثانى فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً، الفصل الثانى فى الكفارة، ط: رشيديه۔

(۲) ولو قال: لله على عشر حجات فى هذه السنة، فعليه عشر حجات فى عشر سنين۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۵٦۷/۲)، كتاب المناسك، الفصل الثامن عشر: فى التزام الحج والتزام الهدى، ط: دائرة المعارف العثمانية)

المحيط البرهانى: (۴۹۱/۳)، كتاب المناسك، الفصل الثامن عشر: فى التزام الحج والتزام الهدى والبدنة۔ ط: إدارة القرآن۔

غنية الناسك: (ص: ۳۴۹)، باب النذر بالحج أو العمرة، فصل فى النذر الصريح، ط: إدارة القرآن۔

منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ دعا عبادت مقصودہ نہیں ہے، کیونکہ اس میں اپنی حاجت پوری کرنے کا عنصر شامل ہے۔ (۱)

دعائے قنوت کی نذر

دعائے قنوت پڑھنے کی نذر ماننا درست نہیں کیونکہ اس کو نفلی طور پر پڑھنا ثابت نہیں اس لئے کہ وہ عبادت مقصودہ نہیں ہے۔ (۲)

دل میں ارادہ کرنا

صرف دل میں نذر کر لینے کا ارادہ کرنے سے نذر منعقد نہیں ہوتی، بلکہ زبان سے کہنا ضروری ہے، لہٰذا دل میں نذر کرنے کے ارادہ کرنے کے ساتھ زبان سے بھی کہنے سے نذر منعقد ہوگی ورنہ نہیں۔ (۳)

---

(۱) نذر أن يقول دعاء كذا دبر كل صلوة عشر مرات لم يصح۔(القنية: (ص: ۱۳۴، ۱۳۵)، كتاب الأيمان، باب النذور)

جامع الرموز: (۳۵۱/۲) كتاب الأيمان، ط: مظهر العجائب كلكته۔

رسائل ابن نجيم (ص: ۳۹۴) الرسالة الخامسة والثلاثون في النذر بالتصدق، ط: دار السلام۔

(۲) وفي القنية: لايصح النذر بالتصدق على الأغنياء، ولا بدعاء معين۔ (فتاوى ابن نجيم: (ص: ۳۹۴)، الرسالة الخامسة والثلاثون: في النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

جامع الرموز: (۳۵۱/۲)، كتاب الأيمان، ط: مظهر العجائب كلكته۔

البحر الرائق: (۲۹۷/۴)، كتاب الأيمان، ط: سعيد۔

(۳) فركن النذر: هو الصيغة الدالة عليه، وهو قوله: لله عزّ شانه عليّ كذا أو عليّ كذا، وهذا هدي أو صدقة أو مالي صدقة أو ما أملك صدقة أو نحو ذلك۔ (بدائع الصنائع: (۸۱/۵)، كتاب النذر، ط: سعيد)

المسألة الأولى في حقيقة النذر: وهو التزام الفعل بالقول مما يكون طاعة لله عز وجل من الاعمال قربة۔ (احكام القرآن لابن العربي: (۳۵۲/۱)، آل عمران: ۳۵، ط: دار الكتب العلمية)

اقول: والنذر لا يكون الا باللسان، ولو نذر بقلبه لا يلزمه بخلاف النية، لأن النذر عمل اللسان والنية عمل القلب والنية المشروعة انبعاث القلب على شان ان يكون لله تعالى كذا في البزازية۔ (حاشية درر الحكام في شرح غرر الأحكام: (۲۱۲/۱)، باب الاعتكاف، ط: سعيد)=

دن سے کم مدت کے لئے اعتکاف کی نذر کرنا

اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ میں پانچ گھنٹے اعتکاف میں بیٹھوں گا، یا صبح سے زوال تک یا صبح سے ظہر تک، یا ظہر سے مغرب یا عشاء تک اعتکاف میں بیٹھوں گا یا دوپہر سے آدھی رات یا صبح تک اعتکاف میں بیٹھوں گا تو ان تمام صورتوں میں نذر والا اعتکاف منعقد نہیں ہوگا، بلکہ نفلی اعتکاف ہوجائے گا۔ (۱)

دن کا تعین نذر میں

نذر میں جانور ذبح کرنے کے لئے دن کے تعین کا اعتبار نہیں ہے، مثلاً کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ مثلاً میں جمعہ کے دن جانور ذبح کروں گا، تو یہ جمعہ کے دن کے ساتھ خاص نہیں ہوگا، جانور کو جمعہ کے دن بھی ذبح کرسکتا ہے اور جمعہ کے علاوہ کسی اور دن بھی جانور کو ذبح کرسکتا ہے۔ (۲)

= الفتاویٰ البزازیة علی هامش الهندیة: (۱۰۵/۴)، السادس فی الاعتکاف، ط: رشیدیه۔

قال فی شرح المتلقی: والنذر عمل اللسان... ولو نذر صوم الایام المنهیة أو صوم هذه السنة صح مطلقاً أو سواء قصد ماتلفظ به اولا، ولهذا قال فی الولوالجیة: رجل اراد ان یقول لله علیّ صوم، فجری علی لسانه صوم الشهر کان علیه صوم شهر "بحر" وکذا لو اراد ان یقول کلاماً، فجری علی لسانه النذر لزمه لأن هزل النذر کالجد کالطلاق، "فتح" (شامی: (۴۳۳/۲)، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم: (۷۳۵/۳)، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

(۱) (واقله) ای أقل مدة الاعتکاف الواجب (یوم عند الإمام... وأقل مدة اعتکاف النفل ساعة عند محمد) فی الأصل... فلو نذر الاعتکاف قبل الزوال فی یوم صامه لم یصح عنده۔ (مجمع الانهر: (۳۷۷/۱)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: دار الکتب العلمیة)

بدائع الصنائع: (۱۰۹/۲)، کتاب الاعتکاف، فصل وأما شرائط الصحة، ط: سعید۔

الفتاوی التاتارخانیة: (۴۱۱/۲)، کتاب الصوم، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، ط: دائرة المعارف العثمانیة۔

(۲) ثم اعلم أن الدماء علی أربعة أوجه منه ما یختص بالزمان والمکان وهو دم المتعة والقران... ومنه مالا یختص بالزمان، ولا بالمکان وهو دم النذور۔ (تبیین الحقائق: (۹۰/۲)، کتاب الحج، باب الهدی، =

''دن'' کا لفظ تثنیہ یا جمع بولا جائے

اگر ''دن'' کا لفظ تثنیہ یا جمع بولا جائے تو اس میں راتیں بھی شامل ہوتی ہیں، مثلاً ایک آدمی کہتا ہے کہ ''میں زید کے پاس دو دن ٹھہرا رہا'' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دو دن کے ساتھ وہاں دو رات بھی ٹھہرا رہا، اسی طرح اگر کہتا ہے کہ ''میں زید کے پاس دس دن ٹھہرا رہا'' تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ دس دن کے ساتھ دس راتیں بھی وہاں ٹھہرا ہے۔

اسی طرح جب ''رات'' کا لفظ تثنیہ یا جمع بولا جائے تو اس میں دن بھی شامل ہوتے ہیں، مثلاً کسی نے کہا کہ ''میں نے دو راتیں کراچی میں گزاری ہیں یا تین راتیں کراچی میں گذاری ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اتنی راتوں کے ساتھ اتنے دن بھی وہاں گزارے ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو ایک واقعہ میں اللہ کی جانب سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ تین دن تک لوگوں سے بات نہیں کریں گے، قرآن کریم میں یہی واقعہ ایک جگہ تین دنوں کی قید کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اور ایک جگہ تین راتوں کی قید کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے:

''قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا'' اور ''ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا''

= ط: امدادیہ ملتان)

مجمع الأنهر: (۱/ ۴۵۹، ۴۶۰)، كتاب الحج، باب الهدى، ط: دار الكتب العلمية۔

(والنذر غير المعلق) ولو معيناً (لايختص بزمان ومكان ودرهم وفقير) فلو نذر التصدق يوم الجمعة بمكة بهذا الدرهم على فلان فخالف جاز۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۶)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم، منها طلب فى صوم الستة من شوال، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوى على المراقى: (ص: ۶۹۶)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمى۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب ''رات'' یا ''دن'' کا لفظ جمع لایا جاتا ہے تو اس کے ساتھ دوسرا بھی شامل ہوتا ہے یعنی دن میں رات اور رات میں دن شامل ہوتا ہے، یہاں تک کہ جب ایک واقعہ میں دن اور راتوں کی تعداد برابر نہ تھی تو قرآن کریم میں دونوں کو الگ الگ ذکر فرمایا۔ سورۃ الحاقہ میں قوم عاد پر سخت آندھی مسلط کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا۔[1]

دن کو اعتکاف بیٹھنے کی نذر

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''میں ایک دن اعتکاف بیٹھوں گا'' تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر نذر کرنے والے نے صرف دن کے اعتکاف کی نیت کی ہے، یا کوئی نیت ہی نہیں کی، تو اس پر ایک دن کا اعتکاف کرنا لازم ہوگا کیوں کہ یہ لفظ ''دن'' کا حقیقی معنی ہے، اس لئے صبح صادق سے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں بیٹھ جائے اور شام کو مغرب کے بعد نکل جائے۔

اور اگر دن اور رات دونوں کے اعتکاف کی نیت کی ہے تو دونوں کا اعتکاف

(۱) (ولزمه الليالي بنذره اعتكاف أيام ولاء كعكسه) لأن ذكر أحد العددين بلفظ الجمع وكذا التثنية يتناول الآخر۔ (قوله: بلفظ الجمع) كثلاثين يوماً أو ليلة وكذا ثلاثة أيام فإنه في حكم الجمع۔ (قوله: وكذا التثنية) فإنها في حكم الجمع فيلزمه اعتكاف يومين بليلتهما۔ (قوله: يتناول الآخر) أي بحكم العرف والعادة تقول: كنا عند فلان ثلاثة أيام وتريد ثلاثة أيام وما بإزائها من الليالي وقال تعالى: "ثلاث ليال سويا" و "ثلاثة أيام إلا رمزاً" فعبر في موضع باسم الليالي وفي موضع باسم الأيام والقصة واحدة فالمراد من كل واحد منهما ما هو بإزاء صاحبه حتى إنه في الموضع الذي لم تكن الأيام فيه على عدد الليالي أفرد كل واحد منهما بالذكر كقوله: "سبع ليال وثمانية أيام حسوما" كما في البدائع۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۵۱)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۲/ ۱۱۰، ۱۱۱)، كتاب الاعتكاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۲/۳۰۵)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

لازم ہو جائے گا کیوں کہ شریعت اور عرف کے اعتبار سے رات دن کے تابع ہے لہٰذا اس صورت میں آفتاب غروب ہونے سے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں بیٹھ جائے اور پوری رات اور پورا دن اعتکاف میں گذار کر سورج غروب ہونے کے بعد اعتکاف سے نکل جائے۔

اور اگر صرف رات کی نیت کی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں کیوں کہ "دن" بول کر صرف رات مراد لینا درست نہیں، اس لئے نذر کرنے والے کی نیت کی تصدیق نہیں کی جائے گی، اور اس پر دن کا اعتکاف کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

دن متعین کر کے نذر کی

"معین دن کی نذر میں اس کے خلاف کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

دنوں کی نذر

اگر کسی نے جمع کے الفاظ سے نذر مانی مثلاً نذر مانتے ہوئے یوں کہا کہ "میں کئی دن روزہ رکھوں گا" یا "کئی ہفتے روزہ رکھوں گا" یا کئی سال روزہ رکھوں گا" تو جمع کا مصداق کم از کم تین ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے، اس لئے نذر کرنے

---

(۱) (ولزمه الليالي بنذره اعتكاف أيام ولاء) أى متتابعة... (كعكسه... فلو نوى فى) نذر (الأيام النهار خاصة صحت نيته) لنيته الحقيقة (وإن نوى بها) أى بالأيام (الليالي لا) بل يلزمه كلاهما۔ (قوله: فلو نوى الخ) لما ذكر لزوم الليالي تبعاللايام ولم يقيد ذلك بنيتها أو عدمها علم أنه لافرق۔ (قوله: صحت نيته) فيلزمه الأيام بغير ليل... ويدخل المسجد كل يوم قبل طلوع الفجر، ويخرج بعد غروب الشمس، بدائع۔ (قوله: لا) أى لا تصح نيته لأنه نوى مالا يحتمله كلامه، بحر... وعلمت حكم المثنى والجموع بأقسامهما بقي المفرد، فلو نذر اعتكاف يوم لزمه فقط نواه أو لم ينو وإن نوى الليلة معه لزماه، ولو نذر اعتكاف ليلة لم يصح مالم ينو بها اليوم كما مر وتمامه فى البحر ۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۵۱، ۴۵۲)، كتاب الصوم باب الاعتكاف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲/ ۳۰۵)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

الجوهرة النيرة: (۱/ ۱۸۱)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: حقانيه۔

والے کی نیت کو معلوم کیا جائے گا، اس نے جتنے دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں کی نیت کی ہوگی اُتنے روزے رکھنا واجب ہوں گے اور اگر نذر کرنے والے نے کوئی نیت نہیں کی تو دنوں کے لفظ میں تین دن، ہفتوں کے لفظ میں تین ہفتے، مہینوں کے لفظ میں تین مہینے اور سالوں کے لفظ میں تین سالوں کے روزے رکھنا لازم ہوں گے۔ (۱)

دنوں کی نذر ماننا

''ایام کی نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دو حج کروں گا ایک سال میں

اگر کسی نے نذر مانی اور کہا کہ ''میں ایک سال میں دو حج کروں گا'' تو اس پر دو حج لازم ہیں ایک حج خود کرلے اور دوسرے کے لئے کسی کو بھیج دے۔ (۲)

(۱) وفي الفتاوى العتابية: ولو قال "الأيام۔ أو أيام كثيرة" فعشرة أيام، ولو قال: "السنون" أو "الشهور" فعلى عشرة وروى ذلك عن أبي حنيفة... وإن نوى شيئاً فعلى مانوى، ولو ذكر هذه الأشياء بغير الألف واللام فعلى ثلاثة من ذلك۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/۴۰۸)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر: في النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

ولو قال: لله على صوم لزمه صوم يوم واحد، ولو قال: صوم أيام لزمه ثلاثة أيام إلا أن ينوي الأكثر۔ (الفتاوى الهندية: (۱/۲۰۹)، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ط، رشيديه)

ولو قال: لله على صوم سنين، فهو على ثلاث سنين، لأن الثلاث مستحقة هذا الاسم بيقين... ولو قال: "صوم شهور" فهو على ثلاثة أشهر بلا خلاف، وكذا هذا في الأيام۔ (بدائع الصنائع: (۵/۸۸)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

(۲) إذا أوجب على نفسه حجتين في سنة يحج بنفسه حجة، ويستأجر من يحج عنه حجة أخرى۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/۴۰۲)، كتاب الصوم، الباب الحادي عشر في النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

نذر صوم يومين في يوم لا يلزمه إلا واحد ولو نذر حجتين في سنة لزماه والفرق: امكان حجتين فيها بنفسه وبالنائب بخلافه۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۴۰۹)، الفن السادس: الفروق، كتاب الصوم، ط: قديمي)

البحر العميق: (۴/۲۲۰۸)، الباب السابع عشر: في النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان۔

دو حجوں کی نذر مانی ایک سال میں

اگر کسی نے ایک سال میں دو حجوں کی نذر مانی تو دونوں حج لازم ہو جائیں گے ایک حج خود کرلے گا اور دوسرے کے لئے کسی کو بھیج دے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ حج میں عاجز ہونے کے وقت نیابت جاری ہوتی ہے۔[1]

دو دنوں کے اعتکاف کی نذر

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ "میں دو دن اعتکاف میں بیٹھوں گا" تو اس پر دو دن اور دو رات کا مسلسل اعتکاف کرنا لازم ہو جائے۔ہاں اگر اس نے دو دنوں سے صرف دو دن ہی مراد لئے اور دو راتیں مراد نہیں لیں تو صرف دو دنوں کا اعتکاف کرنا لازم ہوگا،اور لگا تار اعتکاف میں بیٹھنا لازم نہیں ہوگا،ایک دن صبح صادق سے پہلے اعتکاف میں بیٹھ جائے اور سورج غروب ہونے کے بعد نکل جائے، پھر دوسرے کسی دن صبح صادق سے پہلے اعتکاف میں بیٹھ جائے اور سورج غروب ہونے کے بعد نکل جائے تو اعتکاف ادا ہو جائے گا۔[2]

(۱) نذر صوم يومين في يوم لا يلزمه إلا واحد ولو نذر حجتين في سنة لزمتاه۔ والفرق: امكان حجتين فيها بنفسه وبالنائب بخلافه۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۰۹)، الفن السادس: الفروق، كتاب الصوم، ط: قديمى)

الفتاوى التاتار خانية: (۲/ ۴۰۲)، كتا ب الصوم ، الباب الحادى عشر في النذور ، ط: دائرة المعارف العثمانية۔

البحر العميق: (۴/ ۲۲۰۸)، الباب السابع عشر: في النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان۔

(۲) (ولزمه الليالي بنذره اعتكاف أيام ولاء) أي متتابعة وإن لم يشترط التتابع (كعكسه) لأن ذكر أحد العددين بلفظ الجمع وكذا التثنية يتناول الآخر (فلو نوى في) نذر (الأيام النهار خاصة صحت نيته)۔ (قوله: ولاء) حال من الليالي والأصل أنه متى دخل الليل والنهار في اعتكافه فإنه يلزمه متتابعاً ولا يجزيه لو فرق بحر۔ قوله: (وكذا التثنية) فإنها في حكم الجمع فيلزمه اعتكاف يومين بليلتيهما۔ قوله: (صحت نيته) فيلزمه الأيام بغير ليل، وله خيار التفريق لأن القربة تعلقت بالأيام، وهي متفرقة، فلا يلزمه التتابع إلا بالشرط كما في الصوم ويدخل المسجد كل يوم قبل طلوع الفجر ، ويخرج بعد غروب الشمس بدائع۔=

دودھ منذور جانور کا

''منذور جانور'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دوراتوں کے اعتکاف کی نذر کی

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے یوں کہا کہ ''میں دوراتیں اعتکاف میں بیٹھوں گا'' تو اس پر دودن اور دوراتوں کا اعتکاف کرنا تسلسل کے ساتھ لازم ہوگا ہاں اگر نذر ماننے والے نے صرف راتوں میں اعتکاف کرنے کی نیت کی تو نذر باطل ہو جائے گی کیوں کہ رات روزے کا محل نہیں۔ (۱)

دورکعت نماز ہر دن پڑھنے کی نذر مانی

''ہر دن دو رکعت نماز پڑھنے کی نذر مانی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دوروزے ایک دن رکھنے کی نذر مانی

اگر کسی نے ایک دن میں دوروزے رکھنے کی نذر مانی تو اس پر صرف ایک روزہ رکھنا لازم ہے، کیونکہ روزہ میں عاجز ہونے کے وقت نیابت جاری نہیں ہوسکتی۔ (۲)

= (الدر مع الرد: (۴۵۱/۲)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: سعید)

بدائع الصنائع: (۱۱۰/۲)، کتاب الاعتکاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۳۰۵/۲)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: سعید۔

(۱) ولو قال: لله علی أن أعتکف لیلتین ولا نیة له یلزمه اعتکاف لیلتین مع یومیهما ... ویلزمه متتابعاً لکن التعیین إلیه ... ولو نوی اللیل دون النهار صحت نیته، لأنه نوی حقیقة کلامه، ولا یلزمه شئی لأن اللیل لیس وقتاً للصوم۔ (بدائع الصنائع: (۱۱۰/۲)، کتاب الاعتکاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعید)

البحر الرائق: (۳۰۵/۲)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: سعید۔

الدر مع الرد: (۴۵۲/۲)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، مطلب فی لیلة القدر، ط: سعید۔

(۲) نذر صوم یومین فی یوم لا یلزمه إلا واحد ولو نذر حجتین فی سنة لزمتاه والفرق امکان حجتین فیها بنفسه وبالنائب بخلافه۔ (الاشباہ والنظائر: (ص: ۴۰۹)، الفن السادس: الفروق، کتاب الصوم، ط: قدیمی)=

دوسروں کے فعل کی نذر کرنا

جس طرح نذر اپنے فعل کی منعقد ہوتی ہے، اسی طرح دوسرے کے ذریعہ کوئی فعل کرانے کی نذر بھی منعقد ہوتی ہے مثلاً کسی نے نذر مانی کہ "اگر اللہ نے مجھے بیٹا دیا تو میں مسجد کے امام صاحب کو حج کے لئے بھیجوں گا" تو یہ نذر منعقد ہوجائے گی اور اس کو پورا کرنا لازم ہوگا، باقی یہ اختیار ہوگا کہ چاہے تو اس کو حج کرادے یا اتنی رقم صدقہ کردے۔(1)

= الفتاوی التاتارخانية :(٢/ ٢٠٢)، كتاب الصوم، الباب الحادي عشر في النذور، ط:دائرة المعارف العثمانية۔

البحر العميق:(٣/ ٢٢٠٨)، الباب السابع عشر: في النذر بالحج والحلف به، ط:مؤسسة الريان۔

(١) ولو قال: إن فعلت كذا فأنا أحج بفلان، فلا يخلو إما أن ينوي به الحج مع فلان، أو ينوي به إحجاج فلان، أو لا نية له، فإن لم تكن له نية، أو نوى الحج معه، فعليه أن يحج، وليس عليه أن يحج بفلان۔ وإن نوى إحجاج فلان لزمه أن يحجه، لأن الباء للتعدية به، نحو: ذهبت به، فإن أرسله فأحجّه جاز، وإن أحجّه معه جاز أيضاً، ولو قال: فعليّ أن أحج فلاناً، لزمه ذلك۔ (البحر العميق: (٣/ ٢٢١٣، ٢٢١٤)، الباب السابع عشر: في النذر بالحج والحلف به، ط:مؤسسة الريان)

ومن قال: إن فعلت كذا فعلي أن أحج بفلان، فإن نوى أحج وهو معي فعليه أن يحج، وليس عليه أن يحج به، وإن نوى أن يحجه، فعليه أن يحجه، لأن الباء للإلصاق فقد ألصق فلاناً بحجة۔ وهذا يحتمل معنيين: أن يحج فلان معه في الطريق وأن يعطي فلاناً ما يحج به من المال۔ والتزام الأول بالنذر غير صحيح والثاني صحيح، لأن الحج يؤدى بالمال عند الياس من الاداء، فكان هذا في حكم البدل وحكم البدل حكم الأصل فيصح التزامه بالبدل كما يصح التزامه بالأصل، فإذا نوى الوجه الأول عملت نيته لاحتمال كلامه ولكن المنوي لا يصح التزامه بالنذر، فلا يلزمه شيء وإنما عليه أن يحج بنفسه خاصة۔ وإن نوى الثاني لزمه، فإما أن يعطيه من المال ما يحج به أو يحجه مع نفسه ليحصل الوفاء بالنذر، فإن لم يكن له نية أصلاً فعليه أن يحج وليس عليه أن يحج فلاناً، لأن لفظه في حق فلان يحتمل الوجوب وعدمه والمعين للوجوب فيه ليس إلا النية وقد فقدت۔ ولو كان قال: فعليّ أن أحج فلاناً فهذا محكم والنذر به صحيح۔ (فتح القدير: (٣/ ٨٩، ٩٠)، كتاب الحج، مسائل منثورة، ط: رشيديه قديم)

المبسوط للسرخسي: (٤/ ١٣٣)، كتاب المناسك، باب النذر، ط: دار المعرفة۔

كتاب الأصل للشيباني: (٢/ ٤٨٧، ٤٨٦)، كتاب المناسك، باب النذر، ط: إدارة القرآن۔

دوسرے کے فعل کی نذر درست نہیں

نذر اپنے فعل کی درست ہوتی ہے ،دوسرے کے فعل کی نذر درست نہیں ہوتی۔مثلاً:کسی کا بھائی بیمار تھا،بہن نے اس طرح نذر مانی کہ یااللہ اگر میرا بھائی اچھا ہوجائے تو میں دس روزے رکھوں گی اور بھائی ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے گا،تو اس صورت میں بھائی کے تندرست ہوجانے کے بعد بہن کے ذمہ دس روزے رکھنا لازم ہوں گے لیکن بہن کے کہنے سے بھائی کے ذمہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا واجب نہیں ہوگا۔[1]

دوشرطوں کے ساتھ حج کو معلق کیا

''حج کو دوشرطوں کے ساتھ معلق کیا''عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

دوشرطوں کے ساتھ معلق کی متعین رقم

''متعین رقم کو دوشرطوں کے ساتھ معلق کیا''عنوان کے تحت دیکھیں۔

دینی مدارس کے طلبہ پر مزار کی آمدن خرچ کرنا

''مزار کی آمدن دینی مدرسہ پر خرچ کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔

دیوی کے نام سے منت ماننا

''بت'' کے نام سے منت ماننا''عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱)المبسوط للسرخسی ﷫(۱۳۳/۴) کتاب المناسک،باب النذر، ط:دار المعرفۃ

''اپنے فعل کی نذر درست ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔

ذ

ذبح انسان کی نذر کرنا

''بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر'' اور'' اور انسان کو ذبح کرنے کی نذر ماننا'' عنوانات کے تحت دیکھیں۔

ذبح کی نذر

جانور ذبح کرنے کی نذر ماننا جائز ہے، مثلاً ایک بیمار آدمی نے نذر مانی کہ ''اگر میں اس بیماری سے صحت یاب ہوگیا تو بکرا ذبح کروں گا، تو اس بیماری سے صحت یاب ہونے پر بکرا ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (١)

ذکر اللہ کی نذر ماننا

ذکر اللہ عبادت مقصودہ ہے، اور اس کی جنس میں سے تکبیرات تشریق، احرام

---

(١) لو نذر بقتل شاة لايلزمه، ولو نذر بذبحها لزمه۔ (بدائع الصنائع: (٥/٨٥)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

في الخانية: قال: ان برئت من مرضى هذا ذبحت شاة، فبرئ لايلزمه شئ الا ان يقول: فلله علىّ أن أذبح شاة، وهي عبارة متن الدرر، وعللها في شرحه بقوله: لأن اللزوم لايكون الا بالنذر والدال عليه الثاني، لا الأول... ولكن في البزازية ايضاً: ان عوفيت صمت كذا، لم يجب مالم يقل: لله علىّ وفي الاستحسان يجب، ولو قال: ان فعلت كذا فأنا احج، ففعل يجب عليه الحج، فعلم ان تعليل الدرر مبنى على القياس، والاستحسان خلافه وينافيه ايضاً قول المصنف: علىّ شاة أذبحها، أو عبارة الفتح: فعلى بالفاء في جواب الشرط، إذ لاشک أن هذا ليس وعداً، ولا يقال: انما لم يلزمه شئ لعدم قوله: لله علىّ لأن المصرح به صحة النذر بقوله: لله علىّ حجة... وحمل مافي الخانية والدرر من صحة قوله: لله علىّ أن أذبح شاة على القول بانه يكفي ان يكون من جنسه واجب۔ (شامي: (٣/٧٤٠)، كتاب الأيمان، احكام النذر، ط: سعيد)

المتانة في مرمة الخزانة: (٢/٤٣٥)، باب النذر، ط: لجنة احياء الأدب السندى۔

میں تلبیہ یا اس کے قائم مقام ذکر وغیرہ واجب ہے، لہذا ذکر اللہ کی منت اور نذر درست ہے، مثلاً کسی نے یہ نذر مانی کہ "اگر میں ڈاکٹری کے امتحان میں پاس ہو گیا تو ایک لاکھ مرتبہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں گا" پھر وہ امتحان میں پاس ہو گیا تو ایک لاکھ مرتبہ اللہ کا ذکر کرنا لازم ہوگا، باقی ذکر اللہ میں سبحان اللہ، والحمد للہ بھی شامل ہے، اس سے بھی نذر ادا ہو جائے گی۔ (۱)

---

(۱) والاصل فی ذلک ان کل ما کان له اصل فی الفروض لزم الناذر بنذره، وکل مالم یکن له اصل فی الفروض لا یلزم الناذر بنذره۔ (الفتاوی التاتارخانیة: (۲/ ۲۸۱)، کتاب الأیمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: مکتبة زکریا)

(قوله: ولو نذر التسبیحات)... تکبیر التشریق واجب علی المفتی به، وکذا تکبیرة الاحرام، وتکبیرات العیدین، فینبغی صحة النذر به بناء علی ان المراد بالواجب هو المصطلح (فتاوی الشامی: (۳/ ۷۳۸) کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

الباب الثالث فی الاحرام... فالرکن ان یوجد منه فعل من خصائص الحج وهو نوعان: احدهما قول بأن یقول: لبیک اللهم لبیک... الخ وهی مرة شرط... ولو کان مکان التلبیة تسبیح أو تحمید أو تهلیل أو تمجید أو ماأشبه ذلک من ذکر الله تعالی ونوی به الاحرام صار محرماً۔ (الفتاوی الهندیة: (۱/ ۲۲۱، ۲۲۲)، کتاب المناسک، الباب الثالث فی الاحرام، ط: رشیدیه)

أحب الکلام الی الله أربع سبحان الله والحمدلله ولا إله الا الله والله اکبر، مصنف ابن أبی شیبه: (۱۵/ ۲۱۰)، رقم الحدیث: ۳۰۴۸۸، کتاب الدعاء، ماذکر فی أحب الکلام إلی الله، ط: إدارة القرآن)

کلمتان حبیبتان إلی الرحمن، خفیفتان علی اللسان، ثقیلتان فی المیزان سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظیم۔ (صحیح البخاری: (۲/ ۱۱۲۹)، کتاب الرد علی الجهمیة، باب قول الله ونضع الموازین القسط لیوم القیامة، ط: قدیمی)

ر

رات آنے والے دن کے تابع ہوتی ہے

ہر رات آنے والے دن کے تابع ہوتی ہے، یعنی پہلے رات آتی ہے پھر دن آتا ہے اس بنا پر اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ میں جمعرات کو اعتکاف میں بیٹھوں گا اور ساتھ رات کی نیت بھی کرلی، تو وہ بدھ کے دن سورج غروب ہونے سے پہلے اعتکاف میں بیٹھ جائے گا اور جمعرات کو سورج غروب ہونے کے بعد اعتکاف سے نکل جائے گا، اور اگر وہ جمعرات کے دن صبح صادق سے پہلے اعتکاف میں بیٹھ گیا اور جمعہ کی صبح کو اعتکاف سے نکلا، تو بھی اعتکاف ادا ہوجائے گا لیکن دن کا اعتکاف ادا کہلائے گا اور رات کا اعتکاف قضاء، لہذا اگر نذر ماننے والے نے عذر کے بغیر ایسا کیا تو گناہ گار ہوگا، اور حج میں بھی حقیقت میں ہر رات آنے والے دن کے تابع ہوتی ہے، البتہ لوگوں پر شفقت اور رحمت کے طور پر صرف حج کے احکام اور مناسک کی ادائیگی کے متعلق حج کے ایام میں رات گذشتہ دن کے تابع ہوتی ہے، مثلاً گذشتہ دن حج کا جو فعل ادا کرنا تھا اگر کسی وجہ سے ادا نہ کرسکا تو اس رات کو ادا کرسکتا ہے، یہ لوگوں پر شفقت ورحمت ہے مثلاً حج میں نو ذوالحجہ کو عرفہ کے میدان میں وقوف کرنا ہوتا ہے لیکن اگر کوئی نہیں کرسکا تو نو اور دس ذوالحجہ کی درمیانی رات کو صبح صادق تک وقوف کرسکتا ہے، اسی طرح دس، گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو شیطان کو کنکریاں مارنا حج کے افعال میں سے ایک فعل ہے، اگر کسی وجہ سے دن کو نہیں کرسکا تو دس اور گیارہ ذی الحجہ کی درمیانی رات مار سکتا ہے، اسی طرح گیارہ، بارہ کی رمی اگر دن میں نہیں کرسکا تو آنے والی رات میں شیطان کو کنکری مارلے تو ادا ہوجائے گی۔ (۱)

(۱) واعلم أن الليالي تابعة للأيام إلا ليلة عرفة و ليالي النحر فتبع للنهار الماضية رفقا بالناس، كما في =

رات پہلے آتی ہے دن بعد میں آتا ہے

''رات آنے والے دن کے تابع ہوتی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

''رات'' کا لفظ تثنیہ یا جمع بولا جائے

''دن'' کا لفظ تثنیہ یا جمع بولا جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

رات کو اعتکاف بیٹھنے کی نذر

مثلاً نذر کرنے والے نے کہا کہ ''میں ایک رات اعتکاف بیٹھوں گا'' تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے صرف رات کے اعتکاف کی نیت کی یا کوئی نیت نہیں کی تو یہ نذر باطل ہے کیونکہ نذر کے اعتکاف میں روزہ رکھنا ضروری ہے، اور رات کو روزہ رکھنا ممکن نہیں ہے۔

=أضحية الولو الجية۔ قوله: (واعلم أن الليالي تابعة للأيام) أي كل ليلة تتبع اليوم الذي بعدها، ألا ترى أنه يصلي التراويح في أول ليلة من رمضان دون أول ليلة من شوال، فعلى هذا إذا ذكر المثنى أو المجموع يدخل المسجد قبل الغروب، ويخرج بعد الغروب من آخر يوم نذره كما صرح به في الخانية) (قوله: إلا ليلة عرفة الخ) عبارة البحر عن المحيط إلا في الحج فإنها في حكم الأيام الماضية فليلة عرفة تابعة ليوم التروية وليلة النحر تابعة ليوم عرفة اه ونقل قبله عن أضحية الولو الجية: الليلة في كل وقت تبع لنهار يأتي إلا في أيام الأضحى فتبع لنهار ماض رفقاً بالناس اه۔ قلت: وفي حج الولو الجية أيضا الليل في باب المناسك تبع للنهار الذي تقدم ولهذا لو وقف بعرفة ليلة النحر قبل الطلوع أجزأه، اه۔ والحاصل: أن ليلة عرفة تابعة لما قبلها في الحكم حتى صح الوقوف فيها، وكذا ليلة النحر والتي تليه والتي بعدها حتى صح النحر في الليالي وجاز الرمي فيها والمراد أن الأفعال التي تفعل في النهار من نحر أو وقوف أو نحو ذلك من أفعال المناسك يصح فعلها في الليلة التي تلي ذلك النهار رفقاً بالناس وبسبب ذلك أطلق على تلك الليلة أنها تبع لليوم الذي قبلها أي تبع له في الحكم لا حقيقة۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۴۵۲/۲)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۰۵/۲)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۴۷۸/۱)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: دار المعرفة۔

الفتاوى الولوالجية: (۷۹/۳)، كتاب الصيد والذبائح والأضحية، الفصل الرابع في وقت الأضحية ومكانها إلى آخره، ط: دار الكتب العلمية۔

اور اگر رات کے ساتھ دن کے اعتکاف کی بھی نیت کی تو بھی نذر باطل ہے کیونکہ اس نے دن کو رات کا تابع بنادیا ہے اور متبوع یعنی رات کا اعتکاف باطل ہے تو تابع یعنی دن کا اعتکاف بھی باطل ہے۔

اور اگر رات سے صرف دن میں اعتکاف کرنے کی نیت کی تو بھی نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ "رات" بول کر صرف "دن" مراد نہیں لیا جاتا۔

خلاصہ یہ کہ رات کو اعتکاف پر بیٹھنے کی نذر میں چار صورتیں بن سکتی ہیں اور چاروں صورتیں باطل ہیں۔ (۱)

رات کو نذر مانی

اگر کسی نے رات کو نذر مانی کہ دن کو روزہ رکھے گا اور نذر ماننے والا رات ہی کو فوت ہوگیا تو اس پر فدیہ دینے کی وصیت کرنا لازم نہیں۔ (۲)

---

(۱) (وشرط الصوم) لصحة (الأول) اتفاقاً (فقط) على المذهب (فلو نذر اعتكاف ليلة لم يصح) وإن نوى معها اليوم لعدم محليتها للصوم أما لو نوى بها اليوم صح والفرق لايخفى، (قوله: والفرق لايخفى) وهو أنه في الأولى لما جعل اليوم تبعاً لليلة، وقد بطل نذره في المتبوع وهو الليلة بطل في التابع وهو اليوم وفي الثانية أطلق الليلة وأراد اليوم مجازاً مرسلاً بمرتبتين حيث استعمل المقيد وهو الليلة في مطلق الزمان ثم استعمل هذا المطلق في المقيد وهو اليوم فكان اليوم مقصوداً، اهـ ح، قلت: لكن هذا الفرع مشكل فإن الجائز هو إطلاق النهار على مطلق الزمان دون إطلاق الليل ولو ساغ الإطلاق المذكور بعلاقة الإطلاق والتقييد أو غيرها لساغ إطلاق السماء على الأرض أو النخلة على شئ طويل غير الإنسان مع أن المصرح به في كتب الأصول عدمه وأيضاً صرحوا بأنه إذا نوى بالعتق الطلاق صح لأن العتق لإزالة ملك الرقبة والطلاق لإزالة ملك المتعة والأولى سبب للثانية فصح المجاز بخلاف مالو نوى بالطلاق العتق فإنه لا يصح مع أنه لا يمكن فيه ادعاء الإطلاق والتقييد فليتأمل۔ (الدر مع الرد: (۲/۴۴۲، ۴۴۳)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط:سعيد)

البحر الرائق مع منحة الخالق: (۲/۳۰۵)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط:سعيد۔

(۲) وأما الصوم المنذور في وقت بعينه: فهو كصوم رمضان في وجوب القضاء إذا فات عن وقته وقدر على القضاء، وإن فات بعضه يلزمه قضاء ما فاته لا غير، ولا يلزمه الاستقبال كصوم رمضان بخلاف ما إذا أوجب على نفسه صوم شهر متتابعا فأفطر يوما أنه يلزمه الاستقبال، والفرق بينهما قد تقدم، ولو مات=

= قبل ممر الوقت فلا قضاء عليه لأن الإيجاب مضاف إلى زمان متعين فإذا مات قبله لم يجب عليه، فلا يلزمه شيء، كما لو مات قبل دخول رمضان۔ (بدائع الصنائع: (۲/۱۰۵) كتاب الصوم، فصل حكم الصوم المؤقت إذا فات عن وقته، ط: سعيد)

و الحاصل أن الصحيح لو نذر صوم شهر معين ثم مات قبل مجيء الشهر لا يلزمه شيء بلا خلاف، وإن مات بعدما صح يوما يلزمه الإيصاء بالجميع عندهما وعند محمد بقدر ما صح وفصل الطحاوي فقال إن لم يصم اليوم الذي صح فيه لزمه الكل وإن صامه لا يلزمه شيء كالمريض في رمضان إذا صح يوما فصامه ثم مات لا يلزمه شيء اتفاقا؛ لأنه بالصوم تعين أنه لا يصح فيه قضاء يوم آخر بخلاف ما إذا لم يصمه حيث لا يلزمه الكل كما قدمناه على قول الطحاوي لأن ما قدر فيه صالح لقضاء اليوم الأول والوسط والأخير فلما قدر على قضاء البعض فكأنه قدر على قضاء الكل إليه أشار في البدائع وغاية البيان وفي الولوالجية ولو أوجب على نفسه اعتكاف شهر وهو مريض ثم مات قبل أن يصح لم يجب عليه؛ لأنه لم يجب عليه أداء الأصل فلا يجب أداء البدل ولو أوجب على نفسه اعتكاف شهر وهو صحيح فعاش عشرة أيام ثم مات أطعم عنه الشهر كله؛ لأن الاعتكاف مما لا يتجزأ۔ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: (۲/۳۰۵) كتاب الصوم، فصل في العوارض، ط: دار الكتاب الإسلامي)

(ولو قال مريض: لله علي أن أصوم شهرا فمات قبل أن يصح لا شيء عليه، وإن صح) ولو (يوما) ولم يصمه (لزمه الوصية بجميعه) على الصحيح كالصحيح إذا نذر ذلك ومات قبل تمام الشهر لزمه الوصية بالجميع بالإجماع كما في الخبازية بخلاف القضاء فإن سببه إدراك العدة. (قوله ولم يصمه) أما لو صامه فيأتي قريبا (قوله على الصحيح) هو قولهما. وقال محمد لزمه الوصية بقدر ما فاته كما في قضاء رمضان وأوضحه في السراج حيث قال إذا نذر شهرا غير معين ثم أقام بعد النذر يوما أو أكثر يقدر على الصيام فلم يصم، فعندهما يلزمه الإيصاء بالإطعام لجميع الشهر، ووجهه على طريقة الحاكم أن ما أدركه صالح لصوم كل يوم من أيام النذر، فإذا لم يصم جعل كالقادر على الكل فوجب الإيصاء كما لو بقي شهرا صحيحا ولم يصم. وعلى طريقة الفتاوى النذر ملزم في الذمة الساعة ولا يشترط إمكان الأداء. وثمرة الخلاف فيما إذا صام ما أدركه على الأول لا يجب عليه الإيصاء بالباقي وعلى الثاني يجب وكذا فيما إذا نذر ليلا ومات في الليلة لا يجب على الأول لعدم الإدراك ويجب على الثاني الإيصاء بالكل اهـ ملخصا، واقتصر في البدائع وغيره على طريقة الحاكم. ثم اعلم أن هذا كله في النذر المطلق، أما المعين ففي السراج أيضا: ولو أوجب على نفسه صوم رجب، ثم أقام يوما أو أكثر ومات ولم يصم ففي الكرخي إن مات قبل رجب لا شيء عليه، وهو قول محمد خاصة لأن المعين لا يكون سببا قبل وقته، وعندهما على طريقة الحاكم يوصي بقدر ما قدر لأن النذر سبب ملزم في الحال إلا أنه لا بد من التمكين؛ وعلى طريقة الفتاوى يوصي بالكل لأن النذر ملزم بلا شرط لأن اللزوم إذا لم يظهر في حق الأداء يظهر في خلفه وهو الإطعام، وأما إن صام ما أدركه أو مات عقيب النذر فعلى الأول لا يجب الإيصاء بشيء وعلى الثاني يجب الإيصاء بالباقي، ولو دخل رجب =

راستہ بنانے کی نذر

"کنواں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

رجوع کرنا نذر سے

شرائط کے مطابق نذر اور منت ماننے سے نذر اور منت لازم ہوجاتی ہے، پھر کبھی بھی اس نذر و منت سے رجوع کرنے سے رجوع نہیں ہوتا، مقصد پورا ہونے کے بعد نذر پورا کرنا لازم ہوجاتا ہے۔(۱)

رسم جاہلیت

"جاہلیت کی رسم" عنوان کے تحت دیکھیں۔

= وهو مريض ثم صح بعده يوما مثلا فلم يصم ثم مات فعليه الإيصاء بالكل، أما على الثاني فظاهر وكذا على الأول لأن بخروج الشهر المعين وصحته بعده يوما مثلا وجب عليه صوم شهر مطلق فإذا لم يصم فيه وجب الإيصاء بالكل كما في النذر المطلق إذا بقي يوما أو أكثر وقدر على الصوم ولم يصم اهـ ملخصا۔ (فتاوى شامي: ۲/۴۳۷) كتاب الصوم، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، ط: سعيد)

إذا نذر صوما مطلقاً فمات عقيبه لزمه الوصية۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/۴۰۱)، كتاب الصوم، الفصل الحادى عشر: فى النذور، ط: دائرة المعارف العثمانيه)

ولو نذر وهو صحيح وصام بعض الشهر وهو صحيح ثم مرض فمات قبل تمام الشهر يلزمه أن يوصى بالفدية لما بقى من الشهر۔ (بدائع الصنائع: (۲/۱۰۵)، كتاب الصوم، فصل وأما حكم الصوم المؤقت إذا فات عن وقته، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۲/۴۳۸)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب فى صوم الست من شوال، ط: سعيد۔

(۱) وليوفوا نذورهم (الحج: ۲۹)

والنذر فى معنى الطلاق والعتاق؛ لأنه لا يحتمل الفسخ بعد وقوعه (البحر الرائق: (۲/۲۹۶)، كتاب الصوم، فصل فى النذر، ط: سعيد)

والنذر... لا يحتمل الفسخ بعد وقوعه۔ (المبسوط للسرخسى: (۲۴/۴۲)، كتاب الإكراه، باب التلجئة، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

الفتاوى الهندية: (۵/۴۶)، كتاب الإكراه، الباب الثانى فيما يحل للمكره أن يفعل وما لا يحل، ط: رشيديه۔

رقم خرچ کرنے کی نذر ماننا مسجد میں

''مسجد میں رقم خرچ کرنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

رقم دائر کردی صدقہ میں

''صدقہ کی رقم میں دائر کردی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

رقم کی بجائے سامان دینا

نذر میں رقم کی بجائے سامان وغیرہ بھی دینا جائز ہے مثلاً کسی نے کہا کہ میں جس غم اور پریشانی میں مبتلا ہوں، اگر مجھے اس سے نجات مل گئی تو پانچ سو روپے صدقہ کروں گا، اوراس کو نذر ماننے کے بعد اس غم سے نجات مل گئی تو نجات ملنے کے بعد اگر اس نے پانچ سو روپے صدقہ نہیں کیا بلکہ پانچ سو روپے کی روٹی خرید کر صدقہ کردی یا روٹی کی قیمت کی رقم صدقہ کردی تو بھی نذر پوری ہوجائے گی۔ (۱)

اور اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ میں بیس روپے کی روٹی صدقہ کروں گا، پھر اس نے بیس روپے کے چاول، مکئی، دال وغیرہ صدقہ کردی تو بھی درست ہے اور اگر روٹی فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کردی تو بھی درست ہے۔ (۲)

---

(۱) وفي الخانية: رجل قال: "إن نجوت من هذا الغم الذي أنا فيه فعلي أن أتصدق بعشرة دراهم" فاشترى بعشرة دراهم خبزاً فتصدق بعين الخبز أو ثمن الخبز يجزيه. (الفتاوى التاتارخانية: (۳۲/۲)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط: قديمي)

قاضيخان على هامش الهندية: (۲۶۹/۱)، كتاب الزكاة، فصل في النذر، ط: رشيدية.

الفتاوى الهندية: (۶۶/۲)، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون يميناً وما لا يكون، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه.

(۲) (نذر أن يتصدق بعشرة دراهم من الخبز فتصدق بغيره جاز إن ساوى العشرة) كتصدقه بثمنه. (الدر مع الرد: (۷۴۱/۳)، كتاب الأيمان، مطلب: النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)=

رقم کے بجائے جنس دینا

''نقد کے بجائے جنس دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

رقم متعین نہیں نذر میں

''نذر میں خیرات کی رقم متعین نہیں کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

رکوع کی نذر

رکوع کی نذر درست نہیں، اس لئے اگر کسی نے رکوع کرنے کی نذر کی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ صرف رکوع نفلی طور پر ادا کرنا شریعت سے ثابت نہیں، لہذا وہ عبادت مقصودہ نہیں۔ (۱)

رمضان کا روزہ اعتکاف کے روزہ کی جگہ لے سکتا ہے

نذر کے اعتکاف میں روزہ رکھنا واجب ہے، ورنہ نذر کا اعتکاف ادا نہیں ہوتا، البتہ صرف رمضان کا روزہ اعتکاف کے واجب روزہ کی جگہ لے سکتا ہے، لہذا اگر کسی نے معین مہینے میں روزہ رکھنے کی نذر مانی پھر اس مہینے میں اعتکاف میں بھی بیٹھنے کی نذر مان لی تو نذر کا روزہ اعتکاف کے روزے کے لئے کافی نہیں ہوگا، کیونکہ اس کو

= حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۸)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی۔

مجمع الأنهر: (۲/۲۷۶)، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول والخروج والإتیان، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) ومنها أن یکون قربة مقصودة، فلایصح النذر بعیادة المرضی وتشییع الجنائز والوضوء... وإن کانت قرباً لأنها لیست بقرب مقصودة۔ (بدائع الصنائع: (۵/۸۲)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فأنواع، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲/۵۸)، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید۔

الدر مع الرد: (۳/۷۳۵)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید۔

وقت کے اعتبار سے وہ شرف اور فضیلت حاصل نہیں جو رمضان کو حاصل ہے اس لئے اس پر لازم ہوگا کہ نذر کے روزے مؤخر کرے، اور اس مہینے میں روزہ رکھ کر نذر والا اعتکاف ادا کرے، یا اس مہینے میں نذر کے روزے رکھ لے اور بعد میں اعتکاف کے روزے کے ساتھ قضاء کرے، بہر حال ایک واجب کو مؤخر کرنا ہی ہوگا۔ (١)

رمضان کا روزہ ایک بار یا دو بار رکھوں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے یوں کہا کہ ''میں اس رمضان کا روزہ ایک یا دو بار رکھوں گا'' تو اس سے نذر منعقد نہیں ہوگی، رمضان کا روزہ پہلے سے فرض ہے، اور ایک رمضان کے روزے دو مرتبہ رکھنا ممکن نہیں ہے۔ (٢)

---

(١) (وشرط الصوم) لصحة (الأول) اتفاقاً... (فلو نذر اعتكاف شهر رمضان لزمه وأجزأه) صوم رمضان (عن صوم الاعتكاف)... وإن لم يعتكف) رمضان المعين (قضى شهراً) غيره (بصوم مقصود) لعود شرطه إلى الكمال الأصلي، فلم يجز في رمضان آخر ولا في واجب سوى قضاء رمضان الأول لأنه خلف عنه وتحقيقه في الاصول۔ (قوله: وشرط الصوم لصحة الأول) أي النذر، قوله: فلو نذر الاعتكاف شهر رمضان) الظاهر أن مثله ما إذا نذر صوم شهر معين، ثم نذر اعتكاف ذلك الشهر أو نذر صوم الأبد ثم نذر اعتكافاً فليتأمل ويراجع، اه ح۔ قلت: ووجه التأمل ما ذكروا من أن الصوم المقصود للإعتكاف إنما سقط في رمضان لشرف الوقت كما يأتي تقريره والشرف غير موجود في الصوم المنذور، (قوله: وتحقيقه في الأصول) وهو أن النذر كان موجباً للصوم المقصود ولكن سقط لشرف الوقت۔ (الدر مع الرد: (٤٤٢/٢، ٤٤٣)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

(قوله: ووجه التأمل ما ذكروا الخ) ويؤيد عدم المثلية المذكورة في كلام الحلبي أيضا ماسيأتي من عدم جواز القضاء في رمضان آخر ولا في واجب الخ لأنه لو كانت العبرة لوجوب الصوم مطلقاً لأجزأه، قوله: ولكن سقط لشرف الوقت) واتصاله به وتعينه للإعتكاف بالنذر لا كذلك رمضان الثاني (التحرير المختار للرافعي: (١٥٤/١)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٣٠٠/٢)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

(٢) بخلاف ما لو قال: لله على حجة الإسلام مرتين، لان حجة الإسلام اسم للفعل المخصوص على سبيل الفرضية، فإذا قال مرة أو مرتين لا يلزمه، لأن المرة لازمة قبل النذر والثانية لا يمكن جعلها حجة الإسلام التي هي فرض العمر، ومثله نذر رمضان مرة أو مرتين۔ (شامي: (٤٣٣/٦)، كتاب الأضحية، ط: سعيد)=

رمضان کی طرح ایک ماہ روزہ رکھوں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''میں رمضان کی طرح ایک ماہ روزے رکھوں گا'' یہاں نذر ماننے والے نے رمضان کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور اس میں تین چیزوں میں تشبیہ ممکن ہے: ❶ لگا تار مسلسل روزہ رکھنے میں تشبیہ ہے۔ ❷ عدد اور مقدار میں تشبیہ ہے۔ ❸ روزہ واجب ہونے میں رمضان کے ساتھ تشبیہ ہے۔ لہذا نذر کرنے والے سے اس کی نیت معلوم کی جائے گی، اگر وہ تسلسل میں برابری کی نیت کرتا ہے تو اس پر ایک مہینہ مسلسل روزے رکھنا واجب ہوں گے، اور اگر اس نے عدد اور مقدار میں مماثلت اور برابری کی نیت کی ہے یا نفس واجب ہونے میں مماثلت کی نیت کی ہے یا کوئی نیت ہی نہیں کی تو ان تینوں صورتوں میں تیس دن روزے رکھنا واجب ہوں گے، خواہ مسلسل لگا تار رکھے یا متفرق طور پر دونوں طرح درست ہوگا۔ (۱)

= (ولا یصح نذر الواجبات) لأن ایجاب الواجب محال (بنذرها) (قوله: ولا یصح نذر الواجبات) الأولی أن یقول: ولا تلزم الواجبات۔ (قوله: لأن إیجاب الواجب محال) ولأن إیجاب العبد دون إیجاب الله تعالی۔ فلا یظهر أثره معه۔ (حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۴)، کتاب الصوم، باب ما یلزم الوفاء به، ط: قدیمی)

رسائل ابن نجیم: (ص: ۳۸۹)، الرسالة الخامسة والثلاثون فی النذر بالتصدق، ط: دار السلام۔

(۱) ولو قال: لله علی أن أصوم شهراً مثل شهر رمضان إن نوی المماثلة فی التتابع یلزمه صوم شهر متتابع، وإن نوی المماثلة فی العدد أو لم یکن له نیة یلزمه أن یصوم ثلاثین یوماً إن شاء صام متفرقاً وإن شاء متتابعاً کذا فی المحیط، وفی النوازل: وبه نأخذ کذا فی التاتارخانیة، وکذا لو أراد مثله فی الوجوب له أن یفرق هکذا فی فتاوی قاضیخان۔ (الفتاوی الهندیة: (۱/ ۲۱۰)، کتاب الصوم، الباب السادس فی النذر، ط: رشیدیه)

الفتاوی التاتارخانیة: (۲/ ۴۰۶)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر: فی النذور، ط: دائرة المعارف العثمانیة۔

فتاوی قاضیخان علی هامش الهندیة: (۱/ ۲۱۸، ۲۱۹)، کتاب الصوم، الفصل السابع فیما یسقط الکفارة وما لا یسقط، فصل فی النذر بالصوم، ط: رشیدیه۔

رمضان کے روزے کی نذر

رمضان کے روزے کی نذر کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ رمضان کا روزہ پہلے سے فرض ہے اور جو روزہ پہلے سے فرض ہے اس کو نذر کر کے دوبارہ فرض کرنا ممکن نہیں ہے۔ (۱)

رمضان کے روزے کے ساتھ اعتکاف

☆......نذر کا اعتکاف ادا ہونے کے لئے روزہ شرط اور واجب ہے، البتہ رمضان کا روزہ خواہ ادا ہو یا قضاء، اس واجب کے قائم مقام ہوتا ہے، کیونکہ رمضان کے مہینے کو وہ شرف اور فضیلت حاصل ہے جو دوسرے مہینے کو حاصل نہیں۔

☆......اگر کسی نے معین رمضان میں اعتکاف کی نذر مانی تو درست ہے، اور جب رمضان کے روزے ادا کرنے ہوں تو ساتھ اعتکاف میں بھی بیٹھ جائے، رمضان کا روزہ کافی ہوجائے گا، الگ روزے کے ساتھ اعتکاف کرنیکی ضرورت نہیں ہوگی۔

☆......اگر کسی وجہ سے اس رمضان کے روزے نہ رکھ سکا، اور اعتکاف بھی نہیں کرسکا مثلاً سفر پر چلا گیا یا بیمار ہوگیا تو بعد میں جب رمضان کے روزے قضاء کرے تو ساتھ اعتکاف بھی کرسکتا ہے، رمضان کا روزہ ادا ہو یا قضاء دونوں کا حکم ایک ہی ہے، قضاء اداء کا خلیفہ اور بدل ہے البتہ فرق یہ ہے کہ رمضان کی قضاء لگاتار ضروری نہیں اور اعتکاف لگاتار کرنا ضروری ہے، اس لئے نذر کا اعتکاف ادا ہونے کے لئے رمضان کے روزے کی قضاء لگاتار کرنا ضروری ہوگا، ورنہ نذر کا اعتکاف ادا نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) "رمضان کا روزہ ایک بار یا دو بار رکھوں گا" عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

(۲) (وشرط الصوم لصحة الأول) اتفاقاً... (فلو نذر اعتكاف شهر رمضان لزمه وأجزاه) صوم رمضان=

رمضان میں اعتکاف کی نذر

رمضان المبارک میں اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر ماننا درست ہے اور رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لئے کافی ہے۔(۱)

رمضان میں اعتکاف کی نذر مانی

☆......اگر کسی نے معین رمضان میں اعتکاف کی نذر مانی تو درست ہے، اب اگر نذر ماننے والے نے اس رمضان کے روزے تو رکھ لئے لیکن اس میں نذر کا اعتکاف نہ کرسکا، تو آئندہ دوسرے رمضان میں نذر کا اعتکاف ادا نہیں کرسکتا، اب نذر کا اعتکاف پورا کرنے کے لئے اس پر ایک ماہ لگاتار مستقل روزے رکھ کر اعتکاف کرنا لازم ہے، گویا اس صورت میں اعتکاف کے لئے مستقل روزہ رکھنے کی شرط لوٹ کر آئے گی، دوسرے رمضان کے روزے اعتکاف کی نذر ادا ہونے کے

= (عن صوم الاعتكاف... وإن لم يعتكف) رمضان المعين (قضى شهراً) غيره (بصوم مقصود) لعود شرطه إلى الكمال الأصلي فلم يجز في رمضان آخر ولا في واجب سوى قضاء رمضان الأول، لأنه خلف عنه وتحقيقه في الأصول۔ (قوله: سوى قضاء رمضان الأول) أما قضاء رمضان الأول فإنه إن قضاه متابعاً واعتكف فيه جاز، لأن الصوم الذي وجب فيه الاعتكاف باق فيقضيهما بصوم شهر متابعاً، بدائع، لأن القضاء خلف عن الأداء فأعطى حكمه كما أشار إليه الشارح۔ (قوله: وتحقيقه في الأصول) وهو أن النذر كان موجباً للصوم المقصود ولكن سقط لشرف الوقت: (الدر مع الرد: (۲/ ۴۴۲، ۴۴۳)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

(قوله: ولكن سقط لشرف الوقت) واتصاله به وتعينه للاعتكاف بالنذر ولا كذلك رمضان الثاني، (التحرير المختار للرافعي: (۱/ ۱۵۴)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲/ ۳۰۰)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

(۱) (فلو نذر اعتكاف شهر رمضان لزمه وأجزأه) صوم رمضان عن صوم الاعتكاف۔ (البحر الرائق: (۲/ ۳۰۰)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۲/ ۴۴۳)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۱/ ۱۹۰)، كتاب الصلاة فصل وأما كيفية أدائها، ط: سعيد۔

لئے کافی نہیں ہوں گے۔ (۱)

☆......اور اگر مذکورہ آدمی معین رمضان میں نذر کا اعتکاف ادا نہیں کرسکا تو دوسرے واجب روزوں کے ساتھ بھی اعتکاف نہیں کرسکتا بلکہ مستقل روزوں کے ساتھ نذر کا اعتکاف ادا کرنا لازم ہوگا۔ مثلاً مذکورہ آدمی کو نذر کی وجہ سے رمضان میں ایک دن اعتکاف میں بیٹھنا تھا لیکن وہ شخص کسی وجہ سے اعتکاف میں نہیں بیٹھ سکا، اتفاق سے پہلے اس نے نفل روزہ شروع کیا تھا، پورا نہیں کیا تھا بلکہ توڑ دیا تھا تو اس پر اس روزہ کی قضاء واجب تھی، اس واجب روزہ کی قضاء کے دوران اگر وہ نذر کا اعتکاف ادا کرنے کے لئے بیٹھ گیا تو نذر کا اعتکاف ادا نہیں ہوگا۔ (۲)

رمی جمار کی نذر

رمی جمار یعنی شیطان کو کنکری مارنا مستقل عبادت اور قربت نہیں، بلکہ حج کے تابع ہے، اور حج کے علاوہ باقی اوقات میں شیطان کو کنکری مارنا نفلی عبادت کے طور پر ثابت نہیں، اس لئے "رمی جمار" کی نذر منعقد نہیں ہوتی۔ (۳)

(۱، ۲) (فلو نذر اعتكاف شهر رمضان لزمه وأجزاه) صوم رمضان (عن صوم الاعتكاف وإن لم يعتكف) رمضان المعين (قضى شهراً) غيره (بصوم مقصود) لعود شرطه إلى الكمال الأصلي فلم يجز في رمضان آخر ولا في واجب۔ (قوله: قضى شهراً غيره) أى متتابعاً لأنه التزم الاعتكاف في شهر بعينه وقد فاته فيقضيه متتابعاً كما إذا أوجب اعتكاف رجب ولم يعتكف فيه، بدائع، (الدر مع الرد: (۲/ ۴۴۳)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط:سعيد)

بدائع الصنائع: (۱۱۲/۲)، كتاب الاعتكاف، فصل وأما شرائط صحته، ط:سعيد۔

البحر الرائق: (۳۰۰/۲)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط:سعيد۔

(قوله: ووجه التأمل ما ذكروا الخ) ويؤيد عدم المثلية المذكورة في كلام الحلبي ايضاً ما سيأتي من عدم جواز القضاء في رمضان آخر ولا في واجب الخ، لأنه لو كانت العبرة لوجوب الصوم مطلقاً لأجزأه۔ (التحرير المختار: (۱۵۴/۱)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط:سعيد)

(۳) والمنذور يلزمه (إذا اجتمع فيه ثلاثة شروط) احدها (أن يكون من جنس واجب... (و) الثاني (أن يكون مقصوداً) لذاته لا لغيره كوضوء (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ۶۹۲)، =

روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کی نذر مانی

اگر کسی نے روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح ہے، اور اس کو پورا کرنا لازم ہے یعنی روزانہ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا لازم ہے، اور اگر نہیں پڑھا تو اس کے بدلے میں قسم کا کفارہ ادا کرنا لازم ہے۔ (۱)

روزانہ دو رکعت نفل کی منت مانی

''نماز کی نذر میں پابندی نہیں ہوتی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

روزہ توڑ دیا ایام منہیہ میں

''ایام منہیہ میں روزہ رکھ کر توڑ دیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

روزہ رکھنا پانچ دن منع ہے

عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ کو روزہ رکھنا مکروہ تحریمی

= کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی)

الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید۔

الفتاوی التاتارخانية: (۳۹۹/۲)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية۔

(۱) ولو نذر ان یصلی علی النبی ﷺ کل یوم کذا لزمه وقیل: لا، قوله لزمه: لأن من جنسه فرضاً وهو الصلاة علیه صلی الله علیه وسلم مرة واحدة فی العمر وتجب کلما ذکر وانما هی فرض عملی۔ (الدر مع الرد: (۷۳۸/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

لأن المذکور فی ظاهر الروایة لزوم الوفاء بالمنذور عینا منجزاً کان او معلقاً، وفی روایة النوادر هو مخیراً فیهما بین الوفاء وبین کفارة الیمین، قال فی الخلاصة: وبه یفتی، فتحصل ان الفتوی علی التخییر مطلقاً۔ (البحر الرائق: (۲۹۵/۴)، کتاب الأیمان، ط: سعید)

الزم علی نفسه الحج ان فعل کذا لزمه الحج، ولا یجوز به کفارة الیمین، وعن القاضی المروزی انه بالخیار ان شاء کفر وعن الامام انه رجع وقال: تجب الکفارة، وعلیه الفتوی لکثرة البلوی۔ (الفتاوی البزازية علی هامش الهندية: (۲۷۱/۴)، الثالث فی النذر، ط: رشیدیه)

ہے۔[1] وجہ یہ ہے کہ عیدین اور گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ کے ایام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضیافت اور مہمان نوازی کے دن ہیں، ان میں کھانا، پینا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اور شکر کرنا چاہئے، ان دنوں میں روزہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے اعراض کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے اعراض کرنا بے ادبی ہے، اس لئے ان ایام کا روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے، ان پانچ دنوں کو ''ایام منہیہ'' بھی کہتے ہیں، اور عیدین اور ایام تشریق بھی۔[2]

روزہ شرط ہے اعتکاف منذور میں

''اعتکاف کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

روزہ کی نذر ایام منہیہ میں

''ایام منہیہ میں روزہ کی نذر صحیح ہونے کی وجہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن صوم يوم الفطر والنحر۔ متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۱/ ۱۷۹)، كتاب الصوم، باب صيام التطوع، الفصل الأول، ط: قديمی)

وعنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا صوم فی يومين الفطر والاضحى۔ رواه مسلم، مشكوة: (ص: ۱۷۹)، ط: قديمی)

عن نبيشة الهذلی قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ايام التشريق ايام اكل وشرب وذكر الله۔ رواه مسلم، (مشكوة: (ص: ۱۷۹)، كتاب الصيام، باب صيام التطوع، الفصل الأول، ط: قديمی)

(۲) قال ابن الملک: اتفقوا على حرمة صومها، وإنما حرم صوم يوم العيد وأيام التشريق لأن الناس أضياف الله فيها۔ (مرقاة المفاتيح: (۴/ ۴۷۹)، كتاب الصوم، باب صيام التطوع، الفصل الاول، ط: رشيديه)

(المكروه فهو قسمان مكروه تنزيها ومكروه تحريما... والثانی) الذی كره تحريماً (صوم العيدين) الفطر والنحر للإعراض عن ضيافة الله ومخالفة الأمر (و) منه صوم (أيام التشريق) لورود النهی عن صيامها۔ قوله: ومنه أيام التشريق) هی ثلاثة بعد يوم النحر۔ (حاشية الطحطاوی على مراقی الفلاح: (ص: ۶۴۰)، كتاب الصوم، فصل فی صفة الصوم وتقسيمه، ط: قديمی)

البحر الرائق (۲/ ۲۵۷) كتاب الصوم، ط: سعيد۔

روزہ متعین دن میں رکھنے کی نذر کی

''متعین دن میں روزہ کی نذر کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

روزہ مسلسل رکھنا کفارہ کے

''کفارہ کے روزے مسلسل رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

روزہ ہمیشہ رکھنے کی نذر

''ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

روزے سے کفارہ ادا کرنے کی تفصیل

''کفارہ میں روزہ رکھنے کی تفصیل'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

روزے کی نسبت خاص وقت تک کی

اگر نذر کے روزے کی نسبت کسی خاص وقت تک کی، تو روزے کو خاص وقت سے پہلے بھی ادا کرنا درست ہے، مثلا نذر مانتے ہوئے یوں کہا کہ ''میں رجب کے مہینے میں روزے رکھوں گا'' اور وہ روزے رجب سے پہلے رکھ لئے تو بھی درست ہے، لیکن یہ اس وقت ہے کہ جب پہلے مہینے کے دن رجب کے دنوں کے برابر یا اس سے زیادہ ہوں، اگر اس نے پہلے انتیس دن روزہ رکھا، اور رجب تیس دنوں کا نکلا تو اس پر ایک دن کا روزہ قضاء کی نیت سے رکھنا لازم ہوگا۔ (۱)

(۱) فلو عين شهرا للاعتكاف أو صوم فعجل قبله عنه صح۔ (قوله: صح)... فرع: نذر صوم رجب فصام قبله تسعة وعشرين يوماً وجاء رجب كذلك ينبغي ان لايجب القضاء وهو الأصح كما في السراج أما لو جاء ثلاثين يقضي يوماً (الدر مع الرد: (۲ / ۴۳۶، ۴۳۷)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسد، فصل في العوارض المبحية لعدم الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ط: سعيد)=

روزے متعدد ہیں نذروں کے

''ایک ہی قسم کی نذروں کے متعدد روزوں کی نیت کا طریقہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

روضۂ اقدس پر حاضری کی نذر

اگر کسی شخص نے روضۂ اقدس پر حاضری کی نذر مانی تو یہ نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ یہ عبادت مقصودہ نہیں ہے، اور اس کی جنس سے واجب موجود نہیں ہے۔ (1)

= مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: (ص: ۶۹۲)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی۔

حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۴۷۰/۱)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسد، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، ط: دار المعرفة۔

(۱) (ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط وکان من جنسه واجب... وهو عبادة مقصودة... ووجد الشرط... لزم الناذر... ولم یلزم) الناذر (مالیس من جنسه فرض کعیادة مریض... لأنه لیس من جنسها فرض مقصود۔ (الدر مع الرد: (۷۳۵/۳، ۷۳۶)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

البحر الرائق: (۵۸/۲)، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید۔

مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: (ص: ۶۹۲)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی۔

ز

زانو کے بل گھسٹ کر طواف کرنے کی نذر مانی

''سرین کے بل گھسٹ کر طواف کرنے کی نذر مانی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

زبان سے کہنا ضروری ہے نذر منعقد ہونے کے لئے

''دل میں ارادہ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

زکوۃ کی نذر

زکوۃ کی نذر درست نہیں، کیونکہ زکوۃ پہلے سے فرض ہے، اور جو زکوۃ پہلے سے فرض ہے اس کو نذر کر کے دوبارہ فرض کرنا ممکن نہیں۔ (۱)

زکوۃ واجب ہونے کے لئے نذر کی رقم مانع نہیں

''نذر کی رقم زکوۃ واجب ہونے کے لئے مانع نہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

زمانہ کی طرف نذر کو منسوب کرے

اگر نذر کسی وقت یا زمانے کی طرف منسوب کی گئی ہے تو اس کو ''نذر مضاف

---

(۱) اعلم أن النذر لایصح إلا بشروط ثلاثة، احدھا :أن یکون الواجب من جنسه شرعاً۔ والثانی: أن یکون مقصوداً لا وسیلة ، والثالث :أن لایکون واجباً علیه فی الحال أوثانی الحال، فلذلک لم یصح النذر بعیادۃ المریض لانعدام الشرط الأول... ولا بصلاۃ الظھر وغیرہ من المفروضات لانعدام الشرط الثالث۔ (الفتاوی التاتارخانیة :(۲/ ۳۹۹)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: دائرۃ المعارف العثمانیة)

ومنھا : أن لایکون مفروضاً ولاواجباً ، فلایصح النذر بشئی من الفرائض سواء کان فرض عین کالصلاۃ والصوم والحج، أو فرض کفایة کالجھاد وصلاۃ الجنازۃ۔ (البحر العمیق :(۴/ ۲۲۳۱)، الباب السابع عشر: فی النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الریان)

بدائع الصنائع: (۵/ ۹۰)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فانواع، ط: سعید۔

الی الزمان'' کہتے ہیں، مثال کے طور پر زید نے کہا کہ ''میں رجب کے مہینے میں روزہ رکھوں گا، یا جمعہ کے دن نماز پڑھوں گا، یا دس رمضان کو صدقہ کروں گا، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر نذر کرنے والے نے صدقہ کی نذر مانی تو مقررہ وقت آنے سے پہلے بھی صدقہ کرسکتا ہے اور مقررہ وقت آنے کے بعد بھی، اسی طرح مالی صدقہ کے علاوہ نماز، روزہ وغیرہ میں بھی مقررہ وقت آنے سے پہلے ادا کرسکتا ہے اور مقررہ وقت کے بعد بھی۔ (۱)

زمین

لفظ مال کی نذر میں زمین نذر میں داخل ہوگی یا نہیں، اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ خراجی زمین لفظ ''مال'' کی نذر میں شامل نہیں ہوتی ہے اور عشری زمین بھی صحیح قول کے مطابق لفظ ''مال'' کی نذر میں شامل نہیں ہوتی ہے۔ (۲)

(۱) وإذا علق النذر بالصوم بشرط، وأداه قبل وجود الشرط لا يجوز إجماعاً، وإذا كان مضافاً إلى وقت، وأداه قبل مجيء الوقت، بأن قال: لله على أن أصوم رجباً فصام ربيع الأول مكانه، فعلى قول أبي يوسف رحمه الله يجوز، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله (المحيط البرهاني: (۳/ ۳۷۲)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر: في النذور، ط: إدارة القرآن)

قال في التنوير وشرحه: والنذر من اعتكاف أو حج أو صلاة أو صيام أو غيرها غير المعلق، ولو معينا لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، فلو نذر التصدق يوم الجمعة بمكة بهذا الدرهم على فلان فخالف جاز، وكذا لو عجل قبله، فلو عين شهراً للاعتكاف أو للصوم فصلاها قبله عنه صح وكذا لو عجل سنة كذا فحج سنة قبلها صح أو صلاة يوم كذا فصلاها قبله، لأنه تعجيل بعد وجود السبب، وهو النذر فيلغوا التعيين شرنبلالية، فليحفظ... ذكر صورة التقديم ولم يذكر صورة التاخير، والظاهر أنه كذلك لعدم التعيين۔ (حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۶۹۶)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي)

الدر المختار مع الرد: (۲/ ۴۳۶، ۴۳۷) كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ط: سعيد۔

(۲) والأرض العشرية تدخل في النذر عند أبي يوسف رحمه الله... ولا تدخل عند محمد) وذكر الإمام التمرتاشي قول أبي حنيفة رحمه الله مع محمد رحمه الله... وأما الارض الخراجية فلا تدخل بالاجماع (العناية شرح الهداية: (۷/ ۳۲۷)، كتاب القضاء، فصل في القضاء بالمواريث، ط: رشيديه)=

زمین کا پورا پلاٹ ملنے کی نذر مانی مگر تہائی ملا

ایک شخص نے منت مانی کہ اگر مجھ کو فلاں زمین کا پورا مربع مل گیا تو سو روپے مدرسہ میں دوں گا، اب اس کا تہائی ملا، تو نذر پورا کرنا واجب نہیں کیوں کہ شرط نہیں پائی گئی، اور نذر لازم ہونے کے لئے پورا مربع ملنا شرط تھی اور وہ نہیں ملا، لہذا نذر ادا کرنا لازم نہیں ہوا۔ (۱)

زمین کی پیداوار

اگر کسی نے نذر مانی کہ "اگر میں نے فلاں کام کیا تو مثلاً میرا مال مساکین پر صدقہ ہے" تو نذر کے مسائل میں لفظ "مال" میں زمین کی پیداوار نذر میں داخل ہو گی یا نہیں؟ اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر نذر ماننے کے وقت زمین کی پیداوار تھی تو وہ پیداوار نذر میں شامل ہوگی، اور پیداوار کو بھی مساکین پر صدقہ کرنا لازم ہوگا، اسی طرح اگر نذر کرنے والے کی ملکیت میں گذشتہ سال کا غلہ اور اناج اور دانے وغیرہ موجود ہیں تو ان کا بھی صدقہ کرنا ضروری ہوگا، کیونکہ زمین کی پیداوار اور

= (ولو قال: مالی أو ما أملک صدقة فهو) يقع (على مال الزكاة) كالنقدين ومال السوائم، وأموال التجارات... (ويدخل فيه) أی فی النذر (أرض العشر عند أبی یوسف رحمہ اللہ: خلافاً لمحمد رحمہ اللہ) فإنه قال: لاتدخل أرض العشر لما فيها من معنى المؤونة، وكذا وجب العشر فی أرض الصبی، والمكاتب، والأوقاف، وضم الإمام إليه فی النهاية، ولاتدخل الخراجية لتمحضها للمؤونة) (مجمع الأنهر: (۳/ ۲۵۱)، كتاب القضاء، مسائل شتى، ط: دار الكتب العلمية)

البحر الرائق: (۷/ ۷۹)، كتاب القضاء، مسائل شتى، ط: سعید۔

(۱) (ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط وكان من جنسه واجب... ووجد الشرط) المعلق به (لزم الناذر)۔ (قوله: ووجد الشرط)... والمراد الشرط الذی یرید كونه۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۵)، كتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعید)

الفتاوى التاتارخانية: (۵/ ۳۱)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: قدیمی۔

حاشیه الطحطاوی على المراقی: (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم، باب ما یلزم الوفاء به، ط: قدیمی۔

غلہ پر عشر واجب ہوتا ہے۔[1]

زندگی بھر روزے رکھنے کی نذر ماننا

اگر کسی نے نذر مانی کہ اگر فلاں کام ہوگیا تو زندگی بھر روزے رکھوں گا، اور اس کے بعد وہ کام ہوگیا تو زندگی بھر روزے رکھنا واجب ہوگا اور زندگی بھر روزے رکھنا پڑے گا، اور اگر روزے رکھتے رکھتے یا کسی بھی وجہ سے ایسی حالت ہوگئی کہ روزے رکھنے پر قادر نہیں رہا تو ہر روزہ کے بدلے میں ایک ایک صدقۂ فطر مستحق زکوۃ فقیر وغریب کو دے دیا کرے، اور اگر یہ آدمی غریب ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں صدقۂ فطر کے برابر رقم وغیرہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا کرے۔[2]

---

(۱) (ولو قال: مالي أو ما أملكه شيئا صدقة، فهو علي) جنس (مال الزكاة) استحساناً۔ (قوله: فهو علي جنس مال الزكاة) أي أيّ جنس كانت بلغت نصاباً أو لا عليه دين مستغرق أو لا، ولا يتصدق بغير ذلك من الأموال، لأنها ليست بأموال الزكاة، قال زفر رحمه الله: يلزمه التصدق بالكل: لأن اسم المال يتناول الكل، ولنا: أنه يعتبر بايجاب الله تعالىٰ۔ قال تعالىٰ: "خذ من اموالهم صدقة" (التوبة) وهو خاص بالنقدين وعروض التجارة والسوائم والغلة والثمرة العشرية والأرض العشرية، لأن المعتبر جنس ما يجب فيه الزكاة مع قطع النظر عن قدرها وشرطها۔ (تكملة رد المحتار: (۴۴/۷)، مطلب من قال جميع ما أملكه صدقة، ط: سعيد)

شرح العيني على الكنز: (۱۳۶/۲)، كتاب القضاء، مسائل شتى، ط: إدارة القرآن۔

وإذا قال: "مالي في المساكين صدقة" وله أرض عشرية فيها غلة يومئذ فالغلة تدخل في يمينه۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۳۷/۵)، كتاب الأيمان، الباب السادس والعشرون: في النذور، ط: قديمي)

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من نذر نذراً لم يسمه، فكفارته كفارة يمين ومن نذر نذراً في معصية فكفارته كفارة يمين۔ ومن نذر نذراً لا يطيقه فكفارته كفارة يمين۔ ومن نذر نذراً أطاقه فليف به۔ (سنن أبي داؤد: (۱۱۷/۲)، الأيمان والنذور، باب من نذر نذراً لا يطيقه، ط: رحمانيه)

نذر بصوم الأبد فضعف... وان لم يقدر استغفر الله تعالى (الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۱۰۳/۴)، كتاب الصوم، الرابع النذر، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۷۴۱/۳)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان الخ، ط: سعيد۔

قاضيخان على هامش الهندية: (۲۱۹/۱)، كتاب الصوم، فصل في النذر بالصوم، ط: رشيديه۔

زوال کے بعد روزہ رکھنے کی نذر کرنا

اگر کوئی شخص زوال کے بعد یہ کہتا ہے کہ میں آج اللہ کی رضامندی کے لئے روزہ رکھتا ہوں تو نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ زوال کے بعد روزہ رکھنا شریعت کی رو سے ممکن نہیں۔ (۱)

زیارت قبور کی نذر

"قبر کی زیارت کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) وكذلك لو قال الرجل أو المرأة "لله علي أن أصوم هذا اليوم" وكان أكل فيه أو قال ذلك بعد الزوال لايلزمه شئي۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/۴۰۴)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر: في النذور، ط: دائرة المعارف العثمانيه)

المحيط البرهاني: (۳/۳۷۴)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر في النذور، ط: إدارة القرآن۔

المبسوط للسرخسي: (۳/۱۴۴)، كتاب نوادر الصوم، باب مايجب فيه القضاء والكفارة...الخ، ط: دار المعرفة۔

سال لگانے کی نذر ماننا جماعت میں

تبلیغی جماعت میں سال لگانے کی نذر ماننا صحیح نہیں، اور ایسی نذر کا پورا کرنا بھی لازم نہیں ہے، کیونکہ نذر صحیح ہونے کے لئے عبادت مقصودہ میں سے ہونا ضروری ہے اور تبلیغ عبادت مقصودہ میں سے نہیں ہے۔ (۱)

سالوں کی نذر

''دنوں کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

سائبہ

سائبہ: وہ جانور جسے بتوں کے لئے آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا، اور اس کو سواری اور بار برداری کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔ (۲)

(۱) ومنها ان يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المرضى وتشييع الجنائز والوضوء والاغتسال ودخول المسجد۔ (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

المبسوط للسرخسي: (۷۳۵/۳)، كتاب نوادر الصوم، ط: إدارة القرآن، و: (۱۲۸/۳)، كتاب نوادر الصوم، ط: دار الكتب العلمية، بيروت۔

الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد۔

(۲) عن سعيد بن المسيب قال: ... والسائبة كانوا يسيّبوها لآلهتهم لا يحمل عليها شئي۔ (صحيح البخاري: (۶۶۵/۲)، كتاب التفسير، باب قوله: ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (۳۸۳/۲)، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب جهنم اعاذنا الله منها۔ ط: قديمي۔

السنن الكبرى للبيهقي: (۱۰/۹)، كتاب الضحايا، باب ماحرم المشركون على انفسهم، ط: إدارة تاليفات اشرفية۔

سبحان اللہ کہنے کی نذر

"تسبیحات کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

"سبیل اللہ" سے مراد

"سبیل اللہ" سے مراد عرف میں صدقہ لیا جاتا ہے، اس لئے اگر کسی نے یہ کہا کہ "اگر میں نے فلاں کام کیا تو میرا مال اللہ کے راستے میں ہے" تو چونکہ اللہ کے راستے کو سبیل اللہ کہتے ہیں لیکن عرف میں سبیل سے مراد صدقہ ہے، اس لئے ایسے آدمی پر لازم ہوگا کہ عام فقراء پر صدقہ کرے۔ (1)

سبیل کی نذر

"کنواں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

سبیل لگانے کی نذر

آج کل بعض علاقوں میں بزرگوں کے نام پر سبیل لگانے کی نذر بھی مانی جاتی ہے لیکن قرآن وسنت، نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین سے کسی بزرگ کے نام پر سبیل لگانے کی نذر ماننا ثابت نہیں، دین اسلام میں اس کا کوئی اصل نہیں، ایسی نذر حرام اور ناجائز ہے اس کا پورا کرنا جائز نہیں ہے، لہذا ایسی

---

(۱) إذا قال: "إن فعلت كذا فمالي في سبيل الله تعالى" أو قال: "كذا من مالي سبيل، أو قال: في سبيل الله تعالى" ذكر القدوري في شرحه: أن المراد من قوله تعالى:- "وفي سبيل الله" (التوبة: ٦٠) المذكور في آية الصدقة: فقراء الغزاة عند أبي يوسف، وعند محمد رحمه الله الحاج المنقطع، غير أن في عرفنا يراد بهذا التصدق فيفتى به بحكم العرف۔ (الفتاوى التاتار خانية: (۵/ ۴۱)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط: قديمي)

المحيط البرهاني: (۶/ ۳۶۵)، كتاب الأيمان والنذور، الفصل الخامس والعشرون: في النذور، ط: إدارة القرآن۔

نذر سے بچنا ضروری ہے۔ (۱)

سجدۂ تلاوت کی نذر

سجدۂ تلاوت کی نذر صحیح نہیں ہے، لہذا اگر کسی نے مطلق سجدہ یا سجدہ تلاوت کرنے کی نذر مانی تو نذر منعقد نہیں ہوگی اور اُسے پورا کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (۲)

سجدہ کی نذر

سجدہ کی نذر درست نہیں اس لئے اگر کسی نے سجدہ کرنے کی نذر مانی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ صرف سجدہ نفلی طور پر ادا کرنا شریعت سے ثابت نہیں، لہذا وہ عبادت مقصودہ نہیں۔ (۳)

---

(۱) وأما أهل السنة والجماعة فيقولون في كل قول وفعل لم يثبت عن الصحابة فهو بدعة لأنه لو كان خيراً أسبقونا إليه لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها (تفسير ابن كثير: (۵/ ۵٦۷)، سورة الأحقاف، الآية: ۱۱، ط: رشيديه كوئٹه)

واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من اكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۲/ ۴۳۹)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من اكثر العوام... الخ، ط: سعيد)

(۲) ولو قال: لله علي سجدة تلاوة تلزمه ولو قال: سجدة، قال ابو حنيفة رحمه الله لا تلزمه خلافاً لأبي يوسف۔ (القنية المنية: (ص: ۴۳) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

ولا يصح نذر الوتر وسجدة التلاوة عند الحنفية القائلين بوجوبهما، لأنها واجبة بإيجاب الشارع، (الفقه الإسلامي وادلته: (۲/ ٦۹۰)، الباب الثالث: الصيام والاعتكاف، المبحث الثامن، ملحق: ما يلزم الوفاء به من منذور الصوم والصلاة وغيرهما، ط: دار الفكر)

البحر الرائق: (۲/ ۲۹۴)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، فصل عقد: لبيان ما يوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد۔

(۳) (ومن نذر نذراً مطلقاً بشرط وكان من جنسه واجب، وهو عبادة مقصودة ووجد الشرط لزم الناذر... ولم يلزم) الناذر (ماليس من جنسه فرض كعيادة مرض... لأنه ليس من جنسها فرض مقصود۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳٦، ۷۳۵)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)=

سردی میں روزہ رکھنے پر قادر ہے

''گرمی میں روزہ رکھنے سے عاجز ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

سرین کے بل گھسٹ کر طواف کرنے کی نذر مانی

اگر کسی نے سرین یا زانو کے بل گھسٹ کر طواف کرنے کی نذر مانی پھر اسی طرح سرین یا زانو کے بل گھسٹ کر طواف کرلیا تو نذر ادا نہیں ہوگی، اور اس پر دوبارہ پیدل چل کر صحیح طواف کرنا واجب ہوگا، اگر دوبارہ طواف کئے بغیر گھر واپس آ گیا تو دم دینا لازم ہوگا۔ (۱)

سڑک بنانے کی نذر

''کنواں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

سعی کی نذر

صفا، مروہ کے درمیان سعی مستقل عبادت اور قربت نہیں بلکہ حج وعمرہ کے تابع ہے، اور اس کو نفلی طور پر کرنا بھی شریعت سے ثابت نہیں، لہذا وہ عبادت مقصودہ نہیں، اور جو چیز عبادت مقصودہ نہیں ہوتی اس کی نذر صحیح نہیں، اس لئے سعی کی نذر منعقد نہیں

= البحر الرائق: (۵۸/۲)، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ط: سعید۔
بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، کتاب النذور، فصل وأما شرائط الرکن فانواع۔
وانظر ایضاً، الھامش السابق تحت العنوان: ''سجدۂ تلاوت کی نذر''۔

(۱) ومن نذر أن یطوف زحفاً فطاف کذلک قیل لا یلزمہ شئی، کما لو نذر أن یصلی قاعداً، وقیل علیہ الإعادۃ، فإن رجع قبل أن یعید فعلیہ دم، وھذا أوجہ۔ (فتح القدیر: (۹۰/۳)، کتاب الحج، مسائل منثورہ، ط: رشیدیہ)
غنیۃ الناسک: (ص: ۳۵۰)، باب النذر بالحج أو العمرۃ، فصل فی النذر الصریح، ط: ادارۃ القرآن۔
البحر العمیق: (۲۲۱۰/۴)، الباب السابع عشر: فی النذر بالحج والحلف بہ، ط: مؤسسۃ الریان۔

ہوگی۔ (۱)

سفر پر چلا گیا معین دن میں

''معین دن میں سفر پر چلا گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

سلام کا جواب دینے کی نذر

سلام کا جواب دینے کی نذر منعقد نہیں ہوتی، کیونکہ سلام کا جواب دینا پہلے سے واجب ہے، اور جو کام پہلے سے واجب ہو اس کی نذر صحیح نہیں ہوتی۔ (۲)

سلامی کی منت ماننا مزار پر

''مزار پر سلامی کی منت ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

سوار ہونے پر صدقہ

اگر کسی نے کہا کہ ''جب بھی میں کسی گاڑی پر یا سواری پر سوار ہوں گا تو میں ایک روپیہ صدقہ کروں گا'' پھر وہ شخص گاڑی پر سوار ہو گیا تو اس پر ایک روپیہ صدقہ کرنا

---

(۱) قال في البدائع : ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة ، فلا يصح النذر بعيادة المرضى وتشييع الجنائز والوضوء والاغتسال ومس المصحف، وغير ذلك وإن كان قرباً لأنها غير مقصودة. (البحر الرائق: (۵۸/۲)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذور، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد.

الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد.

(۲) قال صاحب البدائع: ولا يصح النذر بشئي من الواجبات سواء كان عيناً كالوتر ... أو على سبيل الكفاية كتجهيز الموتى وغسلهم ورد السلام ونحو ذلك، لأن إيجاب الواجب لايتصور. (البحر العميق: (۲۲۳۱/۴)، الباب السابع عشر: في النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الرسالة)

بدائع الصنائع: (۹۰/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد.

الفتاوى التاتارخانية: (۳۹۹/۲)، كتاب الصوم، الباب الحادي عشر: في النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية.

لازم ہوجائے گا، اگرچہ بعد میں کافی دیر تک سوار رہے، ہاں اگر اتر کر دوبارہ سوار ہوگیا تو ایک روپیہ اور صدقہ کرنا لازم ہوگا، یہی حکم معین گاڑی اور معین سواری کا بھی ہے، مثلاً کسی نے ایک معین گاڑی یا معین سواری کے بارے میں کہا کہ "اگر میں اس گاڑی یا سواری پر سوار ہوا تو دس روپیہ صدقہ کروں گا"، تو جب بھی اس پر سوار ہوگا دس روپے صدقہ کرنا لازم ہوگا، اگرچہ بعد میں کافی دیر تک سوار رہے، ہاں اگر معین سواری پر پہلے سے سوار تھا تو اس پر فوری طور پر اتر جانا لازم ہے، اگر فوری طور پر اترا نہیں، بدستور سوار رہتا ہے تو اس مدت میں وہ جتنی بار اتر کر دوبارہ سوار ہوسکتا تھا اتنے دس روپے اس پر لازم ہوں گے، مثلاً وہ دس منٹ سوار رہا حالانکہ وہ اس دوران پانچ بار اتر کر دوبارہ سوار ہوسکتا تھا تو اس پر پچاس روپے صدقہ کرنا ضروری ہوگا، یہی حکم سواری پر بیٹھنے کا بھی ہے۔ (۱)

سواری پر بیٹھنے پر صدقہ

"سوار ہونے پر صدقہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔

سواری کرنا منذور جانور پر

"منذور جانور" عنوان کے تحت دیکھیں۔

سوجی کروں گا

"سوجیوں کی نذر ماننی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) ولو قال: "كلما ركبت دابة فعلي أن أتصدق بدرهم" فركب دابة، فعليه درهم وإن طال الركوب، وكذلك إن عينها إلا أن يكون راكباً فيلزمه في التعيين لكل وقت يمكنه النزول والركوب فيه درهم، وكذلك القعود۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۵ / ۳۹)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط: قديمي)

المحيط البرهاني: (۶/ ۳۶۲، ۳۶۳)، كتاب الايمان والنذور، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط: إدارة القرآن۔

الفتاوى الهندية: (۲ / ۸۱)، كتاب الأيمان، الباب الرابع في اليمين على الخروج والإتيان والركوب وغير ذلك، ط: رشيديه۔

سودا کینسل ہو گیا نذر کی بیع میں

''عیب کی وجہ سے خریدار نے چیز واپس کردی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

سو روپے کے بدلے کوئی چیز خریدی تو یہ سو روپے صدقہ ہیں

کسی نے کہا کہ ''اگر میں نے ان سو روپے کے بدلے کوئی چیز خریدی تو یہ سو روپے صدقہ ہیں'' پھر ان کے عوض کوئی چیز خرید لی تو اس پر سو روپے کا صدقہ کرنا لازم ہے، اور اپنی طرف سے سو روپے صدقہ کردے، اور اگر اس نے یہ کہا کہ اگر میں نے یہ کپڑا فروخت کیا تو وہ صدقہ ہے، پھر اسے بیچ دیا تو اس پر کچھ بھی صدقہ کرنا لازم نہیں۔ دونوں مسئلوں میں فرق یہ ہے کہ کپڑا متعین کرنے سے متعین ہو جاتا ہے جب اس نے کپڑا متعین کردیا پھر اسے فروخت کیا تو وہ متعین کپڑا اس کی ملکیت سے خارج ہو گیا، اور جو چیز ملکیت میں نہیں اس کی نذر درست نہیں اس لئے اس پر کچھ صدقہ کرنا واجب نہیں، اور روپے متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتے، لہذا جب اس نے سو روپے کے عوض کوئی چیز خریدی تو اب بھی اس کی ملکیت میں سو روپے کی مالیت باقی ہے، لہذا سو روپے صدقہ کرنا ضروری ہیں، اور اگر وہ خریدی گئی چیز صدقہ کردی تو بھی درست ہے۔ (۱)

سہولت ولادت کی نذر

''ولادت میں سہولت کے لئے نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) إذا قال الرجل: إن اشتريت بهذه الدراهم شيئاً فهذه الدراهم في المساكين صدقة" فاشترى بها شيئاً: لزمه التصدق بها، وفي الظهيرية: وبمثله لو قال:" إن بعت هذا الثوب فهو هدى" فباعه لا يلزمه شئ؛ لأن الثوب مما يتعين فكما وجد البيع زال عن ملكه فلم يلزمه التصدق، والدراهم مما لا يتعين فبقيت على ملكه بعد الشراء فيلزمه التصدق بها وكان عليه أن يدفع غيرها مكانها۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۳۵/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط: قديمی)

ش

شب براءت کی نیاز کا حکم

شب برأت یعنی شعبان کی پندرہویں رات ایک بابرکت رات ہے، اس میں عبادت کرنا اولیٰ اور افضل ہے، مگر نیاز وغیرہ کا جو رواج ہے یہ قرآن وحدیث، نبی کریم ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، اور چاروں اماموں سے ثابت نہیں، بے بنیاد اور بے اصل ہے، اس لئے شب برأت میں مروجہ نیاز وغیرہ سے بچنا ضروری ہے۔ (۱)

شب براءت کے موقعہ پر فاتحہ کا نیاز

بعض لوگ شبِ براءت کے موقعہ پر عام طور پر حلوہ پکا کر اس پر فاتحہ کی نیاز دینے کو ضروری سمجھتے ہیں، یہ بے اصل اور بے بنیاد ہے، قرآن وسنت میں اس کی کوئی سند اور دلیل نہیں ہے، نبی کریم ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور چاروں اماموںؒ میں سے کسی امام سے ثابت نہیں، اس لئے شبِ براءت کے موقعہ پر فاتحہ کی نیاز سے بچنا ضروری ہے۔ (۲)

(۱، ۲) عن عثمان بن أبی العاص رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: إذا کان لیلة النصف من شعبان نادی مناد: هل من مستغفر فاغفر له، هل من سائل فأعطیه، فلا یسأل أحد إلا أعطی إلا زانیة بفرجها أو مشرک۔ (شعب الایمان للبیهقی: (۵/۳۶۲)، رقم الحدیث: ۳۵۵۵، الصیام، ماجاء فی لیلة النصف من شعبان ط: مکتبة الرشد)

ومن المندوبات: واحیاء لیلة العیدین والنصف من شعبان الخ (الدر مع الرد: (۲/۲۴، ۲۵)، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب فی إحیاء لیالی العیدین... الخ، ط: سعید)

ولا شک أنها لیلة مبارکة عظیمة القدر عند اللہ تعالی: قال تعالی "فیها یفرق کل أمر حکیم (الدخان: ۴)... وبالجملة فهذه اللیلة، وإن لم تکن اللیلة القدر فلها فضل وخیر جسیم وکان السلف رضی اللہ عنہم یعظمونها ویشمرون لها قبل إتیانها فما تأتیهم إلا وهم متأهبون للقائها، والقیام بحرمتها علی ما قد علم=

شراب پینے کی نذر

''قتل کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

شرائط اعتکاف منذور کی

''اعتکاف نذر کی شرائط'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

شرائط قربانی، نذر کے جانور میں ضروری ہیں یا نہیں؟

''نذر کے جانور میں قربانی کی شرائط ضروری ہیں یا نہیں؟ عنوان کے تحت دیکھیں۔

شرائط نذر

''نذر منعقد ہونے کی شرائط'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

= من احترامهم للشعائر على ما تقدم ذكره هذا هو التعظيم الشرعي لهذه الليلة، ثم جاء بعض هولاء فعكسوا الحال كما جرى منهم في غيرها... ثم لم يكتف منهم بسبب تمرده وشيطنته وإغوائه بما نال منهم في كونهم سمعوا منه (أى من الشيطان) ونال منهم بأن حرمهم ما فيها من الخير العظيم حتى أبدل لهم موضع العبادة والخير ضد ذلك من إحداث البدع وشهوات النفوس من المأكولات، والحلاوات المحتوية على الصور المحرمة، وقد تقدم ما في ذلك من الفاسد، والوعيد لمن فعل ذلك۔ (المدخل لابن الحاج: (۱/۲۹۹)، فصل من العوائد الرذئية ما يفعله النساء في المواسم، فصل من البدع المحدثة في ليلة النصف من شعبان، ط: دار التراث)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: من أحدث في أمرنا ما ليس منه فهو رد۔ (صحيح البخاری: (۱/۳۱۷)، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ط: قديمى)

وأما أهل السنة والجماعة فيقولون في كل قول وفعل لم يثبت عن الصحابة، فهو بدعة لأنه لو كان خيرا لسبقونا إليه لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها۔ (تفسير ابن كثير: (۵/ ۵۶۷)، سورة الأحقاف، الآية: ۱۱، ط: رشيدية)

من أمر على أمر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال فكيف من أصر على بدعة أو منكر۔ (مرقاة المفاتيح: (۳/۲۶)، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، ط: رشيديه)

شرط پائی جانے سے پہلے نذر پوری کرنا

نذر مُعلّق میں شرط پائے جانے سے پہلے نذر کا پورا کرنا اس لئے درست نہیں ہے کہ نذر کا حکم قسم والا ہے، اور قسم میں حانث ہونے سے پہلے کفارہ ادا کرنا درست نہیں بلکہ حانث ہونے کے بعد ہی کفارہ ادا کرنا ضروری ہے، اسی طرح نذر معلق میں شرط پائی جانے سے پہلے نذر پورا کرنا درست نہیں بلکہ شرط پائے جانے کے بعد نذر پورا کرنا ضروری ہے۔ (۱)

شرط پوری ہونے سے پہلے نذر کا روزہ رکھنا

شرط پوری ہونے سے پہلے نذر کا روزہ رکھنا درست نہیں ہے، اگر شرط پوری ہونے سے پہلے نذر کا روزہ رکھ لیا تو شرط کے پورا ہونے کے بعد نذر کا روزہ دوبارہ رکھنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) عن عبد الرحمن بن سمرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حلفت علی یمین فرأیت غیرها خیراً منها، فأت الذی هو خیر و کفّر عن یمینک۔ متفق علیه۔ (اعلاء السنن: (۱۱/۳۶۷)، ابواب العدة، باب أن کفارة الیمین إنما هی بعد الحنث، ط: إدارة القرآن)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف علی یمین فرای غیرها خیرا منها فلیات الذی هو خیر ثم لیکفر عن یمینه۔ رواه الامام احمد (اعلاء السنن: (۱۱/۳۶۷)، ابواب العدة، باب أن کفارة الیمین إنما هی بعد الحنث، ط: إدارة القرآن)

بخلاف النذر المعلق، فإنه لا یجوز تعجیله قبل وجود الشرط، اهـ قلت: وقدمنا هناک الفرق وهو أن المعلق علی شرط لا ینعقد سبباً للحال کما تقرر فی الأصول بل عند وجود شرطه، فلو جاز تعجیله لزم وقوعه قبل سببه فلا یصح۔ (شامی: (۳/۷۴۱)، کتاب الأیمان، مطلب النذر غیر المعلق لا یختص بزمان ومکان، الخ، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲/۵۸)، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید۔

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۲۹۶)، کتاب الصوم، باب ما یلزم الوفاء به، ط: قدیمی۔

(۲) وإن کان معلقاً بشرط نحو أن یقول: إن شفی اللہ مریضی، أو إن قدم فلان الغائب فلله علی ان أصوم شهراً... فوقته وقت الشرط، فما لم یوجد الشرط لا یجب بالإجماع، ولو فعل ذلک قبل وجود الشرط=

شرط کا جملہ پورا نہیں ہوا

''تعلیق کا لفظ نامکمل رہ گیا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

شرط کے ساتھ نذر معلق ہے

اگر نذر کے روزے کو کسی شرط کے ساتھ معلق کیا تو شرط کے پائے جانے سے پہلے اس کی ادائیگی صحیح نہیں ہوگی، بلکہ شرط کے پائے جانے کے بعد ادا کرنا لازم ہوگا، مثلاً کسی نے نذر مانی کہ ''میرا بیٹا حج سے واپس آیا تو میں دس روزے رکھوں گا'' تو اس صورت میں بیٹے کے حج سے واپس آنے سے پہلے نذر کا روزہ رکھنا درست نہیں ہوگا، اگر اتفاق سے نذر ماننے والے نے شرط پوری ہونے سے پہلے نذر کا روزہ رکھ لیا تو شرط پوری ہونے کے بعد دوبارہ نذر کا روزہ رکھنا لازم ہوگا۔[1]

شرطوں کے ساتھ معلق کیا متعین رقم کو

''متعین رقم کو دو شرطوں کے ساتھ معلق کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

=یکون نفلاً۔ (بدائع الصنائع: (۹۳/۵) کتاب النذر، فصل وأما حکم النذر، ط: سعید)

إذا علق النذر بالصوم بشرط وأداه قبل وجوده لایجوز أجماعاً۔ (الفتاوى الهندية: (۲۱۰/۱)، کتاب الصوم، الباب السادس فی النذر، ط: رشیدیه)

الفتاوى التاتارخانية: (۴۰۲/۲)، کتاب الصوم، الباب الحادی عشر: فی النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية۔

المحیط البرهانی: (۳۷۲/۳)، کتاب الصوم، الباب الحادی عشر: فی النذور، ط: إدارة القرآن۔

(۱) وإن کان معلقاً بشرط نحو أن یقول: إن شفى الله مریضی، أو إن قدم فلان الغائب فلله علی ان أصوم شهراً... فوقته وقت الشرط، فما لم یوجد الشرط لایجب بالإجماع، ولو فعل ذلک قبل وجود الشرط یکون نفلاً۔ (بدائع الصنائع: (۹۳/۵)، کتاب النذر، فصل وأما حکم النذر، ط: سعید)

إذا علق النذر بالصوم بشرط وأداه قبل وجوده لایجوز إجماعاً۔ (الفتاوى الهندية: (۲۱۰/۱)، کتاب الصوم، الباب السادس فی النذر ط: رشیدیه)

المحیط البرهانی: (۳۷۲/۳)، کتاب الصوم، الباب الحادی عشر: فی النذور، ط: إدارة القرآن۔

شفایاب نہیں ہوا تو جانور کا کیا کرے

"مرض سے شفایابی پر بکرے کی نذر مانی لیکن شفایاب نہیں ہوا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے مزار پر چادر چڑھانے کی نذر

بعض لوگ بغداد جا کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار پر چادر چڑھانے کی نذر مانتے ہیں، ایسی نذر منعقد نہیں ہوتی، اور ایسی نذر کو پورا کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

شیرینی منت کی

بعض ممالک یا بعض علاقوں میں جمعہ کے دن مسجد میں شیرینی وغیرہ پہنچاتے ہیں کوئی منت کی شیرینی دیتا ہے تو کوئی خوشی میں بھیجتا ہے، پھر جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد وہ شیرینی تمام لوگوں اور بچوں میں تقسیم کردیتے ہیں، تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ نذر و منت کی شیرینی کے مستحق صرف مسلمان فقراء و مساکین ہیں جو سید نہ ہوں،

---

(۱) فی شرح الطحاوی: النذر إن كان في المباح أو المعصية فلا يلزمه۔ (الفتاوی التاتارخانية: (۵/ ۳۱)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط: قديمی)

واعلم أن النذر الذی يقع للأموات من اكثر العوام، وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام۔ (قوله: باطل وحرام) لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لايجوز: لأنه عبادة والعبادة لاتكون لمخلوق... ومنها أنه إن ظن أن الميت يتصرف فی الأمور دون الله تعالى واعتقاد ذلك كفر۔ (الدر مع الرد: (۴۳۹/۲)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم وما لا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب أن النذر الذی يقع للأموات من اكثر العوام، الخ۔ ط: سعيد)

إذا نذر شيئاً من القربات لزم الوفاء به۔ (قوله: من القربات) خرج النذر بمعصية، فلا وفاء به، بل يحرم فعلها۔ (حاشية الطحطاوی على المراقی۔ (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمی)

مالدار اور سید کو دینا درست نہیں ہے، کیونکہ نذر اور منت کی چیزوں کو صدقہ کر دینا واجب ہے اور یہ فقراء کا حق ہے، اس لئے نذر و منت کی شیرینی کو مسجد میں بھیجنا ہی نہیں چاہئے بلکہ غریبوں کے گھروں میں پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (۱)

(۱) انما الصدقات للفقراء والمساكين (التوبة: ۶۰)

مصرف الزكاة وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذور۔ (شامی: (۳۳۹/۲)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

عن عطاء قال: ما كان من جزاء صيد أو نسك أو نذر للمساكين فإنه لا يأكل منه۔ (المصنف لابن ابی شيبة: (۱۴۶/۸)، رقم: ۱۳۳۶۳، ۱۳۳۶۵، ۱۳۳۶۶)، الحج، فی هدی الكفارة وجزاء الصيد، ط: موسسة علوم القرآن)

وجازت التطوعات من الصدقات وغلة الأوقاف لهم أی لبنی هاشم۔ (قوله: وجازت التطوعات الخ) قيد بها ليخرج بقية الواجبات كالنذر والعشر والكفارات وجزاء الصيد إلا خمس الركاز فإنه يجوز صرفه إليهم كما فی النهر عن السراج۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۵۱/۲)، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب فی الحوائج الأصلية، ط: سعيد)

ص

صحابی کا نام رکھنے کی نذر

’’پیغمبر کا نام رکھنے کی نذر‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔

صحت کے لئے بکرا ذبح کرنا

عوام وخواص میں رواج ہے کہ صحت کی غرض سے بکرا ذبح کرتے ہیں، بظاہر ان کی نیت فدیہ دینے کی ہوتی ہے، اور یہ شریعت میں جائز ہے جیسا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف سے   ےسے فدیہ ادا کیا گیا تھا۔ (۱)

صدقہ فطر کی نذر

اگر کوئی مالدار آدمی صدقۂ فطر ادا کرنے کی نذر کرے تو نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ مالدار پر صدقۂ فطر پہلے سے واجب ہے اور جو چیز اس پر پہلے سے واجب ہے نذر کر کے اُسے دوبارہ واجب نہیں کرسکتا۔ (۲)

---

(۱) ولو قال: إن برئت من مرضی هذا ذبحت شاة أو علی شاة أذبحها فبرء لا يلزمه شيء... إلا إذا زاد وأتصدق بلحمها فيلزمه: لأن الصدقة من جنسها فرض وهی الزكاة۔ وفی الرد: بيانه قصة الذبيح فإن الله تعالیٰ أوجب علی الخليل ذبح ولده وأمره بذبح شاة۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۹، ۷۴۰)، كتاب الأيمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعيد)

🗁 مجمع الأنهر: (۲/۲۷۶)، كتاب الأيمان، باب اليمين فی الدخول والخروج والاتيان والسكنی وغير ذلک، ط: دار الكتب العلمية۔

🗁 حاشية الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۴)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمی۔

(۲) قال صاحب البدائع: ولا يصح النذر بشيء من الواجبات سواء كان عينا كالوتر وصدقة الفطر... أو علی سبيل الكفاية... لأن إيجاب الواجب لا يتصور۔ (البحر العميق: (۴/ ۲۲۳۱)، الباب السابع عشر: فی النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان)

🗁 بدائع الصنائع: (۵/ ۹۰)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

🗁 حاشية الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۴)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمی۔

صدقہ کا مصرف

نفلی صدقہ غریب مالدار سب پر خرچ کرنا جائز ہے، اور واجب صدقہ صرف غریب وفقیر پر خرچ کرنا اور مالک بنا کر دینا ضروری ہے۔ (۱)

صدقہ کی رقم گم ہوگئی

ایک آدمی کے پاس کچھ رقم تھی، اس نے نذر مانی کہ اسے صدقہ کردوں گا، پھر اس نے وہ رقم صدقہ نہیں کی، یہاں تک کہ وہ رقم ہلاک ہوگئی یا گم ہوگئی تو نذر ساقط ہوجائے گی، اور اگر وہ رقم موجود ہے لیکن اس نے اس کی جگہ پر اتنی اور رقم دے دی تو درست ہے۔ (۲)

صدقہ کی رقم میں دائر کردی

کسی نے کہا کہ "اگر میں نے ایک رکعت نماز پڑھی تو میں اللہ کی رضا کے لئے ایک روپیہ صدقہ کروں گا، اور اگر دو رکعتیں پڑھیں تو دو روپے صدقہ کروں گا اور

---

(۱) فأما الصدقة على وجه الصلة والتطوع فلابأس به وفي الفتاوى العتابية: وكذالك يجوز النفل للغني۔ (تاتارخانية: (۲/۲۷۵)، كتاب الزكاة، الفصل الثامن فيمن توضع فيه الزكاة، ط: إدارة القرآن، و: (۳/۲۱۴)، (رقم: ۴۱۵۵)، ط: زكريا)

🗀 وانما تحرم على هؤلاء الصدقة الواجبة من العشور، والنذور، والكفارات، فأما الصدقة على وجه التصدق والتطوع فلا باس به۔ (المحيط البرهاني: (۳/۲۱۵)، كتاب الزكاة، الفصل الثامن فيمن توضع فيه الزكاة، ط: إدارة القرآن)

🗀 بدائع الصنائع: (۲/۴۷)، كتاب الزكاة، فصل وأما الذي يرجع إلى المؤدى إليه فأنواع، ط: سعيد۔

(۲) رجل في يده دراهم، فقال: لله علي أن أتصدق بهذه الدراهم فلم يتصدق حتى هلكت سقط النذر، وإن لم يهلك وتصدق بمثلها جاز أيضا۔ (الفتاوى الخانية على هامش الهندية: (۱/۲۶۹)، كتاب الزكاة، فصل في النذر، ط: رشيديه)

🗀 الفتاوى الهندية: (۴/۴۰۶)، كتاب الهبة، الباب الثاني عشر في الصدقة، ط: رشيديه۔

🗀 فتح القدير: (۲/۲۱۷)، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة إليه ۔۔ الخ۔ ط: رشيديه۔

اگر تین رکعتیں پڑھیں تو تین روپے صدقہ کروں گا، اور اگر چار رکعتیں پڑھیں تو چار روپے صدقہ کروں گا، پھر اس نے چار رکعات پڑھ لیں تو اس پر دس روپے کا صدقہ کرنا لازم ہوگا کیوں کہ جب اس نے چار رکعات پڑھیں تو ان کے ضمن میں ایک، دو، تین رکعات بھی پڑھ لیں۔ (۱)

صدقہ کی رقم ہلاک ہوگئی

''صدقہ کی رقم گم ہوگئی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

صدقہ کے کم سے کم مقدار

''فقراء کی تعیین نہیں کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

صدقہ کی مقدار کی تعیین نہیں کی

اگر کسی نے نذر میں صدقہ کی مقدار کی تعیین نہیں کی مثلاً یوں کہا کہ ''میں صدقہ کروں گا'' تو نذر پوری ہونے کے بعد اس پر صدقۂ فطر کی مقدار صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وفی الیتیمة: سئل عبدالعزیز بن أحمد الحلوانی عن الرجل قال: "إن صلیت رکعة فللہ علیَّ أن أتصدق بدرهم، وإن صلیت رکعتین فللہ علیَّ أن أتصدق بدرهمین، وإن صلیت ثلاث رکعات فللہ علیَّ أن أتصدق بثلاثه دراهم، وإن صلیت أربع رکعات فللہ علیَّ أن أتصدق بأربعة دراهم" فصلی أربع رکعات ـ قال: یلزمه عشرة دراهم، (لأنه لما صلی أربع رکعات فقد صلی فی ضمنها رکعة ورکعتین وثلاث رکعات أیضاً ـ) الفتاوی التاتارخانیة: (۳۵/۵)، کتاب الأیمان، الفصل السادس والعشرون: فی النذور، ط: قدیمی)

الفتاوی الهندیة: (۶۶/۲)، کتاب الأیمان، الباب الثانی فیما یکون یمیناً وما لا یکون یمیناً، الفصل الثانی فی الکفارة، ط: رشیدیه۔

(۲) ولو قال: "لله علیَّ صدقة" ولم یکن له نیته، فعلیه نصف صاع ـ (تحفة الفقهاء: (۳۴۰/۲)، کتاب الأیمان، باب النذر، ط: دار الکتب العلمیه)

الجوهرة النیرة: (۲۹۵/۲)، کتاب الأیمان، ط: حقانیة۔

بدائع الصنائع: (۹۲/۵)، کتاب النذر، فصل وأما حکم النذر، ط: سعید۔

صدقہ کی مقدار متعین نہیں کی

اگر نذر کے الفاظ میں صدقہ کی کوئی مقدار متعین نہیں کی تو اس صورت میں نذر پوری ہونے کے بعد دس صدقۂ فطر کی مقدار قیمت یا اس کے برابر قیمت کی کوئی دوسری چیز صدقہ کرنا لازم ہوگا خواہ ایک مسکین کو دے یا متعدد مسکینوں کو بہر صورت نذر ادا ہو جائے گی۔ (۱)

صدقہ کی نذر

☆...... اگر کسی نے صدقہ کرنے کی نذر مانی تو نذر منعقد ہو جائے گی، کیونکہ صدقہ عبادت مقصودہ ہے اور اس کی جنس میں سے واجب موجود ہے جیسے زکوۃ، عشر، صدقۂ فطر، وغیرہ۔ (۲)

☆...... صدقہ کی نذر میں فقیر، مکان، زمان اور منذور بہ (جس کی نذر مانی جا رہی ہے) کی تعیین کا اعتبار نہیں ہے ان چیزوں کی تعیین خواہ وہ نام لے کر کرے یا اشارہ سے یا کسی اور طریقہ سے سب لغو ہیں، مثلاً صدقہ کی نذر کرنے والے نے یہ کہا کہ ''کراچی کے فقراء میں صدقہ کروں گا'' تو یہ صدقہ کراچی کے فقراء کے ساتھ خاص نہیں ہوگا بلکہ کسی بھی علاقے کے کسی فقیر کو صدقہ خیرات کرنے سے نذر پوری ہو جائے گی۔

---

(۱) ''مطلق صدقہ کی نذر'' عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

(۲) وكذا يصح نذر الصلاة غير المفروضة والصوم والتصدق بالمال۔ (مراقی الفلاح) وفي حاشيته: لأن الصدقة من جنسها فرض، وهي الزكاة۔ (حاشية الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۴)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمی)

والأصل في ذلك أن كل ما كان له أصل في الفروض لزم الناذر بنذره، وكل ما لم يكن له أصل في الفروض لا يلزم الناذر بنذره، فالذي له أصل: الصوم والصلاة والحج والصدقة۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۳۱/۵)، كتاب الأيمان، الباب السادس والعشرون في النذور، ط: قديمی)

الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد۔

اسی طرح اگر کسی نے کہا کہ ''میں فلاں مدرسہ کے طلباء کو کھلاؤں گا'' تو اس مدرسہ کے طلباء کے علاوہ دوسرے مدارس کے طلباء کو بھی کھلا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کہا کہ ''میں یہ دس روپے زید پر صدقہ کروں گا'' تو ان دس روپے کے علاوہ باقی رقم زید کے علاوہ کسی اور پر بھی صدقہ کر سکے گا۔ اسی طرح اگر کہا کہ ''جمعہ کے دن صدقہ کروں گا'' تو ہفتہ اتوار کو بھی صدقہ کر سکتا ہے۔ (۱)

صدقہ کی نذر کی مال نہیں

''مال نہیں صدقہ کی نذر کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

صدقہ کی نذر میں مال کا حکم

''تعداد کی نذر صدقہ میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

صدقہ کے مثل

''مثل صدقہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

صدقہ مطلق ہے

''مطلق صدقہ کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) (والنذر... غیر المعلق) ولو معیناً (لا یختص بزمان ومکان ودرهم وفقیر) فلو نذر التصدق یوم الجمعة بمكة بهذا الدرهم على فلان فخالف جاز، وكذا لو عجل قبله۔ (قوله: فخالف) أي في بعضها أو كلها بأن تصدق في غير يوم الجمعة ببلد اخر بدرهم آخر على شخص آخر، وإنما جاز لأن الداخل تحت النذر ما هو قربة، وهو أصل التصدق دون التعيين فبطل التعيين، ولزمته القربة۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۵، ۴۳۶)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ط: سعيد)

وفيه ايضاً: (۳/۷۴۰)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمی۔

صدقۂ واجبہ کی رقم مسجد میں دینا

صدقۂ واجبہ کی رقم زکوۃ کے مستحق غریبوں کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے، صدقۂ واجبہ کی رقم مسجد میں دینا جائز نہیں، مثلاً اگر کسی شخص نے یہ نذر مانی کہ میرا بیمار بچہ یا جانور ٹھیک ہوگیا، تو میں اتنے پیسے صدقہ کروں گا، پھر وہ بچہ یا جانور ٹھیک ہوجائے تو اس روپیہ کو مسجد میں دینا درست نہیں ہوگا، کیونکہ یہ صدقۂ واجبہ ہے، ایسی رقم مستحق زکوۃ غریبوں کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے۔ (۱)

صفا مروہ کا حج کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''میں صفا مروہ کا حج کروں گا'' تو نذر منعقد نہیں ہوگی اور اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) قال الله تعالیٰ انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل فریضة من الله والله علیم حکیم۔ (التوبة ۶۰)

عن الثوری قال: لایعطی زکاة ماله من یحبس علی النفقة من ذوی أرحامه و . . . ولا بناء مسجد الخ۔ (المصنف لعبد الرزاق: (۱۱۳/۴)، (رقم: ۷۱۷۰)، کتاب الزکاة، باب لمن الزکاة، ط: المکتب الإسلامی)

لایصرف إلی بناء نحو مسجد (الدر المختار) وتحته فی الشامی: (قوله: نحو مسجد) کبناء القناطیر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الأنهار والحج وکل مالا تملیک فیه (شامی: (۲/ ۳۴۴)، کتاب الزکاة، باب المصرف، ط: سعید)

الفتاوی الهندیة: (۱۸۸/۱)، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، ط: رشیدیه۔

باب المصرف . . . وهو مصرف ایضاً لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبة۔ (شامی: (۳۳۹/۲)، کتاب الزکاة، باب المصرف، ط: سعید)

(۲) أوجب علی نفسه المشی إلی الصفا والمروة . . . لا یصح نذره بلا خلاف (بدائع الصنائع: (۵/ ۸۴)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فأنواع، ط: سعید)

ولو قال علی المشی أو الذهاب أو الخروج . . . إلی الحرم . . . أو الصفا أو المروة . . . لا یلزمه شئی۔ (مناسک لملا علی القاری: (ص: ۴۶۹)، باب النذر بالحج والعمرة، ط: ادارة القرآن)

غنیة الناسک: (ص: ۳۵۰)، باب النذر بالحج أو العمرة، فصل الکنایات، ط: ادارة القرآن۔

صوم الدہر کی نذر

اگر کسی آدمی نے نذر مانی کہ میں جب تک زندہ رہوں گا روزہ رکھوں گا، یا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، تو نذر کی وجہ سے پوری زندگی روزہ رکھنا لازم ہوگا، اگر بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو فدیہ دیتا رہے یعنی ہر روزہ کے بدلے میں دو کلو گندم یا اس کی قیمت مستحق زکوۃ لوگوں کو دیتا رہے، اور اگر فدیہ دینے کی بھی وسعت نہ ہو تو استغفار کرتا رہے۔(۱)

صیغۂ التزام کا مطلب

لفظ "نذر" اور "منت" کے علاوہ باقی الفاظ سے نذر منعقد ہونے کے لئے التزام کا صیغہ ضروری ہے، اور التزام کے صیغہ کا مطلب یہ ہے کہ نذر کرنے والا نذر کرتے وقت ایسا جملہ اور کلام بولے کہ جس سے اپنے اوپر کوئی چیز لازم اور ضروری ہو جاتی ہے۔(۲)

---

(۱) ولو أخر القضاء حتى صار شيخاً فانياً أو كان النذر لصيام الأبد فعجز لذلك أو باشتغاله بالمعيشة لكون صناعته شاقة فله ان يفطر ويطعم لكل يوم مسكينا . . . وان لم يقدر على ذلك لعسرته يستغفر الله انه هو الغفور الرحيم۔ (الفتاوى الهندية: (۱/۲۰۹)، كتاب الصوم، الباب السادس في النذور، ط: رشيديه)

نذر . . . صوم الأبد، فضعف لاشتغاله بالمعيشة أفطر وكفر كما مرّ۔ الدر المختار۔ وفي الشامية: وكذا في البحر: لو نذر صوم الأبد، فضعف عن الصوم لاشتغاله بالمعيشة له ان يطعم ويفطر؛ لأنه استيقن انه لا يقدر على القضاء۔ (الدر مع الرد: (۲/۴۲۷)، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ط: سعيد)

وقال العلامة الرافعي: هو ملحق بالشيخ الفاني۔ (تقريرات الرافعي على الشامي: (۲/۱۵۲)، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ط: سعيد)

(۲) ثم اعلم أن أركان النذر ثلاثة: الناذر، والصيغة، والمنذور . . . وأما الصيغة ف: لله علیّ" و "علیّ" و "نذرت لله" و "أنا أفعل" وإن كان معلقاً كأن أحج إن دخلت الدار۔ (رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۲)، الرسالة الخامسة والثلاثون: في النذر بالتصدق، ط: دار السلام) =

صیغۂ نذر کی تین شرائط ہیں

''نذر کے الفاظ کی تین شرائط ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

= فرکن النذر هو الصيغة الدالة عليه وهو قوله: لله عز شانه علي كذا" أو "علي كذا" أو "هذا هدى" أو "صدقة" أو "مالي صدقة" أو "ما أملك صدقة" ونحو ذلك۔ (بدائع الصنائع: (٥/ ٨١)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

البحر العميق: (٤/ ٢٢٠١)، الباب السابع عشر: في النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان۔

ض

ضیافت کی نذر کی فلاں قوم کی

''قوم فلاں کی ضیافت کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ط

طاقت نہیں نذر کا روزہ رکھنے کی

"زندگی بھر روزہ رکھنے کی نذر ماننا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

طعام کی تعیین نہیں کی لیکن مسکین کی تعیین کی

اگر کسی نے نذر میں مسکین کی تعیین کی لیکن طعام کی تعیین نہیں کی، مثلاً یوں کہا کہ "میں اس مسکین کو کچھ کھلاؤں گا" تو اس صورت میں اسی مسکین کو کھلانا ضروری ہے کیوں کہ جب اس نے طعام کی تعیین نہیں کی تو مسکین کی تعیین مقصود ہو گئی، لہذا دوسرے مسکین کو نہیں کھلا سکتا۔ (۱)

طلباء پر خرچ کرنے کی نذر

طلباء پر خرچ کرنے کی نذر کی چند صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ اگر کسی نے کہا کہ "میں ہر ماہ اپنی تنخواہ میں سے ایک ہزار روپے دینی مدارس کے طلباء پر خرچ کروں گا" تو یہ نذر نہیں ہے، ہر ماہ ایک ہزار روپے دینی مدارس کے طلباء پر خرچ کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (۲) باقی خرچ کرنے سے ثواب ملے گا

---

(۱) عین الناذر مسکینا فله إعطاء غيره إلا إذا لم يعين المنذور، كما لو قال: لله علي أن أطعم هذا المسكين شيئاً فإنه يتعين، (الاشباه والنظائر: (ص:۱٦٨)، الفن الثانی: الفوائد، کتاب الزکاة، ط: قدیمی)

في البدائع: لو قال: لله علي أن أطعم هذا المسكين شيئاً سمّاه ولم يعينه فلا بد أن يعطيه للذي سمى لأنه إذا لم يعين المنذور صار تعيين الفقير مقصوداً فلا يجوز أن يعطي غيره۔ (شامی: (٤٣٦/٢)، کتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في صوم الستة من شوال، ط: سعید)

بدائع الصنائع: (٨٦/٥، ٨٧)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعید۔

(۲) قال: ان برئت من مرضي هذا ذبحت شاةً، فبرأ لا يلزمه شئ الا ان يقول: ان برئت فلله علي ان اذبح شاة وهي عبارة متن الدرر، وعللها في شرحه بقوله: لأن اللزوم لا يكون إلا بالنذر، والدال عليه الثاني =

اورصدقہ جاریہ ہوگا۔ (۱)

❷ اوراگر کسی نے کہا کہ ''اگر مجھے ملازمت ملے گی تو میں اپنی تنخواہ میں سے ماہانہ ایک ہزار روپے دینی مدارس کے طلباء پر خرچ کروں گا'' تو ملازمت ملنے پر ماہانہ تنخواہ میں سے ایک ہزار روپے دینی مدارس کے طلباء پر صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

❸ اوراگر کسی نے کہا کہ ''میں ہر ماہ اپنی تنخواہ میں سے ایک ہزار روپے اللہ کے لئے دینی مدارس کے طلباء پر خرچ کروں گا'' تو یہ نذر ہے، ہر ماہ تنخواہ میں سے

= لا الأول، فأفاد أن عدم الصحة لكون الصيغة المذكورة لا تدل على النذر: أي لأن قوله: ذبحت شاة وعدلا نذر۔ (الدر المختار مع الرد: (۳/۷۴۰)، كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط: سعيد)

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۲/۴۳)، كتاب الأيمان، ط: دار احياء الكتب العربية۔

الفتاوى الهندية: (۲/۶۶)، كتاب الأيمان، الباب الثاني، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه۔

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب ولا يقبل الله إلا الطيب، فإن الله يتقبلها بيمينه ثم يربيها لصاحبها كما يربي أحد كم فلوه حتى تكون مثل الجبل۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۶۷)، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۱/۱۸۹)، كتاب الزكاة، باب الصدقة من كسب طيب، ط: قديمي۔

الصحيح لمسلم: (۱/۳۲۶)، كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف فيه، ط: قديمي۔

(۲) عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من نذر أن يطيع الله فليطعه، ومن نذر أن يعصيه فلا يعصه۔ (الموطا للامام محمد: (ص: ۳۲۷) باب من حلف أو نذر في معصية، ط: قديمي)

وفي التعليق الممجد: (قوله: فليطعه) أي وجوباً فإن المباح يصير واجباً بالنذر لقوله تعالى: "وليوفوا نذورهم"۔ (التعليق الممجد على موطا امام محمد: (۳/۱۷۰)، كتاب الفرائض، باب من حلف أو نذر في معصية، ط: دار القلم دمشق)

ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط، وكان من جنسه واجب أي فرض كما سيصرح به تبعاً للبحر والدرر، وهو عبادة مقصودة... ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث "من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى" كصوم وصلاة وصدقة۔ (الدر المختار) وفي الشامي: (قوله لزم الناذر) أي لزمه الوفاء به، والمراد انه يلزمه الوفاء باصل القربة التي التزمها، لا بكل وصف التزمه (قوله: لحديث) قال في الفتح: هو حديث غريب الا انه مستغنى عنه ففي لزوم المنذور الكتاب والسنة والاجماع۔ (الدر مع الرد: (۳/۷۳۵) كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

ایک ہزار روپے صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

طواف زیارت کے بغیر حج کی نذر

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ "میں ایسا حج کروں گا جس میں نہ "طواف زیارت" کروں گا اور نہ "وقوف عرفہ" تو بھی اس پر پورا حج واجب ہوگا، یعنی طواف زیارت اور وقوف عرفہ کے ساتھ حج کرنا ہوگا۔ (۲)

طواف کی نذر

☆ ......طواف عبادۃ مقصودہ ہے اس لئے حج وعمرہ کے علاوہ مستقل طور پر بھی طواف کو ایک نفلی عبادت کے طور پر ادا کیا جاتا ہے، لہٰذا طواف کی نذر صحیح ہے، اور اس کو پورا کرنا لازم ہے، خواہ کسی شرط کے ساتھ معلق ہو یا کسی شرط کے ساتھ معلق نہ ہو دونوں صورتوں میں نذر صحیح ہے۔ (۳)

---

(۱) اما الصيغة فلله، وعلىّ، ونذرت لله، وانا افعل ان كان معلقاً كان احج ان دخلت الدار بخلاف انا احج منجزاً (رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۲) الرسالة الخامسة والثلاثون فى النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

🗀 بدائع الصنائع: (۸۱/۵)، كتاب النذر، ط: سعيد۔

(۲) ولو قال: لله علىّ نصف حجة، أو قال: لبيك بحجه لا أطواف فيها طواف الزيارة، ولا أقف بعرفة، تلزمه حجة كاملة۔ (غنية الناسک: (ص: ۳۴۸)، باب النذر بالحج أو العمرة، ط: إدارة القرآن)

🗀 فتاوى قاضيخان على هامش الهندية: (۳۰۴/۱)، كتاب الحج، فصل فى القرآن، ط: رشيديه۔

🗀 البحر العميق: (۲۲۱۰/۴)، الباب السابع عشر: فى النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان۔

(۳) وفى الخانيه ولو قال: على الطواف بالبيت والسعى بين الصفاء والمروة أو على أن أقرأ القرآن إن فعلت كذا لا يلزمه شئى اه۔ قلت: وهو مشكل فإن القراءة عبادة مقصودة ومن جنسها واجب، و كذا الطواف فإنه عبادة مقصودة أيضا لم رأيت فى لباب المناسک قال فى باب أنواع الأطوافة: الخامس طواف النذر وهو واجب ولا يختص بوقت فهذا صريح فى صحته النذر به۔ (شامى: (۷۳۸/۳)، كتاب الأيمان، مطلب فى احكام النذر، ط: سعيد)

🗀 الباب المناسک: (ص: ۱۴۳)، باب أنواع الأطوفة، ط: إدارة القرآن۔

🗀 أحسن الفتاوى: (۵۰۲/۵)، كتاب الأيمان، ط: سعيد۔

☆......طواف کی نذر درست ہے، اس لئے اگر کسی نے طواف کرنے کی نذر مانی تو نذر منعقد ہو جائے گی اور اس کو پورا کرنا لازم ہوگا کیونکہ طواف حج میں فرض ہونے کے ساتھ ساتھ نفلی طور پر کرنا بھی شریعت سے ثابت ہے لہذا وہ عبادت مقصودہ ہے۔ (۱)

طواف منذور کا وقت مقرر نہیں

طواف منذور کا وقت مقرر نہیں، جب تک کہ نذر ماننے والا خود اس کا وقت مقرر اور معین نہ کرے۔ (۲)

---

(۱) وفی الخانیه ولو قال: علی الطواف بالبیت والسعی بین الصفاء والمروة أو علی أن أقرأ القرآن إن فعلت کذا لا یلزمه شئی اه۔قلت: وهو مشکل فإن القراءة عبادة مقصودة ومن جنسها واجب، وکذا الطواف فإنه عبادة مقصودة أیضاثم رأیت فی لباب المناسک قال فی باب أنواع الأطوافة: الخامس طواف النذر وهو واجب ولا یختص بوقت فهذا صریح فی صحته النذر به۔ (شامی: (۳/۷۳۸)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط:سعید)

لباب المناسک: (ص:۱۴۳)، باب أنواع الأطوفة، ط:إدارة القرآن۔

أحسن الفتاوی: (۵/۵۰۲)، کتاب الأیمان، ط:سعید۔

(۲) الخامس: طواف النذر، وهو واجب) أی فرض عملاً لا اعتقاداً (ولا یختص بوقت) أی إذا لم یعینه۔ (شرح اللباب: (ص:۱۴۳)، باب أنواع الأطوفة وأحکامها، ط:سعید)

شامی: (۳/۷۳۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط:سعید)

ظ

ظہر کی آٹھ رکعات پڑھنے کی نذر

اگر کسی نے ظہر کی فرض نماز آٹھ رکعات پڑھنے کی نذر مانی تو اس کی نذر درست نہیں لہذا وہ ظہر کی نماز بدستور چار رکعات ہی پڑھے گا، نذر کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، کیونکہ ظہر کی نماز پہلے سے فرض ہے، جو کام پہلے سے فرض ہوتا ہے اس کی نذر صحیح نہیں ہوتی، دوسرا ظہر کی آٹھ رکعت کی نذر ماننے سے غیر شرعی چیز کا التزام کرنا لازم آتا ہے، اور یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر کسی نے دو مرتبہ حج کرنے کی نذر مانی تو دو حج لازم نہیں ہوں گے بلکہ ایک ہی حج لازم ہوگا۔ (۱)

(۱) تنبیہ: نذر أن یصلی الظهر ثمانیة . . . أو حجة الإسلام مرتین لایلزمه الزائد لأنه التزام غیر مشروع فهو نذر بمعصیة۔ بحر۔ (شامی: (۲/۴۳)، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراویح، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲/۵۸)، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید۔

ومنها أن لایکون مفروضاً ولا واجباً، فلایصح النذر بشئی من الفرائض سواء کان فرض عین کالصلوات الخمس وصوم رمضان. . . لأن إیجاب الواجب لایتصور، (بدائع الصنائع: (۵/ ۹۰)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فانواع۔ ط: سعید)

البحر العمیق: (۴/۲۲۳۱)، الباب السابع عشر: فی النذر بالحج والحلف به۔ ط: مؤسسة الریان۔



تجارت
نماز
حج و عمرہ
سفر کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
اعتکاف
تراویح کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
روزے کے مسائل
قربانی
عیدین
عقیقہ
عمرہ اور حج کا آسان طریقہ